فتنۂ یوسف کذّاب

جھوٹے مدعیٔ نبوت ابوالحسنین یوسف علی کی تحریروں، تقریروں اور عینی شہادتوں کی روشنی میں عقائد و نظریات پر مشتمل کتاب

[redacted]

نقل کفر کفر نباشد

مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نیا فتنہ

لاہور کے محمد یوسف نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا

جھوٹا نبی آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب دیتا ہے۔

سینکڑوں گھر اجاڑ دیئے

میں محمدؐ کا تسلسل ہوں

"ان کی پہلی شکل حضرت آدمؑ تھے، موجودہ شکل میں ہوں"

alive in physical. His first form was Adam and the current is Muhemmed Yousaf Ali.)

About the life and continuety of Muhemmed.

المعارف گنج بخش روڈ لاہور

نقل کفر کفر نباشد

فتنۂ یوسف کذّاب

جھوٹے مدعی نبوت ابوالحنین یوسف علی کی تحریروں، تقریروں
اور عینی شہادتوں کی روشنی میں عقائد و نظریات پر مشتمل کتاب

جلد اوّل

○

تالیف : ارشد قریشی

المعارف ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

نام کتاب	:	فتنہ یوسف کذاب (جلد اول)
مولف	:	ارشد قریشی
اشاعت اول	:	دسمبر ۱۹۹۷ء (پانچ سو)
قیمت	:	۱۵۰ روپے
مطبع	:	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	:	فراز کمپوزنگ سنٹر' لاہور
ناشر	:	المعارف' گنج بخش روڈ لاہور (پاکستان)

○

فرنٹ ٹائٹل بشکریہ ہفت روزہ تکبیر کراچی' بیک ٹائٹل بشکریہ روزنامہ خبریں لاہور

انتساب

○

خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ

کی جاں نثار امت کے نام

جس نے مسیلمہ کذاب سے یوسف کذاب تک

ہر جھوٹے مدعی نبوت اور گستاخ رسول کو نشان عبرت بنا دیا

○

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

اقبالؒ

فہرست مضامین

○

مقدمہ

باب اول

ماخذ کتاب

۱۔ مرد کامل کا وصیت نامہ' صاحب تحریر مرد کامل : مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء ۱۷
۲۔ کالم تعمیر ملت از ابوالحسنین : مطبوعہ روزنامہ پاکستان لاہور ۱۸
۳۔ بانگ قلندری مصنف حضرت عبدالوحید میر ساجد : مطبوعہ لاہور ۱۴۱۴ھ ۱۹
۴۔ علی نامہ مصنف سید مسعود رضا : مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء ۲۰
۵۔ یوسف علی کی ڈائری : انگریزی' قلمی تحریر شدہ ۱۹۹۶ء ۲۰
۶۔ آڈیو ویڈیو کیسٹس : یوسف علی کی تقریریں ۲۱
۷۔ چشم دید گواہوں کے بیانات : زیر دفعہ ۱۶۱ ض ف ۲۲

باب دوم

خفیہ لوگ اور خفیہ تنظیم

یوسف علی اس کا مرشد عبدالوحید اور اس کی تنظیم ورلڈ اسمبلی

۱۔ یوسف علی کے حالات زندگی' دعویٰ نبوت' مقدمہ توہین رسالت ۲۳
۲۔ یوسف علی مدعی نبوت ہے تو اس کا مرشد عبدالوحید ساجد میر مدعی الوہیت ہے ۲۸

۳۔ یوسف علی کا بنیادی عقیدہ' ہندوؤں اور اسماعیلیوں سے مماثلت ۳۰
۴۔ عبدالوحید' یوسف علی' مسعود رضا کے خفیہ گروہ کی لمبی منصوبہ بندی ۳۱
۵۔ یوسف علی کی ورلڈ اسمبلی' وی آئی پی سٹیٹس اور سفارت کاری ۳۳
۶۔ یوسف علی کا اصل روپ' سفلی عملیات اور آزاد جنسی تعلقات ۳۸

باب سوم

یوسف علی کی ڈائری

یوسف علی کے عقائد کی خفیہ بیاض

☆ حقیقت ۴۵
۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ۴۶
۲۔ محمدؐ علیہ الصلوۃ والسلام ۵۱
۳۔ رسول / مرد کامل ﷺ ۵۷
۴۔ انسان ۶۴

باب چہارم

دعاوی و عقائد

ابوالحسنین یوسف علی کے دعاوی و عقائد و نظریات

۱۔ دعویٰ نبوت : یوسف علی کا مرد کامل ہونے کا دعویٰ اور یہ دعویٰ کہ مرد کامل درحقیقت محمدؐ کی شاندار شکل ہوتی ہے ۶۷
۲۔ دعویٰ نبوت : یوسف علی کا امام وقت ہونے کا دعویٰ اور یہ دعویٰ کہ جب اللہ اور محمدؐ کسی فرد پر نزول کرتے ہیں تو وہ رسول یا امام وقت ہو جاتا ہے

۳۔ ظلی نبی: یوسف علی کا انسان کاملؐ کا پرتو ہونے کا دعویٰ اور یہ دعویٰ کہ وہ انسان کاملؐ کا عکس ہے ۷۶
۴۔ دعویٰ نبوت: یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں ان کی پہلی شکل آدمؑ تھے موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے ۷۷
۵۔ دعویٰ الوہیت: یوسف علی کا بشر نہ ہونے کا دعویٰ ۸۰
۶۔ دعویٰ الوہیت: رسولؐ" مرد کاملؐ" حقیقت الحقائق (ذات حق سبحانہ و تعالیٰ) کی مکمل تجسیم ہے ۸۱
۷۔ دعویٰ الوہیت: یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ رب اس کے اندر آکر بول رہاہے اور یوسف علی کے چیلوں کا یہ عقیدہ کہ یوسف علی رب دو جہاں ہے ۸۱
۸۔ دعویٰ نبوت و الوہیت: یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ جب اللہ اور محمدؐ کسی شخص پر نزول کرتے ہیں وہ رسول یا امام وقت ہو جاتا ہے ۸۴
۹۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ کہ اللہ کی مثل ہے ۸۵
۱۰۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ محمدؐ ہر لحاظ سے عین اللہ کی مثل ہیں اور یہ دعویٰ کہ اللہ محمدؐ ایک ہی ہیں ۸۶
۱۱۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ کہ اللہ کا ایک جسم ہے ۸۸
۱۲۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ کہ آدمی کے سوا اور کوئی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ خود کو مجسم کرتا ہے ۹۰
۱۳۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ کہ محمدؐ کا نزول صرف انبیاء کے لیے مخصوص نہیں ہے یہ کہیں بھی کسی پر بھی قطع نظر مذہب نسل اور رنگ وغیرہ کے ہو سکتا ہے ۹۰
۱۴۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ کہ اللہ محمدؐ اور انسان کے درمیان قطعاً" کوئی فرق نہیں ہے اور اس کا یہ عقیدہ کہ جو اپنے آپ کو اللہ محمدؐ کے علاوہ سمجھ رہاہے مشرک ہے ۹۱
۱۵۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ یوسف علی رسول اور اس کے مصاحب صحابہ ہیں ۹۳
۱۶۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ اس کی قیام گاہ "غار حرا" ہے ۹۷
۱۷۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ مکہ اور مدینہ میں تو خالی مکان ہیں مکین (یوسف علی) تو یہاں ہے اور یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ حج اور عمرہ کے لیے وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے یہاں کرا دیتے ہیں ۹۸

۱۸۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ پاکستان کو مرد کامل (یوسف علی) کی سربراہی کا شرف حاصل ہونے والا ہے اور یہ دعویٰ کہ پاکستان کی ہاں اور نہ میں دنیا کے فیصلے ہوا کریں گے ۹۸
۱۹۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ قرآن کے تمام ترجمے اور تمام تفسیریں غلط ہیں ۱۰۱
۲۰۔ رسول اللہ تک پہنچنے کا فارمولا: رسول اللہ (یوسف علی) کو اپنی آمدن کا پانچواں حصہ دیں ۱۰۲

باب پنجم

لبادۂ نبوت میں فراڈ

ثقہ و صاحب حیثیت چشم دید گواہوں کے بیانات

۱۔ بریگیڈئر (ریٹائرڈ) جناب ڈاکٹر محمد اسلم ملک (کراچی) کا بیان ۱۰۶
۲۔ جناب محمد علی ابوبکر (کراچی) کا بیان ۱۰۷
۳۔ جناب محمد اکرم رانا (کراچی) کا بیان ۱۰۸
۴۔ جناب نعمان الٰہی شیخ (کراچی) کا بیان ۱۰۹
۵۔ جناب محمد سہیل ضیاء (لاہور) کا بیان ۱۱۰
۶۔ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی کی رپورٹ ۱۱۱

باب ششم

لبادہ تصوف میں الحاد

۱۔ لبادۂ تصوف میں ملاحدہ کے عقائد حلول و اتحاد و تجسم و تناسخ ۱۱۳
۲۔ لبادۂ تصوف میں یوسف علی کے عقائد حلول و اتحاد و تجسم و تناسخ ۱۲۶

باب ہفتم

یوسف علی کے دو اہم خط

۱۔ پہلا خط معتقدین کے نام محررہ ۱۵ جولائی ۱۹۹۴ء ۱۳۶
۲۔ دوسرا خط منحرفین کے نام محررہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۷ء (اڈیالہ جیل) ۱۳۹

ضمیمہ

عقائد الاسلام

عقائد متعلقہ بذات خداوندی و صفات خداوندی ۱۴۹

دستاویزات

۱۔ دستاویزات : آڈیو' ویڈیو کیسٹس ۱۶۱
۲۔ دستاویزات : چشم دید گواہوں کے بیانات ۲۲۵
۳۔ دستاویزات : یوسف علی کی ڈائری ۲۳۷
۴۔ دستاویزات : مرد کامل کا وصیت نامہ ۲۶۱
۵۔ دستاویزات : بانگ قلندری ۲۷۷
۶۔ دستاویزات : علی نامہ ۳۰۱
۷۔ دستاویزات : کالم تعمیر ملت ۳۲۳
۸۔ دستاویزات : تاریخ ادبیات ایران ۳۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

○

یوسف علی سے ملاقات : ابوالحسنین یوسف علی سے میری پہلی ملاقات اکتوبر ۱۹۹۲ء میں ہوئی تھی میں ان دنوں اسلام آباد رہتا تھا' یوسف علی لاہور سے راولپنڈی اسلام آباد آتا تو میرے گھر بھی ٹھہرتا۔ اس کے آنے پر محفل بھی جم جاتی جس سے یہ خطاب کرتا۔ ان محفلوں میں اس کے حلقہ کے لوگ التزام سے آتے میں بھی کبھی کبھار دوستوں کو بلا لیتا یوں یہ سلسلہ جون ۱۹۹۴ء تک جاری رہا۔ ان چند ماہ میں میں نے دیکھا کہ ملی جلی محفل میں یہ محتاط گفتگو کرتا تھا اور اس کی گفتگو میں قابل اعتراض باتیں کم ہوتی تھیں لیکن اپنے حلقہ خاص اور حلقہ خاص الخاص میں جو باتیں کرتا تھا وہ انتہائی قابل اعتراض ہوتی تھیں۔ یہ ساری باتیں میرے گھر پر ہوتی تھیں اس لئے میرے علم میں آجاتی تھیں۔ صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔

نبوت و الوہیت : قرآن مجید کی مشہور آیت کے الفاظ ہیں "لیس کمثلہ شئی" (۴۲:۱۱) ملی جلی محفل میں اس کا ترجمہ یوں کرتا "اس (اللہ) کی مثل جیسی کوئی شے نہیں" پھر کہتا یعنی اس کی مثل ہے۔ مثل کون ہے پھر بتائیں گے۔ اور بات گول کر جاتا(۱) حلقہ خاص میں کہتا اس (اللہ) کی مثل محمدؐ ہیں اور محمدؐ کی مثل

---

(۱) یہ پانچ سال پہلے کی بات ہے جب یوسف علی یہ باتیں اشاروں کنایوں اور بند کمروں میں کرتا تھا اور اب دیدہ دلیری ملاحظہ ہو کہ ابوالحسنین یوسف علی روزنامہ پاکستان لاہور کی ۲۵ فروری ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں اپنے روزانہ شائع ہونے والے کالم "تعمیر ملت" میں اعلانیہ لکھتا ہے "آپؐ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کی مثل ہیں اور آپؐ کی مثل کوئی بھی نہیں (۴۲:۱۱) (مولف)

کوئی بھی نہیں ہے اور حلقہ خاص الخاص میں کہتا کہ ہر دور کا مرد کامل محمدؐ ہوتے ہیں اس دور کا مرد کامل میں ہوں اس لئے میں محمدؐ ہوں اور محمدؐ کی کوئی مثل نہیں ہے اور میں ہو بہو محمدؐ ہوں۔ یوں یوسف علی خود کو اللہ اور محمدؐ قرار دیتا۔

شارع و شعائر اسلام : یوسف علی اکثر کہا کرتا تھا کوئی اس وقت تک کسی سے بیعت نہ لے جب تک خود رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں اور ظاہری عمر چالیس سال کی نہ ہو جائے کبھی کہتا تھا رسول اللہؐ کے علاوہ کسی اور کو بیعت لینے کا حق نہیں ہے اس پس منظر میں جب ایک نوجوان نے میری موجودگی میں یوسف علی سے بیعت کی تو بیعت کے بعد یوسف علی نے کہا "مبارک ہو رسول اللہؐ نے آپ کو قبول کیا" وہ نوجوان اس پر بہت شاداں و نازاں تھا اور وفور شوق و انبساط اس کے چہرے سے ہویدا تھا' مجھے بھی اس کی خوش نصیبی پر رشک آیا پھر یوسف علی نے اس نوجوان سے کہا "رسول اللہؐ نے آپ کو بغیر داڑھی کے قبول کیا ہے آپ نے اب داڑھی نہیں رکھنی ہے" جس پر معاً میرے ذہن میں آیا کہ یہ شخص گڑ بڑ ہے۔ یہ ابتدائی ایام کی بات ہے جب یوسف علی بے نقاب نہیں ہوا تھا۔ وہ نوجوان رسول اللہؐ سے حقیقی رسول اللہؐ مراد لے رہا تھا جب کہ یوسف علی رسول اللہ خود کو قرار دے رہا تھا۔ ابتداء میں اکثر اس مغالطے کا شکار ہوتے تھے۔

اسی طرح ایک اور شخصیت جب عمرہ پر گئی تو یوسف علی انہیں الوداع کہنے ایرپورٹ گیا میں بھی ہمراہ تھا واپس آکر اس شخصیت نے مجھے بتایا کہ یوسف علی نے الوداع کہتے ہوئے مجھے کہا "آپ لوگ خواہ مخواہ عمرہ پر جاتے ہیں وہاں تو خالی مکان ہے مکین تو یہاں ہے۔" اس طرح یوسف علی نے نہ صرف شارع کا روپ اختیار کیا ہوا تھا بلکہ شعائر اسلام کا بھی مذاق اڑاتا تھا۔ دراصل ان باتوں سے وہ اپنے حصار میں گرفتار لوگوں کا امتحان لیتا تھا کہ وہ کس حد تک اس کے باطل عقائد و نظریات کو قبول کرتے ہیں پھر ان کی درجہ بندی کرتا تھا اور انہیں کفر و الحاد کے مدارج طے کراتا تھا۔

تاویل و تحریف قرآن : یوسف علی اکثر کہتا تھا کہ قرآن کے سارے ترجمے غلط ہیں' اور ترجمہ و تفسیر کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے سے منع کرتا تھا کہتا تھا کثرت سے قرآن مجید پڑھو قرآن اپنے معانی خود منکشف کرے گا۔ کبھی کہتا قرآن مجید اس نیت سے پڑھو کہ اس کے معانی و مطالب رسول اللہؐ سے سیکھنے ہیں تو رسول اللہ

خود آپ کو سکھائیں گے پھر کہتا میں نے قرآن مجید کے معانی و مطالب رسول اللہؐ سے سیکھے ہیں۔ یہ باتیں وہ ملی جلی محفل میں کرتا تھا لیکن اپنے حلقہ خاص میں کہتا قرآن کے ایک ظاہری معنی ہیں اور ایک باطنی معنی ہیں پھر آیات قرآن کی عجیب و غریب تاویل کرتا جو صریحاً" تحریف ہوتی تھی یوسف علی کی ڈائری اس کا دستاویزی ثبوت ہے۔ لیکن مکمل "برین واشنگ" اور چکنی چپڑی باتوں کی وجہ سے اس کے حصار میں گرفتار لوگ اسے خدا اور رسول سمجھتے تھے اور اس کی ہر بات بلاچون و چرا مانتے تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی : ان ہی دنوں میں نے برملا کہنا شروع کر دیا کہ یوسف علی دوسرا مرزا غلام احمد قادیانی ہے' یہ بات یوسف علی تک پہنچ چکی تھی کہ اسی دوران ۲ جولائی ۱۹۹۳ء کو میں یوسف علی کے گھر جی۔ او۔ آر۔ تھری شادمان لاہور گیا تو اس نے مجھے اپنا تازہ کالم سنایا جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی مذمت کی گئی تھی اور اپنے صحیح العقیدہ ہونے کا اعلان کیا گیا تھا لیکن میں نے کہا کہ آپ بے نقاب ہو چکے ہیں اب آپ میرے گھر نہیں آئیں گے۔ اس کے بعد یوسف علی میرے گھر نہیں آیا اور نہ ہی میری اس سے کبھی ملاقات ہوئی البتہ جو کالم اس نے ۲ جولائی کو مجھے سنایا تھا وہ جولائی ۱۹۹۳ء ہی میں روزنامہ پاکستان لاہور میں "تعمیر ملت" کے عنوان کے تحت اس کے نام سے ضرور شائع ہوا۔ میں بھی چاہتا تھا کہ یوسف علی کو بے نقاب کرنے کے لئے کچھ لکھوں لیکن اس سے پہلے ایک ایسا واقعہ ہو چکا تھا جو اس میں مانع تھا۔

حقیقت محمدیہؐ : چند دن پہلے جب ایک شخصیت یوسف علی سے منحرف ہو گئی تو یوسف علی نے میری موجودگی میں اپنے حلقہ کے لوگوں سے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے میں اس سے مکرتا ہوں آپ لوگ بھی مکر جائیں خاص طور پر "حقیقت محمدیہؐ" سے مکر جائیں اور "حقیقت محمدیہ" ان کے نزدیک یہی تھی کہ نعوذ باللہ محمدؐ اللہ ہیں اور یہ (یوسف علی) خود محمدؐ ہے۔ اسی نسبت سے یہ اپنے سلسلہ کو "سلسلہ حقیقت محمدیہ" کہتا تھا لیکن اس نے اس بات کو جسے یہ "حقیقت" اور "سیکرٹ" (راز) کہتا تھا مکمل طور پر اخفا میں رکھا ہوا تھا۔ اپنے سلسلہ حقیقت محمدیہ میں یہ جس شخص کو بیعت کرتا تھا اس سے من جملہ دیگر باتوں کے دو باتوں کا حلف لیتا تھا۔ پہلی یہ کہ یہ بیعت خفیہ ہے کسی حال میں بھی اس کا اظہار نہیں ہو سکتا دوسری یہ کہ یہ

بیعت ناقابل تنسیخ ہے کسی حال میں بھی توڑی نہیں جاسکتی ہے۔

وی آئی پی سٹیٹس : ان ہی ایام میں مجھے یوسف علی کا پاسپورٹ اور وزارت خارجہ کی طرف سے جاری کردہ ایک سرٹیفکیٹ دیکھنے کا موقع بھی ملا جس کے مطابق یوسف علی کو وزارت خارجہ حکومت پاکستان کی طرف سے وی آئی پی سٹیٹس اور سرکاری پاسپورٹ دیا گیا تھا۔ اور جس کی بنیاد پر یوسف علی کو پوری دنیا میں وی آئی پی حیثیت اور سہولتیں حاصل تھیں۔ وزارت خارجہ کی طرف سے جاری کردہ دستاویز کا عکس کتاب میں شائع کیا جارہا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یوسف علی کو وی آئی پی سٹیٹس ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کے تاحیات ڈائریکٹر جنرل (صدر) کی حیثیت سے دیا گیا ہے باالفاظ دیگر یوسف علی کو وی آئی پی سٹیٹس تاحیات حاصل رہے گا یہ ایک غیر معمولی بات تھی خصوصاً جب کہ ورلڈ اسمبلی کا کہیں وجود نہیں اور یہ محض کاغذی تنظیم ہے۔ یہ بات باعث تشویش تھی اور ذہن اس طرف بھی جاتا کہ یوسف علی کسی اسلام دشمن خفیہ طاقت کا آلہ کار ہے۔

تالیف و اشاعت کتاب : ان حالات میں یوسف علی کے متعلق کچھ لکھنا اور اسے ثابت کرنا بظاہر ایک دشوار کام تھا لیکن میں اس نتیجے پر پہنچ چکا تھا کہ یہ شخص اللہ و رسولؐ کا باغی ہے اور اسلام دشمن طاقتوں کا آلہ کار ہے۔ اسے بے نقاب کرنا مجھ پر اللہ و رسولؐ کا قرض ہے یہی وجہ تالیف و اشاعت کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت یقیناً شدید ہے یوسف علی جو کل تک خدا اور رسول بنا ہوا تھا آج توہین رسالت کے جرم میں جیل میں قید ہے اور نشان عبرت بنا ہوا ہے۔ اس کی ضمانت کی درخواست بھی سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ سے مسترد ہو چکی ہے' فاعتبروا یااولی الابصار۔

اس کتاب کی جلد اول یوسف کذاب کے دعاوی و عقاید و نظریات پر مشتمل ہے جس کے لیے اس کی اپنی تحریروں' تقریروں اور عینی شہادتوں پر انحصار کیا گیا ہے اور جلد دوم یوسف کذاب کے متعلق جرائد و اخبارات میں مطبوعہ حقائق پر مشتمل ہے یوسف علی اور اس کے دعاوی عقائد اور تحریف قرآن کا محاسبہ و محاکمہ الگ کتاب کا متقاضی ہے جو انشاء اللہ جلد پیش ہوگی' وما توفیقی اللہ باالله اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان فتنوں سے محفوظ فرمائے اور جو مسلمان گمراہ ہو چکے ہیں انہیں صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔ آمین۔

المعارف' گنج بخش روڈ لاہور
۱۶ دسمبر ۱۹۹۷ء

خاکپائے محمدؐ
ارشد قریشی

باب اول

ماخذ کتاب

○

اس کتاب میں ابوالحسنین یوسف علی کے عقائد و نظریات بیان کئے گئے ہیں اور صرف اس کی اپنی تحریروں' تقریروں اور عینی شہادتوں پر انحصار کیا گیا ہے تاکہ یوسف علی اور اس کے پیروکار ان کو جھٹلا نہ سکیں اس کتاب کے ماخذ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مرد کامل کا وصیت نامہ' صاحب تحریر مرد کامل: مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء

کتاب کا سرورق اس طرح لکھا ہے:

مرد کامل کا وصیت نامہ

میں ان کی ذات میں گم ہوں میرا وجود کہاں
یہ لوگ کس کو ان کا غلام کہتے ہیں؟
صاحب تحریر مرد کامل

کتاب کی پرنٹ لائن آخری صفحہ پر اس طرح لکھی ہے:

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں
۱۸ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ
۱۲ جنوری ۱۹۹۳ء
الحمدللہ میرے حضرت شیخ صاحب وقت ہیں مرد کامل ہیں
سعادت ترتیب و اشاعت
محمد اشرف علی
A-۲۷۳ جی ٹی روڈ لاہور پاکستان

کتاب صرف ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اور غیر مجلد ہے۔

کتاب پر اگرچہ مصنف کا نام نہیں لکھا ہے صرف صاحب تحریر مرد کامل لکھا ہے لیکن یہ کتاب یوسف علی کی تحریر کردہ ہے اور یوسف علی ہی مرد کامل ہے۔

کتاب کے شروع میں صفحہ ۲ پر ایک طویل نظم لکھی ہے جس کا قطعہ یہ ہے:

یہ علی ہے تیرا بندہ اس کی شان کبریائی
لے قبول کرلے سجدہ یہ جبین جھک کے آئی

اور صفحہ ۷ پر لکھا ہے یہ ایک مرد کامل کا تشکر ہے!

کون ہوں میں کیا ہوں میں یہ محض اک سایہ
اصلی تعارف کیسے بیاں ہو رنگ محمدؐ نے اپنایا
ذرہ بنے اک چھوٹا سورج جب سورج کا ہو ہمراہی
شکر علی اب کیسے ادا ہو قرب محمدؐ ہے سرمایہ

مقطع اور رباعی میں علی یوسف علی کا ہی تخلص ہے۔ یہ تو اندرونی شواہد ہیں اور بیرونی شواہد کے طور پر دو باتیں قابل ذکر ہیں اولاً ابوالحسنین یوسف علی روزنامہ پاکستان لاہور میں ابوالحسنین کے نام سے "تعمیر ملت" کے عنوان کے تحت کئی سال تک کالم لکھتا رہا ہے اور ابوالحسنین یوسف علی نے مرد کامل کا وصیت نامہ کے عنوان سے یہ کتاب حرف بحرف ابوالحسنین کے نام سے "تعمیر ملت" میں بھی نقل کی ہے۔ ثانیاً" یوسف علی ہر جگہ خود کو مرد کامل اور اس کتاب کو اپنی تحریر کے طور پر پیش کرتا تھا۔ جنوری ۱۹۹۳ء میں کتاب کی اشاعت کے فوراً بعد یوسف علی نے مرد کامل کا وصیت نامہ مولف کو بھی اپنی تصنیف کے طور پر پیش کی تھی۔ یوں یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ کتاب مرد کامل کا وصیت نامہ' کا مصنف ابوالحسنین یوسف علی ہے اور صاحب تحریر مرد کامل بھی یوسف علی ہی ہے۔

۲۔ کالم "تعمیر ملت" از ابوالحسنین: مطبوعہ روزنامہ "پاکستان" لاہور

ابوالحسنین یوسف علی نے روزنامہ "پاکستان" لاہور میں "تعمیر ملت" کے عنوان کے تحت ابوالحسنین کے نام سے مسلسل پانچ سال کالم لکھے ہیں جو اس کے عقائد و نظریات کے ترجمان ہیں اور جن کے حوالے اس کتاب میں دیئے گئے ہیں۔ یہ کالم کتابی شکل میں شائع نہیں ہوئے صرف اخبار میں چھپے ہیں اس لئے متعلقہ کالموں کے عکس کتاب کے آخر میں شامل کر دیئے گئے ہیں تاکہ محفوظ ہو جائیں اور

حوالہ جات کی پڑتال بھی آسان ہو جائے۔

٣۔ بانگ قلندری مصنف حضرت عبدالوحید میر ساجد:

مطبوعہ لاہور ١٤١٤ھ

کتاب کی جلد اور ٹائٹل پر کتاب کا نام اور مصنف کا نام اس طرح لکھا ہے:

بانگ قلندری

حضرۃ عبدالوحید میر ساجد

پرنٹ لائن اس طرح ہے:

سال ترتیب	:	٢٧ رجب المرجب ١٤١٣ھ
سال اشاعت	:	٩ محرم الحرام ١٤١٤ھ
اہتمام اشاعت	:	١٥ سی جی او آر شادمان لاہور
اہتمام طباعت	:	زیڈ اے پرنٹرز دربار مارکیٹ لاہور

کتاب منظوم ہے' ١٤٠ صفحات پر مشتمل ہے' مجلد ہے اور بہت اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔

یہاں یہ نشان دہی ضروری ہے کہ ١٥ سی جی او آر III شادمان لاہور یوسف علی کی سابقہ رہائش گاہ ہے۔ یوسف علی نے ہی کتاب کی اشاعت کا اہتمام کیا اور یہی کتاب کا ناشر ہے۔

کتاب کا انتساب یوں لکھا ہے:

انسان کامل ﷺ کے پرتو "انسان"
محبوب الوحید' مرد کامل' امام وقت کے نام

یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بانگ قلندری کا مصنف حضرۃ عبدالوحید میر ساجد یوسف علی کا مرشد ہے اور اسی نسبت سے یوسف علی کا لقب "محبوب الوحید" ہے گویا کتاب کا انتساب یوسف علی کے نام ہے اور یہی انسان کاملؐ کے پرتو "انسان"' محبوب الوحید' مرد کامل اور امام وقت ہے۔

کتاب کا پیش لفظ بھی تحسین حسن شناس کے عنوان سے ابوالحنین یوسف

علی نے لکھا ہے اور پیش لفظ کے آخر پر نام و پتہ یوں ہے:

(حضرت) ابوالحسنین یوسف علی

مدینہ منورہ

شب معراج ۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

پاکستان میں رابطہ: ۱۰۵۔ ایم گلبرگ III لاہور

۴۔ علی نامہ مصنف سید مسعود رضا: مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء

کتاب کے ٹائٹل پر کتاب کا نام اور مصنف کا نام اس طرح لکھا ہے۔

علی نامہ

سید مسعود رضا

پرنٹ لائن انگریزی میں ہے تفصیل حسب ذیل ہے:

پرنٹر کا نام	: Acme Printers
پبلیشر کا نام	: Acme Publications ۷۷ نسبت روڈ لاہور پاکستان
پہلا ایڈیشن	: ۱۹۹۵: ISB No: ۹۶۹۔۸۲۷۹۔۰۰۔۸

کتاب منظوم ہے، ۱۴۵ صفحات ہیں، مجلد ہے اور اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔

کتاب کا انتساب اس طرح تحریر کیا گیا ہے:

لیس کمثله شئی وهو السميع البصير ○

ذات حق سبحانہ و تعالیٰ

آپ کے نام

المحبوب الوحید، امام وقت، انسان کامل کے پرتو

میرے حضرت سید موجودات آپ کے نام!!

اس وضاحت کی اب ضرورت باقی نہیں رہ جاتی کہ کتاب کا انتساب ابوالحسنین یوسف علی کے نام ہے جو المحبوب الوحید، امام وقت، انسان کامل کا پرتو اور سید موجودات ہے، بلکہ کتاب علی نامہ کے مطالعہ کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ بھی یوسف علی ہی ہے (نعوذ باللہ)

۵۔ یوسف علی کی ڈائری: (انگریزی، غیر مطبوعہ) قلمی تحریر شدہ ۱۹۹۶ء

یہ ڈائری ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے کچھ حصے ہفت روزہ "تکبیر" کراچی میں شائع ہو چکے ہیں اصل ڈائری بھی ہفت روزہ "تکبیر" کراچی کے پاس محفوظ ہے۔ مکمل ڈائری کی مصدقہ فوٹو کاپی مولف کتاب ہذا کے پاس موجود ہے جس کا عکسی ری پرنٹ اس کتاب میں شائع کیا جارہا ہے۔ اور اس کے حوالہ جات کتاب میں دیئے جارہے ہیں تاکہ قارئین حوالہ جات کی صحت کا اطمینان کر سکیں۔

یوسف علی کے وکیل نے عدالت میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ یہ ڈائری یوسف علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ اس طرح انہوں نے اس ڈائری کی صحت کے بارے میں شک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ملزم کو اس شک کا فائدہ پہنچایا جاسکے۔ اس سلسلے میں ہفت روزہ "تکبیر" کراچی کے ۲۹ مارچ ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں شائع حسب ذیل صراحت قابل توجہ ہے:

> "تکبیر میں ملعون یوسف علی کے کرتوتوں کے بارے میں انکشافات کے بعد عوامی حلقوں میں شدید بے چینی پھیل گئی ہے قارئین نے بے شمار ٹیلی فون کالوں اور خطوط کے ذریعے یہ استفسار کیا ہے کہ کیا شائع شدہ رپورٹ کا کوئی دستاویزی ثبوت بھی موجود ہے۔ ہم اپنے قارئین سے پوری یکسوئی کے ساتھ یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم اپنے شائع شدہ ایک ایک حرف کی مکمل ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور اسے بوقت ضرورت عدالت میں ثابت کرنے کی مضبوط پوزیشن میں ہیں۔ ملعون یوسف علی کے خلاف ہمارے پاس بہت سے دستاویزی ثبوت ہیں۔"

حقیقت یہی ہے کہ جس طرح کتاب مرد کامل کا وصیت نامہ پر یوسف علی نے اپنا نام نہیں لکھا صرف صاحب تصنیف مرد کامل لکھا ہے اور یہ کتاب یوسف علی کی لکھی ہوئی ہے' اور جس طرح علی نامہ کے پیش لفظ کے نیچے یوسف علی نے اپنا نام نہیں لکھا لیکن یہ پیش لفظ یوسف علی کا لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح یہ ڈائری بھی یوسف علی کی ہے۔ یوسف علی کو اپنے مجرم ہونے کا یقین تھا اس لئے ہر معاملے میں وہ مجرمانہ اخفاء سے کام لیتا تھا۔

۶۔ آڈیو ویڈیو کیسٹس: یوسف علی کی تقریریں

آڈیو کیسٹ میں یوسف علی کی ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا لاہور میں کی گئی تقریر کا مکمل متن ہے اور ویڈیو کیسٹس یوسف علی کی دیگر تقاریر کے مکمل متن پر مشتمل ہیں۔ یوسف علی کے خلاف توہین رسالتؐ اور دیگر دفعات کے تحت تھانہ ملت پارک لاہور میں ۲۹ مارچ ۱۹۹۷ء کو مقدمہ نمبر۹۷/۰ ۷ درج کرکے ملزم یوسف علی کی گرفتاری عمل میں آچکی ہے۔ یہ کیسٹس پولیس کی تحویل میں ہیں اور ان کیسٹس کی تقاریر کے مکمل متن کو پوری صحت کے ساتھ ضبط تحریر میں لاکر عدالت میں پیش کیا گیا ہے۔ تقاریر کا یہی مکمل متن تحریری صورت میں شامل کتاب کیا گیا ہے اور اسی متن کے حوالے کتاب میں دئے گئے جو ہر لحاظ سے معتبر ہیں۔

۷۔ چشم دید گواہوں کے بیانات: زیر دفعہ ۱۶۱ ض ف

ابوالحسنین یوسف علی کے خلاف توہین رسالت و دیگر دفعات کے تحت تھانہ ملت پارک لاہور میں ۲۹ مارچ ۱۹۹۷ء کو مقدمہ درج کرکے ملزم یوسف علی کی گرفتاری عمل میں آچکی ہے۔ دوران تفتیش جناب ملک خوشی محمد ایس ایچ او تھانہ ملت پارک لاہور نے چشم دید گواہوں کے بیانات بھی قلمبند کئے۔ یہی بیانات کتاب میں شامل کئے گئے ہیں اور ان بیانات کے ہی حوالے کتاب میں دئے گئے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تمام گواہ صاحب حیثیت، تعلیم یافتہ اور معزز ہیں اور ان کی شہادت ہر لحاظ سے معتبر ہے اور ان بیانات کے حوالہ جات پر مکمل انحصار کیا جاسکتا ہے۔

○

باب دوم

خفیہ لوگ اور خفیہ تنظیم

یوسف علی اس کا مرشد عبدالواحد اور
اس کی تنظیم ورلڈ اسمبلی

○

ا۔ یوسف علی کے حالات زندگی' دعویٰ نبوت' مقدمہ توہین رسالت

حالات زندگی : ابوالحسنین یوسف علی کے خلاف جن دنوں اخبارات میں زور شور سے خبریں چھپ رہی تھیں یوسف علی نے ہفت روزہ پوسٹ مارٹم لاہور کے شمارہ ۸ تا ۱۵ جون ۱۹۹۷ء میں اپنے حق میں ایک مضمون چھپوایا تھا جس میں اس کے حالات زندگی بھی شامل تھے اس طرح یہ خود نوشت حالات زندگی کہے جاسکتے ہیں "المجبوب الوحید" ابوالحسنین یوسف علی (یکم اگست ۱۹۴۹ء کو) جڑانوالہ میں پیدا ہوئے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے علوم اسلامیہ میں ایم۔ اے کیا۔ پاکستان آرمی میں شمولیت کی۔ ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں حصہ لیا اور بعد ازاں کیپٹن کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ سعودی عرب میں کئی سال قیام رہا۔ قبرص میں سعودی عرب کی طرف سے نامزد کردہ او آئی سی سفیر کی حیثیت سے فرائض سرانجام دئے اور وہاں یوتھ مشن ترتیب دیا۔ "المجبوب الوحید" کا خطاب انہیں اپنے مرشد کی طرف سے ملا جو کہ مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ امت اسلامیہ کے لئے شاندار خدمات سرانجام دینے پر سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی دعوت پر پاکستان واپس آکر مجلس شوریٰ کے ممبر بنے۔ مجلس شوریٰ کے خاتمے پر "ورلڈ اسمبلی فار

مسلم یونٹی اینڈ اسلامک ریناسنس" کی بنیاد رکھی۔ اسلامی تعلیمات کے فروغ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے تین سال قبل شاندار خدمات کی بنا پر سعودی عرب کے شاہ فیصل انٹرنیشنل پرائز کے لئے نامزد کئے گئے۔ یورپ' مڈل ایسٹ' امریکہ' کینیڈا سمیت دنیا کے بے شمار ممالک میں علوم اسلام کے مبلغ کے طور پر مختلف فورمز میں شمولیت کی۔ شعبہ ہائے زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی کام کرتے ہوئے لاتعداد آرٹیکلز کتابچے تحریر کئے۔ لاہور سے شائع ہونے والے اردو اخبار روزنامہ "پاکستان" میں ساڑھے پانچ سال تک کالم "تعمیر ملت" لکھتے رہے۔ "تعلق" اور " نظام مصطفیٰ کیوں کیسے کس لئے" دو کتب تحریر کیں۔ "سلسلہ حقیقت محمدیہ" کے شیخ کے طور پر رشد و ہدایت کے فرض اولین کی بجاآوری میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔"

سکالر اور مبلغ اسلام : یوسف علی کے حواری یوسف علی کو بین الاقوامی سطح کا مسلم سکالر اور مبلغ اسلام کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ او آئی سی' مجلس شوریٰ اور ورلڈ اسمبلی سے اس کی وابستگی کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ سابق فوجی ہونے کی وجہ سے فوج میں اس کے اثر و نفوذ کو بھی خوب اچھالتے ہیں جو سب مبالغہ آمیزی ہے حقیقت کچھ اور ہے۔ جہاں تک یوسف علی کے سکالر ہونے کا تعلق ہے اس کا کوئی علمی کام نہیں ہے جس کی بنا پر اسے سکالر کہا جاسکے۔ "تعلق" اور "نظام مصطفیٰ کیوں کیسے کس لئے" اس کی جن دو کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے وہ دونوں پمفلٹ ہیں۔ "تعلق" ۳۸ صفحے کا پمفلٹ ہے اگر ٹائٹل اور تقریظ وغیرہ کے ۱۲ صفحات نکال دیں تو کتاب کا اصل متن عام سائز کے ۲۶ صفحات ہیں یہی حال دوسری کتاب کا ہے۔ یہ ہے یوسف علی کی کل علمی پونجی جس کی بنیاد پر اس نے اور اس کے حواریوں نے بین الاقوامی شہرت کے سکالر ہونے کی عمارت استوار کر رکھی ہے۔ اور رہی ورلڈ اسمبلی تو یوسف علی خود تسلیم کرچکا ہے کہ یہ محض کاغذی تنظیم ہے وہ خود ہی اس کا صدر اور ڈائریکٹر جنرل ہے اور اس کا گھر ہی اس کا دفتر ہے اس کے علاوہ اس کا نہ کوئی عہدہ دار ہے اور نہ کہیں دفتر ہے۔ اگر تحقیق کی جائے تو او آئی سی میں اس کی سفارت کاری بھی اسی نوعیت کی ہوگی بلکہ اس سے بھی زیادہ بھیانک حقیقت سامنے آسکتی ہے۔

علامہ اقبالؒ کی آراء : یہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق علامہ اقبال

(۱) کی دو آراء کا ذکر بھی بر محل ہوگا۔ علامہ اقبالؒ اپنے ایک مقالہ "عبدالکریم جیلانیؒ کا تصور انسان کامل" مطبوعہ ستمبر ۱۹۰۰ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق لکھتے ہیں:

"M. Ghulam Ahmed of Qadian probably profoundest theologian among modern Indian Muhammadans."

یعنی "مرزا غلام احمد قادیانی شاید جدید ہندوستانی مسلمانوں میں متبحر ترین علمائے دین میں سے ہیں۔" اور ۲۱ جون ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال نہرو کو اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

"I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and India."

یعنی "میرے ذہن میں کوئی شک نہیں ہے کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے باغی ہیں۔" مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی شروع میں خود کو ایک سکالر اور مبلغ اسلام کے طور پر پیش کیا تھا اور جب نبوت کا دعویدار بنا تو اسلام کا باغی اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پایا۔ یہی صورت ابوالحسنین یوسف علی کی ہے اس نے بھی خود کو سکالر اور مبلغ اسلام کے طور پر پیش کیا اور جب نعوذ باللہ محمدؐ اور خدا ہونے کا دعویدار بنا تو گستاخ رسول اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

مرزا قادیانی سے مکمل مماثلت : مرزا غلام احمد قادیانی اور یوسف علی دونوں کے عقائد و نظریات اور طریقہ واردات میں مکمل مماثلت ہے۔ غلام احمد قادیانی نے بھی بتدریج اپنے مصلح، مجدد، مہدی موعود، مسیح موعود، ظلی نبی، بروزی نبی اور آخر کار مکمل نبی کا یقین دلا کر مسلمانوں کو گمراہ کیا یہی حال یوسف علی کا ہے اس نے بھی ابتداء میں خود کو صرف مرشد، سکالر اور مبلغ اسلام کے طور پر پیش کیا بعد میں مرشد کامل، مرد کامل، امام وقت، نائب خدا و رسولؐ اور انسان کامل کا پرتو ہونے کے دعوے کئے اور آخر کار خود کو محمدؐ قرار دے دیا۔

محمدؐ ہونے کا دعویٰ : یوسف علی کے عقائد و نظریات کا تفصیلی بیان آئندہ

---

(1) Speeches Writings and Statements of Iqbal by Latif Ahmed Sherwani, 4th ed. Lahore, 1995. pages: 82 and 241.

صفحات پر ہے' اس کی ڈائری کا مکمل عکس کتاب کے آخر میں شامل ہے' اور ڈائری کا مکمل اردو ترجمہ بھی باب سوم میں ہے' یہاں اس کی ڈائری کا صرف ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے جس میں یوسف علی خود کو حضرت محمد ﷺ کا تسلسل قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے :

> "محمدؐ ہمیشہ جسمانی طور پر موجود رہے ہیں' اپنے جسمانی وجود کی ظاہری وفات کے بعد وہ واپس محمد مصطفیٰؐ کے حقیقی جسم میں چلے گئے اس طرح نور اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے فوراً بعد وراء الوراء محمدؐ + جسمانی محمدؐ کا نور سب سے چیدہ شخص پر نازل ہوتا ہے جو اپنے وقت کا نبی / رسول / مرد کامل ہوتا ہے۔ یوں محمدؐ کی آئندہ شکل' سابقہ شکل سے ظاہری اور حقیقی طور پر مماثل بلکہ شاندار ہوتی ہے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں' ان کی پہلی شکل آدمؑ تھے اور موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے۔"

مقدمہ توہین رسالتؐ : اب جب کہ یوسف علی کے خلاف توہین رسالت اور دیگر دفعات کے تحت ۲۹ مارچ ۱۹۹۷ء کو مقدمہ درج کرکے اس کی باقاعدہ گرفتاری عمل میں آچکی ہے اور اس کی درخواست ضمانت بھی سیشن کورٹ' ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ سے مسترد ہوچکی ہے اور وہ اڈیالہ جیل میں قید نشان عبرت بنا ہوا ہے۔ اس کے حال کے آئینہ میں اس کا ماضی بھی مشکوک ہے (تفصیل : دیکھیں جلد دوم) ۱۴ جولائی ۱۹۹۷ء کو جناب غلام مصطفے شہزاد ایڈیشنل سیشن جج لاہور نے ملزم یوسف علی کی درخواست ضمانت مسترد کرتے ہوئے حسب ذیل تاریخی فیصلہ سنایا۔

"The perusal of video cassetts and other documentary evidence makes it crystal clear that the petitioner has claimed himself to be prophet termed his family members as Ahl-e-Bait his house as Ghare-e-Hira and followers as Sahaba-e-Karam. Thus he has committed heinous offense therefore is not

entitled for the relief claimed for."

۲۔ یوسف علی مدعی نبوت ہے تو اس کا مرشد (گورو) عبدالوحید میر ساجد مدعی الوہیت ہے

یوسف علی اور اس کا مرشد : عبدالوحید میر ساجد کی کتاب "بانگ قلندری" کے پیش لفظ میں ابوالحسنین یوسف علی لکھتا ہے "حضرت عبدالوحید عشق ہی عشق ہیں۔ کائنات کے جتنے بھی ٹائٹل انسانوں نے استعمال کئے ہیں وہ ان کی ذات کی تحدید کریں گے توضیح نہیں۔ الحمدللہ یہ مرد قلندر ہمارے خاص الخاص " دوست" ہیں اور ایسے دوست جن پر کائناتیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ ہمارے سامنے ان کی لازوال محبت اور عشق کی شدت نے ایک اعلیٰ افسر اور ماڈرن تعلیم یافتہ نوجوان کو انسان کاملؑ کا پرتو "انسان" "فرد وحید" "مرد کامل" صاحب وقت اور " محبوب" بنا دیا ہوا ہے۔ "انسان" ہونا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ حضرت وحید ایک " انسان" ہیں ذات بھی ہیں اور ذات ساز بھی اور ان سب عطاؤں کے باوجود زیر نقاب بھی اور اپنا سب کچھ اپنے محبوب کو عطا کرکے محبوب کے ذریعے "کار نبوت و رسالتؐ" جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے محبوب انہیں دیکھ کر فرماتے ہیں۔

؎ آؤ قربت کے چند لمحوں کو عشق میں امر ہم بھی کر جائیں
کلمہ وحدت میں پیش کرتا ہوں آپ مجھ پر درود پڑھ جائیں"

ابوالحسنین یوسف علی کی تحریر کے اس اقتباس کے سارے مفہوم اظہر من الشمس ہیں صرف دو باتوں کی نشاندہی ضروری ہے کہ یوسف علی کو "المحبوب الوحید" کا لقب جس مرشد کی طرف سے دیا گیا ہے وہ یہی عبدالوحید ہے اور انسان جب "انسان" لکھا جاتا ہے تو "انسان کامل" مراد ہوتا ہے اور اس کی وضاحت کی تو قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ ذات سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ یوسف علی کے تحریر کردہ اس اقتباس میں جہاں یوسف علی نے خود کو انسان کامل کا پرتو "انسان" فرد وحید، مرد کامل، صاحب وقت اور "محبوب" قرار دیا ہے وہاں اپنے گورو کو ذات قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "ذات بھی ہیں ذات ساز بھی ہیں اور سب عطاؤں کے باوجود زیر نقاب بھی" اور آخر پر جو شعر ہے اس سے اس کی مزید

وضاحت ہو جاتی ہے۔ یہ شعر عبدالوحید میر ساجد کا ہے اور "بانگ قلندری" میں موجود ہے۔

عبدالوحید کا دعوئ الوہیت : یوسف علی کے گورو عبدالوحید میر ساجد کی ایک پوری نظم جو اس کی کتاب "بانگ قلندری" کے صفحہ ۹۰ پر موجود ہے نذر قارئین ہے اس نظم میں جہاں وہ "پروردگار ہستی میں حلول" کی بات کرتا ہے وہاں دین' دعا' سجدہ اور صلوۃ کا مفہوم بھی قابل غور ہے:

یہ رند پی کے' خداؤں سی بات کہتا ہے

تم اپنی بزم سے اس رند کو نکال ہی دو
یہ رند پی کے' خداؤں سی بات کہتا ہے
جھکے نگاہ تو سجدہ قرار دے اس کو
اٹھے نظر تو خلاؤں کی بات کہتا ہے
ادا و حسن و محبت کو' دیں سمجھتا ہے
شب وصال دعاؤں کی رات کہتا ہے
محبوب کہتا ہے' معبود کو یہ کافر دیں
محبتوں کو مجسم صلوۃ کہتا ہے
حلول کرتا ہے پروردگار ہستی میں
یہ کیسا شخص ہے اور کیسی بات کہتا ہے
عجیب ظرف ہے اس کا سمیٹ کر مستی
قلندروں سی خداؤں سی بات کہتا ہے

اس طرح "بانگ قلندری" کے صفحہ ۴۷ پر نظم "بے وجودی میں کہاں لذت ہجر و وصال" کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں:

بے وجودی میں کہاں لذت ہجر و وصال
ہم نے جب دیکھا ہے پیکر میں خدا دیکھا ہے
وہ اداء ناز وہ غمزہ وہ قیامت کا شباب
بت کافر تیری رگ رگ میں خدا دیکھا ہے

اور "بانگ قلندری" ہی کے صفحہ ۲۷ پر نظم بعنوان "مزا تو تب ہے مجسم

خدا ہو پہلو میں" کے دو شعر بھی ملاحظہ فرمالیں:

کمال حسن تخیل کے ہم نہیں قائل
مزا تو تب ہے مجسم خدا ہو پہلو میں
ہیں نفس ہی میں مقالید سماوات و ارض
کمال ذات دھڑکتا ہے میرے پہلو میں

اور "بانگ قلندری" کے صفحہ ۵۵ پر نظم بعنوان "مالک کون و مکان کا سا گماں آتا ہے" کے دو شعر ہیں:

کائناتوں کے تصور کا ہو محور جیسے
مجھ سے خاکی پہ تیرا رنگ چڑھا جاتا ہے
بے نیازی عجب ہے کہ مجھے خود پر بھی
مالک کون و مکاں کا سا گماں آتا ہے

ایک اور شعر ملاحظہ فرمائیں:

میرے ہر سمت تیرا روپ ہے' تیرا روپ جیسے کہ دھوپ ہے
میں تیرے حضور جھکا رہا' تونے مجھ میں خود کو سما دیا

ابوالحسنین یوسف علی کے گورو عبدالوحید میر ساجد کی کتاب "بانگ قلندری" ایسے ہی خیالات سے بھری پڑی ہے اور کتاب کا ماحصل یہی ہے کہ پروردگار ہستی نے عبدالوحید میں حلول کیا ہوا ہے اور خدا نے خود کو عبدالوحید میں سما دیا ہے اور اسی بنیاد پر یوسف علی پیش لفظ میں لکھتا ہے کہ "حضرت وحید ذات بھی ہیں ذات ساز بھی ہیں" اور اس کلام اور صاحب کلام کے بارے میں یوسف علی پیش لفظ میں مزید لکھتا ہے "یہ کلام ایک زندہ ہستی کا کلام ہے' اس کلام کو زریں اوراق پر ہیرے موتیوں سے تحریر کرکے آب زم زم سے باوضو ہو کر پاک نگاہ' پاک دل اور پاک نیت سے نہایت ادب کے ساتھ پڑھنا نصیب ہو جائے تو پڑھنے والے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے ولی اللہ بن جائے۔"

اک بشر کے روپ میں رب جہاں یوسف علی : "بانگ قلندری" تو یوسف علی کے مرشد (گورو) عبدالوحید میر ساجد کی تصنیف ہے اب ذرا یوسف علی کے جانشین (چیلے) مسعود رضا کی تصنیف "علی نامہ" ملاحظہ فرمائیں جو اس نے اپنے مرشد (گورو) یوسف علی سے منسوب کی ہے' "علی نامہ" کے صفحہ ۲۵ پر سر جاناں

کے عنوان سے ایک طویل نظم ہے' اس کے پہلے چار شعر درج ذیل ہیں:

سر موجودات' فخر دو جہاں' یوسف علی
قطب عالم' کرسیٔ عرش و مکان' یوسف علی
ہے زلیخا وجد میں' ماہ کنعاں بے ہوش ہیں
دیکھ کر جان جہاں' جان قرآن' یوسف علی
ہیں وریٰ' ثم الوریٰ' ظن بشر سے ماوریٰ
نقطہ ب کا بیاں' راز عیاں' یوسف علی
حاصل مے خانہ مستی و ناز و خستگی
اک بشر کے روپ میں رب جہاں' یوسف علی

یہاں یوسف علی مقام نبوت پر ہی نہیں' مقام ابوہیت پر بھی براجمان ہے۔ "نقطہ ب کا بیاں"' سے مراد "بندے میں اللہ" ہے' جسے یوسف علی سر الٰہی کہتا ہے' اور "سیکرٹ" رکھتا ہے' مسعود رضا چونکہ یوسف علی کا جانشین اور راز داں ہے اس لئے اس راز سے آگاہ ہے لیکن اس شعر میں اس نے بھی اس راز کو بیاں نہیں کیا ہے یوسف علی کے یہی سیکرٹ کوڈ ہیں جن کو وہ اسرار الٰہی کہتا ہے اور جس کے تانے بانے سے اس نے اپنی شخصیت اور اپنی تنظیم کو پراسرار اور خفیہ بنایا ہوا ہے۔

۳۔ یوسف علی کا بنیادی عقیدہ' ہندوؤں اور اسماعیلیوں سے مماثلت

یوسف علی کا بنیادی عقیدہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں "محمد علیہ الصلوۃ والسلام" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے "محمدؐ ہر لحاظ سے عین اللہ کی مثل (اوتار) ہیں' اللہ کی طرح محمدؐ وریٰ الوریٰ بھی ہیں قریب بھی ہیں اللہ کی طرح محمدؐ بھی ہر جگہ ہیں۔ اللہ / محمدؐ کا کسی شخص پر نزول اسے رسول بنا دیتا ہے اس کا نام آدمؑ' موسیٰؑ' نوحؑ اور ابراہیمؑ وغیرہ کچھ بھی ہو حقیقت میں وہ محمدؐ ہوتا ہے۔ محمدؐ کا نزول صرف انبیاء کے لئے مخصوص نہیں ہے یہ ہر صالح فرد کے لئے ہے۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہوگا کہ کہیں بھی کسی پر بھی قطع نظر مذہب' نسل اور رنگ کے یہ نزول ہو سکتا ہے۔"

ظاہر ہے کہ یہ نزول حلول کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس عقیدہ کی اسلام میں قطعاً" کوئی گنجائش نہیں ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ہندوؤں اور اسماعیلیوں کا بنیادی عقیدہ : ہندوؤں کا بھی بنیادی عقیدہ یہی ہے کہ وشنو دیوتا (خدا) عالم مادی میں نزول کرسکتا ہے یہ نزول حلول کی صورت میں ہوتا ہے یعنی یہ دیوتا (خدا) کسی بڑے انسان کی شکل میں نمودار ہوکر معجزانہ کارنامے سرانجام دیتا ہے۔ رام اور کرشن خدا کے اوتار تھے یعنی دونوں میں وشنو خود مجسم ہوگیا تھا اور وشنو صرف انسانوں کے جسم میں ہی حلول نہیں کرتا بلکہ وہ جانوروں اور پودوں کی شکل بھی اختیار کرسکتا ہے۔ یہی عقیدہ اسماعیلیوں کا ہے جو علیؑ اور اسماعیلؑ کو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔

۴۔ عبدالوحید' یوسف علی' مسعود رضا کے خفیہ گروہ کی لمبی منصوبہ بندی

طویل المعیاد خفیہ منصوبہ بندی : آج سے پانچ سال قبل یوسف علی نے مولف کی موجودگی میں یہ بات کہی تھی کہ میرے مرشد حضرت عبدالوحید نے صرف دو آدمیوں کو بیعت کیا ہے ایک میں ہوں اور دوسرے کا مجھے بھی علم نہیں ہے۔ اس نے مزید کہا کہ میری بیعت کو بائیس سال ہوگئے ہیں لیکن میرے حضرت نے " حقیقت محمدیہ " کے اظہار کی مجھے اب اجازت دی ہے جب میری عمر چالیس سال سے زیادہ ہوئی ہے' حقیقت محمدیہ کا اظہار دراصل نبوت کا اظہار ہے جسے اس اصطلاح کے پردہ میں چھپایا ہوا ہے۔ "علی نامہ" یوسف علی کے مرید سید مسعود رضا کی تصنیف ہے جس کا نام اس نے یوسف علی کے نام پر رکھا ہے۔ "علی نامہ" کے پیش لفظ میں یوسف علی' مسعود رضا کے حوالے سے لکھتا ہے "انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ کلام اور صاحب کلام میں کوئی فرق نہیں رہے گا فرق تو اب بھی دکھائی نہیں دیتا لیکن ادب اعلان رسالت کے تحت شعور کی پختگی کے لئے چالیس سالہ سند کا انتظار ہے۔"

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسعود رضا کی موجودہ عمر بیس بائیس سال ہی

ہوگی اور جس طرح یوسف علی کے گورو عبدالوحید نے بائیس سال کی طویل مدت میں یوسف علی کو اعلان نبوت کے لئے یا اپنے آلہ کار کے طور پر تیار کیا تھا اس طرح یوسف علی اپنے چیلے مسعود رضا کو بیس بائیس سال بعد اعلان نبوت یا اپنے آلہ کار کے لئے تیار کر رہا ہے اس سے یہ بات ثابت ہے کہ عبدالوحید' یوسف علی اور مسعود رضا کا خفیہ گروہ ایک لمبی منصوبہ بندی کے تحت کام کر رہا ہے اور اس کے پس پردہ گہری سازش ہے۔

عبدالوحید پردۂ اخفاء میں : یوسف علی نے "بانگ قلندری" کے پیش لفظ میں اپنے گورو عبدالوحید کے بارے میں لکھا ہے "حضرت وحید ذات بھی ہیں ذات ساز بھی ہیں اور ان سب عطاؤں کے باوجود زیر نقاب بھی ہیں" یہاں یوسف علی نے تسلیم کیا ہے کہ اس کا گورو عبدالوحید زیر نقاب اور پردۂ اخفاء میں ہے اور اس پر مستزاد یہ حقیقت ہے کہ مارچ ۱۹۹۷ء سے ستمبر ۱۹۹۷ء تک چھ ماہ میں یوسف علی کے خلاف اخبارات و رسائل میں جو کچھ شائع ہوا ہے وہ اس کتاب کی جلد دوم میں محفوظ ہے یہ مطبوعہ مواد چار سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے جس میں یوسف علی اور اس کے تقریباً سبھی حواریوں کا ذکر آیا ہے لیکن یہ بات بڑی تعجب انگیز اور معنی خیز ہے کہ چار سو صفحات پر پھیلے ہوئے اس مطبوعہ مواد میں یوسف علی کے گورو عبدالوحید اور اس کے چیلے مسعود رضا کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں ہے حالانکہ اخبارات و رسائل نے فتنہ یوسف کذاب کی بڑی محنت اور جانفشانی سے بھرپور رپورٹنگ کی ہے۔ ہفت روزہ پوسٹ مارٹم لاہور میں یوسف علی نے اپنے حق میں ایک مضمون لکھوایا تھا۔ جس میں یوسف علی کے حالات زندگی کے ضمن میں یہ لکھا ہے کہ "المحبوب الوحید" کا خطاب انہیں اپنے مرشد کی طرف سے ملا جو کہ مدینہ منورہ میں مقیم ہیں یہاں صرف یوسف علی کے خطاب المحبوب الوحید کا ذکر ہے مرشد کا نام نہیں دیا ہے۔ صرف اتنا لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں مقیم ہے۔ یہ بات بھی بالکل غلط اور گمراہ کن ہے جب کہ یوسف علی اور اس کا مرشد عبدالوحید دونوں ڈیفنس لاہور میں رہائش پذیر ہیں اخبار میں یہ بات لکھ کر کہ یوسف علی کا مرشد مدینہ منورہ میں مقیم ہے عبدالوحید جو کہ زیر زمین اور زیر نقاب ہے کے چہرہ پر ایک اور نقاب ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یوسف علی پردہ اخفاء میں : یوسف علی روزنامہ "پاکستان" لاہور کے ۲۱

جنوری ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں کالم "تعمیر ملت" میں ابوالحسنین کے نام سے لکھتا ہے: "کاملین کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہوا ہے۔ اس اخفاء کا مقصد یہ ہے کہ ابلیس کا شکار، حسد میں مبتلا اور دنیا میں گرفتار لوگ کاملین کی مخالفت کرکے تباہ نہ ہو جائیں۔ مرد کامل کو جب مخلوق سے ملنے کا حکم دیا جاتا ہے تو بھی وہ اپنے کمال کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ پہچاننے والے انہیں پہچانتے ہیں اور صراط مستقیم حاصل کرتے ہیں۔ شک و اعتراض کرنے والے محروم رہتے ہیں۔" اس کالم میں یوسف نے اپنے آپ کو اخفاء میں رکھنے کا اعتراف کیا ہے اور اپنے مجرمانہ اخفاء کو چھپانے (کیموفلاج) کے لئے اخفاء کا بودا فلسفہ بگھارا ہے۔

بیعت پردۂ اخفاء میں : یوسف علی اپنے نام نہاد سلسلہ حقیقت محمدیہ میں جب کسی کو بیعت کرتا تھا تو اس سے من جملہ دیگر باتوں کے دو باتوں کا حلف لیتا تھا کہ یہ بیعت خفیہ ہے اس کا کسی حال میں اظہار نہیں ہوگا اور یہ بیعت کسی حال میں ٹوٹ نہیں سکتی۔

یوسف علی نے ۱۲ ستمبر ۱۹۹۷ء کو اڈیالہ جیل سے اپنے سابق عقیدت مندوں کو جو اب منحرف ہوگئے ہیں ایک خط لکھا ہے جو اس کتاب میں شامل ہے اس خط میں یوسف علی لکھتا ہے "۱۹۹۲ء میں آپ ضد کرکے ہم سے سلسلہ حقیقت محمدیہ میں بیعت ہوئے ہم نے آپ کو خبردار کیا تھا کہ ہمارے ہاں بیعت ٹوٹ نہیں سکتی۔" اس کتاب میں چشم دید گواہوں کے بیانات بطور دستاویزات (۲) شامل ہیں اکثر گواہوں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ یوسف علی نے نبی کریم ﷺ سے بالمشافہ ملاقات کرانے کا عندیہ دے کر ہم سے لاکھوں روپے وصول کئے اور پھر یوسف علی نے کہا کہ "بسم اللہ ہم ہی ہیں محمدؐ مصطفےٰ ﷺ ہم نے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپا رکھا ہے اور آپ بھی ہمیں چھپا کے رکھیں گے۔" اس طرح یوسف علی نے برسوں سے اپنی سرگرمیوں اور عقائد کو پردۂ اخفاء میں رکھ کر خود ہی ثابت کر دیا ہے کہ وہ مجرم ہے، اور اس کا یہ اخفاء سراسر مجرمانہ اخفاء ہے۔

۵۔ یوسف علی کی ورلڈ اسمبلی، وی آئی پی سٹیٹس اور سفارت کاری

ورلڈ اسمبلی کا اجلاس : یوسف علی کی نام نہاد ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کا

۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا لاہور میں اجلاس ہوا' جس میں کراچی سے جناب محمد علی ابوبکر بھی شریک ہوئے' جو اس اجلاس کے عینی گواہ ہیں اور انہوں نے ہی اس اجلاس میں یوسف علی کی تقریر کا آڈیو کیسٹ فراہم کیا ہے' جناب ابوبکر کا بیان اور یوسف علی کی آڈیو کیسٹ والی تقریر کا مکمل متن اس کتاب کے حصہ دستاویزات (۱) اور (۲) میں شامل ہے۔ اسی کی بنیاد پر یوسف علی کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج ہوا اور اس کی باقاعدہ گرفتاری عمل میں آئی اور سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ سے اس کی ضمانت بھی مسترد ہو چکی ہے۔ اس اجلاس میں اس نے ورلڈ اسمبلی میں شریک سو کے قریب لوگوں کو "صحابی" اور بیت الرضا کو "غار حرا" قرار دیا۔ اس اجلاس میں تقریر کے دوران یوسف علی نے ورلڈ اسمبلی کے بارے میں جو کچھ کہا درج ذیل ہے۔

"ورلڈ اسمبلی کا آغاز اس وقت ہوا جب سیدنا آدمؑ کو ملائکہ نے سجدہ کیا تھا۔ ورلڈ اسمبلی کے ممبران میں سے ملائکہ' ورلڈ اسمبلی کے ممبران میں سے جنات ورلڈ اسمبلی کے ممبران میں سے زمین و آسمان کے لشکر یہ سب ورلڈ اسمبلی کے ممبران تھے۔ موجودہ دور میں اس کے تسلسل کا آغاز اور معراج حضور سیدنا محمد رسول اللہ کے اظہار سے ہوئی' تعارف سے ہوئی' ورنہ وہ نبی اس وقت بھی ہیں جب آدمؑ کا تصور بھی نہیں تھا ظاہری معراج آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے ہوا اور اب موجودہ دور میں آج سے تقریباً ۱۹ سال پہلے مسجد نبوی میں ریاض الجنتہ میں اس کا آغاز ہوا۔ اس کے سرور صرف سرور کائنات ہیں۔ ورلڈ اسمبلی کی دعوت کو پوری دنیا میں پھیلایا گیا۔ اس امانت کے تحت بڑے بڑے بادشاہ اس کے ممبر بنے' صدر ممبر بنے' وزیر ممبر بنے' جنرل ممبر بنے' جسٹس ممبر بنے ہمارے پاس کاپیاں پڑی ہیں اور ان کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار کے قریب تھی۔ ہم نے کہا ممبر آپ کو بنالیا یہ کوئی تحریک نہیں ہے یہ کوئی ادارہ نہیں ہے کہ محنت کریں گے۔ سلیبس آپ کا یہ ہے اور آپ میں سے محنت جو کرے گا اور کھلی آنکھ سے رسول اللہ تک پہنچے گا وہ ہمارے ساتھ ہو گا۔ باقی چاہے کوئی کیوں نہ ہو۔ مبارک ہو ان جنرل کو جو یہاں موجود ہیں مبارک ہو ان صدر کو جو یہاں موجود ہیں۔ مبارک ہو اس سیکرٹری کو جو یہاں موجود ہیں اور اللہ رحم کرے ان پر جو کنفیوز ہیں لیکن اتنی بات دیکھی آپ کے آقا کی مرضی ہے کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ میں سے سو (۱۰۰) بندے یہاں موجود ہیں۔

معیار دیکھا۔ میں کسی کا نام نہیں لوں گا۔ کون کون سا ہمارا ممبر ہے لیکن ممبر وہی ہے جس کو بیت الرضا کے اندر داخلے کی اجازت مل گئی۔ آپ سب کو آپ کے آقا کی طرف سے مبارک ہو کہ نہ صرف آپ کی جنت پکی بلکہ جس کو آپ پیار کرتے ہیں اس کی جنت بھی پکی۔" اپنی تقریر کے دوران یوسف علی مزید کہتا ہے "میں کس کس کا نام لوں' جس چہرے کی طرف دیکھتا ہوں نور ہی نور ہے ادھر نور بیٹھا ہے ادھر نور بیٹھا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو یہاں آنے سے پہلے لا مقام میں محفل مصطفے میں بیٹھے تھے اس راز کو ذہن میں رکھئے گا اور یہ وہ لوگ ہیں جو کل بھی بیٹھے ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ملت کا احیاء ہو گیا ہے یہی ہماری ورلڈ اسمبلی ہے۔"

ورلڈ اسمبلی کی اصل حقیقت : ورلڈ اسمبلی کا یہ نقشہ یوسف علی نے ان لوگوں کے سامنے کھینچا ہے جن کی یہ مکمل برین واشنگ کر کے انہیں ذہنی طور پر مغلوب و مفلوج کر چکا ہے جو اس کے دام تلبیس و تزویر میں اس حد تک جکڑے ہوئے ہیں کہ اسے خدا و رسول مانتے ہیں اور خود کو مقرب خدا اور صحابی رسول سمجھتے ہیں' اس کے سحر میں مبتلا ہو کر جنت پکی کئے بیٹھے ہیں اور احمقوں کی جنت میں بس رہے ہیں۔ جب کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ورلڈ اسمبلی صرف فراڈ ہے اور محض کاغذی تنظیم ہے۔ نام نہاد ورلڈ اسمبلی کے اس اجلاس کے چند دن بعد مارچ ۱۹۹۷ء میں جب جناب میاں غفار ڈپٹی ایڈیٹر (رپورٹنگ) روزنامہؔ خبریں لاہور نے یوسف علی سے طے شدہ وقت کے مطابق ڈیفنس لاہور میں واقع اس کی رہائش گاہ ۲۱۸ کیو میں تفصیلی انٹرویو کیا (تفصیل : دیکھیں جلد دوم) تو ورلڈ اسمبلی کے بارے میں یوسف علی سے جو گفتگو ہوئی وہ اس طرح سے ہے۔

خبریں : آپ نے ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی نامی ادارہ بنا رکھا ہے اس کا ہیڈ آفس کہاں ہے ممبران کون ہیں' ایڈریس کیا ہے اور اس کا وجود کب ہوا؟

یوسف علی : ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کا ڈائریکٹر جنرل میں خود ہوں عملی طور پر ورلڈ اسمبلی کا صدر دفتر پاکستان میں ہے مگر روحانی طور پر مدینہ شریف میں۔ اس کا فی الحال ایڈریس تو میرے گھر کا ہی ہے اور میرے علاوہ فی الحال اس کا کوئی عہدیدار نہیں اور یہ دس سال قبل قائم ہوئی تھی۔

ورلڈ اسمبلی کے بارے میں یوسف علی کی تقریر اور انٹرویو پڑھنے کے بعد ایک عام سمجھ بوجھ کا انسان بھی آسانی سے اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ ورلڈ اسمبلی

اور یوسف علی دونوں فراڈ ہیں۔

وزارت خارجہ کی طرف سے وی آئی پی سٹیٹس : یوسف علی کو وزارت خارجہ حکومت پاکستان کی طرف سے وی آئی پی سٹیٹس دیا گیا ہے اور سرکاری پاسپورٹ جاری کیا گیا ہے' جس کی بنیاد پر یوسف علی کو پوری دنیا میں وی آئی پی حیثیت اور سہولتیں حاصل ہیں وزارت خارجہ کی طرف سے جاری کردہ دستاویز کا عکس کتاب میں شائع کیا جارہا ہے جس کے مطابق یوسف علی کو وی آئی پی سٹیٹس ورلڈ اسمبلی فار مسلم یونٹی کے تاحیات ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے دیا گیا ہے' باالفاظ دیگر یوسف علی کو وی آئی پی سٹیٹس تاحیات حاصل رہے گا اب جب کہ یوسف علی خود اعتراف کر چکا ہے کہ ورلڈ اسمبلی کا اس کے گھر کے علاوہ کہیں دفتر نہیں ہے اور یوسف علی کے علاوہ اس کا کوئی اور عہدیدار نہیں ہے باالفاظ دیگر ورلڈ اسمبلی محض فراڈ اور کاغذی تنظیم ہے جس کا کہیں کوئی وجود نہیں ہے یہ بات حیرت ناک بھی ہے اور خوفناک بھی کہ ایک کاغذی تنظیم کے کاغذی سربراہ کو ہماری وزارت خارجہ نے پوری دنیا میں تاحیات وی آئی پی سٹیٹس کس طرح دے دیا ہے۔

او آئی سی میں سفارت کاری اور یوتھ مشن : یوسف علی نے لاہور ہائی کورٹ میں ۳۱ جولائی ۱۹۹۷ء کورٹ نمبر CM. No ۳۹۳۹/۱۹۹۷ دائر کی جس میں درخواست گذار یوسف علی کے بارے میں یہ تحریر کیا گیا:

"In addition there to keeping in view the petitioners meritorious services to the cause of Islam he was made Director General of World Assembly for Muslim Unity an organization controlled by OIC in Turkey federated Cyprus for Govt. of Saudi Arabia holding diplomatic status."

نیز یوسف علی کے خود نوشت حالات زندگی میں لکھا ہے "سعودی عرب میں کئی سال قیام رہا' قبرص میں سعودی عرب کی طرف سے نامزد کردہ او آئی سی سفیر کی حیثیت سے فرائض سرانجام دئے اور وہاں یوتھ مشن ترتیب دیا۔"

"روزنامہ خبریں" نے ۱۵ جون ۱۹۹۷ء کو یوسف کذاب کے بارے میں ایک

سپیشل رپورٹ شائع کی (تفصیل : دیکھیں جلد دوم) جس کے مطابق "کئی سال تک یوسف علی جدہ میں مقیم رہا۔ اس کی بظاہر کوئی ڈیوٹی نہ تھی وہ ترکی کے کسی ادارے کا ملازم تھا مگر سعودی عرب میں ہی مقیم تھا۔ کوئی کام نہ کرتا تھا مگر اسے ہر ماہ تنخواہ مل جاتی تھی۔ سعودی عرب میں وہ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک کے گھر مہمانوں کے خدمت گزار کی حیثیت سے مقیم رہا مگر اس دوران اس نے ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک کے دنیا بھر سے آنے والے مہمانوں سے ورلڈ اسمبلی کے نام پر پیسے بٹورنے کا کام شروع کر دیا اور خود کو ورلڈ اسمبلی کا خزانچی جب کہ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک کا تعارف ورلڈ اسمبلی کے ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے کراتا رہا ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک کو جب یوسف علی کی اس لوٹ مار کا علم ہوا تو انہوں نے اسے گھر سے نکال دیا۔ پھر وہ مدینہ منورہ ہی میں کسی اور جگہ کرائے پر رہنے لگا۔ ۱۹۸۸ء میں ایک دن رات کے وقت روضہ رسولؐ پر وہ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک سے ملا اور انہیں کہنے لگا کہ ابھی ابھی نبی کریمؐ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ یوسف علی پاکستان چلے جاؤ اچھے لوگوں کو جمع کرو ۱۹۹۲ء میں پاکستان میں مکمل اسلامی انقلاب آئے گا اور حضور خود اس انقلاب کی نگرانی کریں گے۔ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک یوسف علی کی کذب بیانی سے سیخ پا ہوگئے اور اسے مسجد نبوی سے چلے جانے کا کہا ۱۹۸۸ء میں یوسف علی پاکستان آگیا۔"

خفیہ ہاتھ اور خفیہ طاقت : یوسف علی کو وزارت خارجہ کی طرف سے تاحیات وی آئی پی سٹیٹس ورلڈ اسمبلی فار مسلم یونٹی کے تاحیات ڈائریکٹر جنرل کی بنیاد پر دیا گیا۔ اسی طرح قبرص میں سعودی عرب کی طرف سے نامزد کردہ او آئی سی سفیر کی حیثیت سے تقرر اور وہاں یوتھ مشن کی ترتیب کا کام بھی ورلڈ اسمبلی فار مسلم یونٹی کے ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے ہوا، اب جب کہ خود یوسف علی اس بات کا اعتراف کرچکا ہے کہ ورلڈ اسمبلی فار مسلم یونٹی کا ڈائریکٹر جنرل وہ خود ہی ہے اس کا صدر دفتر پاکستان میں ہے اور ایڈریس اس کے گھر کا ہی ہے یوسف علی کے علاوہ کوئی اور اس کا عہدہ دار نہیں ہے اور اس کے گھر کے علاوہ کہیں اور اس کا دفتر نہیں ہے۔ تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ورلڈ اسمبلی فار مسلم یونٹی محض کاغذی تنظیم ہے اور صرف فراڈ ہے اس کا کہیں وجود نہیں ہے ایک فراڈ اور کاغذی تنظیم کی بنیاد پر اس کے فراڈ اور کاغذی سربراہ کو حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ نے تاحیات پوری دنیا میں وی آئی پی سٹیٹس کیونکر دے دیا اور او آئی سی

جیسی بین الاقوامی تنظیم اور سعودی عرب جیسی محتاط حکومت نے یوسف علی کو او آئی سی کا سفیر کیسے مقرر کر دیا' یقیناً اس کے پیچھے خفیہ ہاتھ اور خفیہ طاقت کارفرما ہے' پاکستان اور سعودی عرب کی حکومتیں اور خفیہ ایجنسیاں اگر تحقیقات کریں تو اصل حقائق سامنے آسکتے ہیں۔

۶۔ یوسف علی کا اصل روپ' سفلی عملیات' آزاد جنسی تعلقات

سفلی عملیات و جنسی تعلقات : یہ باب یوسف علی کی شخصیت کے بارے میں ہے اس لئے یوسف علی کی شخصیت کے ہر پہلو کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ماضی میں جن لوگوں نے جعلی خدا اور جعلی نبی ہونے کے دعوے کئے ہیں ان میں سے اکثر سحر و سفلی عمل کے ماہر اور آزاد جنسی تعلقات کے رسیا تھے۔ جعلی خدا اور جعلی نبی تو یوسف علی کے جعلی روپ ہیں اس کا بھی اصلی روپ یہی ہے کہ وہ سفلی عمل کا ماہر اور آزاد جنسی تعلقات کا رسیا ہے۔ (تفصیل : دیکھیں جلد دوم) روزنامہ خبریں لاہور کی صرف ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں :

"لاہور (سٹاف رپورٹر) روزنامہ خبریں کی طرف سے ملعون یوسف کے نبوت کے جھوٹے دعوے اور خرافات کی تفصیلات شائع ہونے کے بعد ڈپٹی کمشنر لاہور کے حکم پر ملعون یوسف علی کو تین ماہ کے لئے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ اسے ڈیفنس پولیس نے ڈپٹی کمشنر کے حکم کی روشنی میں اس کے گھر واقع ڈیفنس سے گرفتار کیا کذاب کی گرفتاری اندیشہ نقص امن کے تحت ہوئی ہے یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ گذشتہ تین روز سے "خبریں" میں اس بدکردار کے بارے میں تفصیلات شائع ہونے کے بعد حکومت پاکستان نے بعض ایجنسیوں کے ذریعہ تحقیقات کروائی تھیں اور ان ابتدائی تحقیقات میں "خبریں" کی تمام خبریں حرف بحرف سچ ثابت ہوئیں جس پر ایجنسیوں کی طرف سے حکومت کو آگاہ کیا گیا تو وزیر اعلیٰ پنجاب کی مداخلت پر ڈپٹی کمشنر لاہور نے ملعون کی نظربندی کے احکامات جاری کر دیئے۔ ملعون یوسف علی کو تحفظ امن عامہ کی دفعہ ۳ کے تحت گرفتار کرکے مزید تفتیش کے لئے انسداد دہشت گردی سیل چوہنگ کی سب جیل میں پہنچا دیا گیا ہے۔ اس سے ملاقات پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ یوسف علی کی گرفتاری اس وقت عمل میں

لائی گئی جب وہ فرار ہو رہا تھا دریں اثناء ملعون اور مرتد یوسف علی کے بارے میں " خبریں " کو منگل کے روز بھی ملک کے طول و عرض سے سینکڑوں ٹیلی فون موصول ہوئے جن میں بہت سے افراد اور عورتوں نے اس بدکردار شخص کے بارے میں بتایا جبکہ متعدد خطوط میں اس کے دعویٰ کے بارے میں تفصیلات "خبریں" کو فراہم کی گئیں جہلم کے ایک شخص ملک اعجاز نے ٹیلی فون پھر خط کے ذریعے بتایا کہ دو سال قبل ایک دوست کے توسط سے اس سے ملاقات ہوئی اس نے پہلے خود کو خلیفہ اول قرار دیا اور پھر حضرت محمدؐ کا دیدار کروانے کی بات کی دو لاکھ روپیہ ہتھیالیا اور اپنا دیدار کروا دیا پھر مجھے کراچی لے گیا جہاں ہم کلفٹن کے علاقے میں عبدالواحد خاں کے گھر گئے وہاں جاتے ہی باتھ روم میں داخل ہو کر اس نے نصف گھنٹہ تک سفلی عمل کیا پھر اس سے دو لڑکیاں اسماء اور عالیہ ملنے کے لئے آئیں اسماء کی پہلے سے منگنی ہو چکی تھی مگر اس کذاب کی طرف سے اس سے نکاح کے اعلان کے بعد اس نے اپنے منگیتر کو شادی سے انکار کر دیا۔ ایک دوسری لڑکی انتہائی باریک لباس میں اس سے ملنے آئی تو اس نے اس کے جسم کی تعریف کرتے ہوئے اسے نور قرار دیا۔ ملک اعجاز نے بتایا کہ اسی رات دو بجے میں اچانک اٹھا تو عبدالواحد خان کی بہو کے کمرے میں اس ملعون کو داخل ہوتے دیکھا۔ دوسری رات دونوں لڑکیاں اسماء اور عالیہ اس سے ملنے آگئیں اور رات تین بجے تک اس کے پاس رہیں۔ یوسف علی نے انہیں پہلے سورہ احزاب کا ترجمہ سنایا پھر گانے سنائے کہ گانوں کو کبریائی اور مصطفائی کے ساتھ سنا جائے تو کوئی حرج نہیں پھر اس نے عالیہ سے بعض ایسے جنسی سوالات کئے جو ملک اعجاز نے تو اپنے خط میں لکھ دیئے مگر "خبریں" اسے شائع نہیں کر سکتا۔ کراچی کی ایک لیڈی ڈاکٹر (غ) نے "خبریں" کو بتایا کہ یوسف علی انتہائی بدمعاش اور بے غیرت شخص ہے۔ اس نے میری موجودگی میں دو مرتبہ خود کو آخری نبی حضرت محمدؐ (نعوذ باللہ) کہا اور حکم دیا کہ میں اس کے نام پر روزانہ چھ ہزار مرتبہ "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھوں۔" (نعوذ باللہ) لاہور کینٹ کی ایک لڑکی انیلا کو اپنے نکاح میں لیا خود وہ برملا کہتی رہی محمد یوسف (نعوذ باللہ) آخری نبی ہیں اور وہ اس کے نکاح میں ہے۔ پھر جس لڑکی کو وہ اپنے نکاح میں لیتا اس کا نام اللہ پاک کے نام پر رکھتا اور کہتا کہ اسے ۹۹ شادیوں کا حکم ہے۔ ڈاکٹر (غ) نے بتایا کہ کوئی خاتون اپنے کیریکٹر پر الزام نہیں لگاتی مگر تمام لڑکیاں اس کے ظلم کا شکار

ہوئی ہیں مجبور ہو کر بتا رہی ہیں۔ (غ) نے بتایا کہ آغا خان یونیورسٹی کی ایک طالبہ (الف) بھی اس کے نکاح میں رہی اور اس کو بھی یعنی یوسف نے نبی کریم کی زیارت کے نام پر اپنی زیارت کروائی تھی۔ اس نے بتایا کہ کراچی کے ایک ڈاکٹر صدیقی سے اس نے آٹھ لاکھ روپے لئے۔ ڈاکٹر (غ) نے بتایا کہ ملعون یوسف علی بریگیڈیئر (ر) سلیم کے ساتھ عمرے پر گیا مگر وہاں طواف نہیں کیا اور پھر بریگیڈیئر سلیم سے کہا کہ آپ کو مدینے میں آٹھ روز نمازیں پڑھنے کی کیا ضرورت ہے لاہور میں میرے گھر پر پڑھ لیجئے گا۔ کراچی سے ایک خاتون (ر) نے بتایا کہ وہ کالے جادو اور سفلی عمل کا ماہر ہے اس لئے لوگ اس کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں (ر) نے بتایا کہ ہم نے بعد میں کراچی ہی کے ایک مفتی صاحب سے عمل کے ذریعے اس کے جادو کے اثر سے آزادی حاصل کی (ر) نے بتایا اس نے میرا نام بھی اللہ کے نام پر رکھا ہوا تھا اور مجھے بھی اپنی دلہن بنانے کا اعلان کیا مگر اللہ نے بچالیا۔ روتے ہوئے کہا کہ ملعون میرے سامنے آجائے تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کی زبان' ہاتھ' پاؤں کاٹ کر جہنم رسید کروں گی۔ خاتون (ر) نے بتایا کہ اس کا سب سے بڑا چیلا کراچی ہی کا سہیل ہے جو ہمیں ساتھ لے کر یوسف سے ملاتا اور کہتا کہ تم حق کے راستے پر جارہی ہو۔ اس نے کہا کہ گھر والوں کو بتائے بغیر ہمارے ساتھ آتا ہم سہیل کے ساتھ گھر والوں سے چوری چھپے جاتیں اور اس ملعون سے ملتی رہیں۔ (ر) نے کہا کہ بے غیرت یوسف علی کا میڈیکل کروائیں اس کے تمام دعوؤں کی نفی ہو جائے گی۔ (ر) نے کہا اس نے تیسری ملاقات میں علیحدہ کمرے میں مجھے رسول کریمؐ سے ملاقات کروانے کا دعویٰ کیا۔ پھر اس کے کہنے پر میں نے آنکھیں بند کرلیں پھر اس کے کہنے پر کھولیں تو اس ملعون نے پوچھا دیدار ہوگیا میں نے کہا حضرت نہیں پھر ملعون یوسف علی نے کہا "درود شریف پڑھو" ہم ہی ہیں آخری نبی (نعوذ باللہ) (ر) نے مزید بتایا کہ کراچی کی شبانہ بھی اس کے نکاح میں رہی پھر اس نے اپنے شوہر سے طلاق مانگ لی اور کہا کہ اب وہ (نعوذ باللہ) حضور کے عقد میں آچکی ہے۔ دوبارہ پھر ملعون نے اسے اجازت دی کہ وہ خاوند کے پاس چلی جائے برکت ہو جائے گی۔"

(خبریں لاہور: ۲۶ مارچ ۱۹۹۷ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Ministry of Foreign Affairs
Islamabad

TO WHOM IT MAY CONCERN

It is to certify that Mr.Muhammed Yusuf Ali is life long Director General (President) of World Assembly for Muslim Unity. He has been accorded VIP Status by the World Assembly.

It is recommended and requested that he and his family may be given full cooperation and assistance. He holds Pakistani official passport as an honour and recognition to his services for World Peace.

Ministry of Foreign Affairs
ISLAMABAD
PAKISTAN
No.070

(M. F. Rahman Akbar)
Director (OIC)

March 25, 1991

وزارت خارجہ حکومت پاکستان کا جاری کردہ ایک اور سرٹیفکیٹ

Ministry of Foreign Affairs
Islamabad

TO WHOM IT MAY CONCERN

It is to certify that Mr.Muhammed Yusuf Ali is life long Director General (President) of World Assembly for Muslim Unity. He has been accorded VIP Status by the World Assembly.

It is recommended and requested that he and his family may be given full cooperation and assistance. He holds Pakistani official passport as an honour and recognition to his services for World Peace.

(M. F. Rahman Akbar)
Director [illegible]

March 25, 1991.

وزارت خارجہ حکومت پاکستان کا جاری کردہ سرٹیفکیٹ

باب سوم

یوسف علی کی ڈائری

"یوسف علی کے عقائد کی خفیہ بیاض"

○

یوسف علی کی ڈائری دراصل اس کے عقائد کی خفیہ بیاض ہے۔ جس کے منظر عام پر آنے سے اس کے فلسفہ کا سارا طلسم ٹوٹ گیا ہے اور اس کے عقائد و نظریات کی کھوکھلی عمارت نیست و نابود ہوگئی ہے۔ اصل ڈائری' جو انگریزی میں ہے کا مکمل عکس اس کتاب کے حصہ دستاویزات میں شائع کیا جارہا ہے اور اس کا مکمل اردو ترجمہ "یوسف علی کے عقائد کی خفیہ بیاض" کے عنوان سے ایک باب کے طور پر کتاب کے متن کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ ڈائری (بیاض) تمہید اور چار حصوں پر مشتمل ہے۔ تمہید کا عنوان حقیقت ہے یہی ڈائری یا بیاض کا عنوان ہے اور چار حصے ا۔ اللہ ۲۔ محمدؐ ۳۔ رسول یا مرد کامل ۴۔ انسان' کے بارے میں ہیں۔

یہ ڈائری (بیاض) یوسف علی کے فلسفہ اور عقائد و نظریات کی بنیاد اور نچوڑ ہے اس لئے اس کے عقائد و نظریات کے بیان سے پہلے ڈائری کا مکمل متن پیش کیا جارہا ہے جس کے مطالعہ کے بعد یوسف علی کے عقائد و نظریات کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ ڈائری (بیاض) کے مندرجات (نفس مضمون) کسی تبصرہ کے

محتاج نہیں ہیں۔ ہر مسلمان ان کے پڑھنے کے بعد از خود باسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ یوسف علی کے ان عقائد و نظریات کی اسلام میں قطعاً" کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ صریحاً" کفر و الحاد ہے اور قرآن مجید کو جس انداز سے پیش کیا گیا ہے اور اس سے جو مطالب اخذ کئے گئے ہیں وہ بھی صریحاً" قرآن کی تحریف ہے۔ ڈائری (بیاض) کے آخری حصہ انسان کی چند سطریں ملاحظہ فرمائیں :

"The human being has an apparent body and a real body (Anfus). The Anfus is nothing but just likes waves on the ocean of Muhammad Mustafa/ Nafs-e-Wahida. The size of a wave is no doubt very small as compared to the ocean but the reality of wave and ocean is same. If a wave is absorbed in the ocean then it becomes an ocean. So there is absolutely no difference between Anfus and Haq/Allah-Muhammad/Nafs-e-Wahida."

ترجمہ ☆ "انسان کا ایک ظاہری جسم ہے اور ایک حقیقی جسم (انفس) ہے انفس کچھ نہیں ہے لیکن محض سمندر محمد مصطفیٰؐ / نفس واحدہ پر لہروں کی مانند ہے۔ بے شک لہر کا حجم سمندر کے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے لیکن لہر اور سمندر کی حقیقت ایک ہے اگر لہر سمندر کو جذب کر لے تو وہ سمندر ہو جاتی ہے۔ پس انفس اور اللہ یا حق اور محمدؐ یا نفس واحدہ کے درمیان قطعاً" کوئی فرق نہیں ہے۔"

اس طرح یوسف علی کے نزدیک اللہ ' محمدؐ اور انسان میں قطعاً" کوئی فرق نہیں ہے۔ یہی اس کے فلسفہ اور عقائد و نظریات کا نچوڑ ہے جس کی بنیاد اس نے تاویل و تحریف قرآن پر استوار کی ہے۔

نوٹ : یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس بیاض میں قرآنی آیات کا ترجمہ ڈائری میں انگریزی ترجمہ کے مطابق ہے اور ضروری نہیں کہ قرآن کی صحیح ترجمانی ہو اصل آیات مع حوالہ جات بھی تحریر ہیں۔

○

The Reality

حقیقت

○

ایک دن بھید کھل جائیں گے' یوم تبلی السرائر (۸۶:۰۹) ان کو ابھی مان (Believe) لینا بہتر ہے۔ (جان کر' دیکھ کر اور محسوس کرکے) ورنہ خدانخواستہ اتنی دیر ہو جائے گی کہ تلافی نہ ہوگی۔

الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوة ومما رزقنهم ینفقون○ والذین آمنو بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالاخرة ہم یوقنون○ (۲:۳-۴)' ولو ترٰی اذا المجرمون ناکسو رؤسھم عند ربھم ربنا ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل صالحا" انا موقنون○ (۳۲:۱۲)

○

(۱)

سبحانہ و تعالیٰ Allah

اللہ سبحانہ و تعالیٰ

لا الہ الا اللہ

○

○ اللہ سبحانہ و تعالیٰ وراء الوراء (منزہ) بھی ہے اور قریب (مشبہ) بھی ہے' یہ کہنا کہ وہ صرف وراء الوراء ہے اسے محدود کرنا ہے۔ اسے صرف وراء الوراء سمجھنا ابلیسیت ہے اور اسے صرف مشبہ سمجھنا فرعونیت ہے۔ محمدؐ ہمارے اندر بھی ہیں ہمارے اردگرد بھی ہیں وہ وراء الوراء بھی ہیں قریب بھی ہیں۔

☆ وہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اللّٰہ نورالسموات والارض (۲۴:۳۵)

☆ وہ ہمارے ساتھ ہے جہاں بھی ہم ہوں۔ وھو معکم این ماکنتم (۵۷:۰۴)

☆ اور ہم شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (۵۰:۱۶)

○ صرف ایک ہی وجود ہے ایک ہی حقیقت ہے اور وہ اللہ ہے' اس کے علاوہ کوئی شے موجود نہیں ہے۔

☆ وہ اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے۔ ھو الاول والاخر والظاہر والباطن (۵۷:۰۳)

☆ ہم دکھائیں گے انہیں نشانیاں آفاق میں اور انفس میں یہاں تک کہ

ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہ حق ہے۔ (۴۱:۵۳)

○ اللہ ہر جگہ موجود ہے' اپنے نور کے پردوں میں اور اپنے ظلمات کے پردوں میں۔ اس کے علاوہ اس کی مثل (Simile) بھی ہے۔

○ اللہ کی مثل اعلیٰ (Superior) ہے۔ وللّٰہ المثل الاعلیٰ (۱۶:۶۰)

☆ اس (اللہ) کا نمونہ (Model) اعلیٰ (Supreme) ہے آسمانوں میں اور زمین میں وله المثل الاعلى فى السموات والارض (۳۰:۲۷)

☆ اس کی مثل جیسی کوئی شے نہیں ہے۔ لیس کمثله شئی (۴۲:۱۱)

○ اللہ کی مثل کیا (What) ہے؟ یہ حقیقت ہے کہ اس (اللہ) کا ایک (جسمانی) جسم ہے۔

☆ وہ بیٹھے ہوں گے بہت قریب ایک بہت ہی مقتدر بادشاہ کے ساتھ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (۵۴:۵۵)

○ اللہ نفس بھی رکھتا ہے۔

☆ اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے نفس سے۔ ویحذر کم اللّٰہ نفسه (۰۳:۲۸)(۰۳:۳۰)

○ اللہ کا ایک چہرہ بھی ہے۔

☆ تم جس طرف بھی گھومو اس طرف اللہ کا چہرہ ہے۔ فانیما تولو افثم وجہ اللّٰہ (۰۲:۱۱۵)

☆ اور نہ خرچ کرو مگر صرف اللہ کے چہرے کے لئے۔ وما ینفقون الا ابتغاء وجہ اللّٰہ (۰۲:۲۷۲)

☆ اور نہ دیکھو (Turn out) ان کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام' چاہتے ہیں اس کا چہرہ۔ ولا نظرو الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجہه (۰۶:۵۲)

☆ یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اس کا چہرہ چاہتے ہیں۔ ذالک خیر للذین یریدون وجہ اللّٰہ (۳۰:۳۸)

☆ اور وہ جو دیتے ہیں زکوٰۃ اللہ کے چہرے کے لئے۔ وما اوتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللّٰہ (۳۰:۳۹)

☆ اور تمہارے رب کا چہرہ باقی رہے گا۔ ویبقی وجہ ربک (۵۵:۲۷)

☆ سوائے ان کے جن کو نہیں دیتے ہم خوراک اللہ کے چہرے کی خاطر۔ انما نطعمکم لوجہ اللّٰہ (۷۶:۰۹)

☆ لیکن رب اعلیٰ کے چہرہ کی خاطر۔ انہ ابتغاء وجہ ربہ الاعلٰی (۹۲:۲۰)

○ اللہ آنکھیں بھی رکھتا ہے۔

☆ اور بناؤ ایک کشتی ہماری آنکھوں کے ساتھ واصنع الفلک باعیننا (۱۱:۳۷)

☆ تب ہم نے بھیجی اس کو وحی' ہماری آنکھوں سے کشتی بنانے کے لئے واوحینا الیہ ان اصنع الفلک باعیننا (۲۳:۲۷)

☆ بہتا ہے ہماری آنکھوں میں۔ تجری باعیننا (۵۴:۱۴)

○ اللہ ہاتھ بھی رکھتا ہے۔

☆ کہو بے شک برکتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ قل ان الفضل بیداللّٰہ (۰۳:۳۷)

☆ برخلاف اس کے اس (اللہ) کے ہاتھ کھلے ہیں۔ بل یدہ مبسوطتن (۰۵:۶۴)

☆ اللہ کا ہاتھ ان کے اوپر ہے۔ یداللّٰہ فوق ایدیھم (۴۸:۱۰)

☆ اور بے شک فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وان الفضل بیداللّٰہ (۵۷:۲۹)

○ اللہ کی پنڈلی بھی ہے۔

☆ اور جس دن پنڈلی ظاہر کی جائے گی۔ یوم یکشف عن ساق (۶۸:۴۲)

○ اللہ کی سنت بھی ہے۔

☆ اور تم ہماری سنت میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے۔ والا تجد لسنتنا تحویلا (۱۷:۷۷)

☆ اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ ولن تجدلسنة

اللہ تبدیلا (۳۳:۶۲)

☆ اللہ کی سنت جاری ہے اس کے بندوں میں۔ سنت اللّٰہ التی قد خلت فی عبادہ (۴۰:۸۵)

☆ اللہ کی سنت جاری ہے پہلے کی طرح۔ سنت اللّٰہ التی قد خلت من قبل (۴۸:۲۳)

○ مندرجہ بالا جسمانی اعضاء کے علاوہ اللہ جسمانی صفات بھی رکھتا ہے۔ جیسے وہ بولتا ہے۔ (۰۲:۳۰)' وہ سنتا ہے (۰۲:۱۳۷)' وہ محسوس کرتا ہے (۰۲:۹۶)' وہ چاہتا ہے (۰۲:۱۰۵)' وہ چلتا ہے (۰۲:۱۷)' وہ ٹھٹھا کرتا ہے (۰۲:۱۰۵)' وہ حیا نہیں کرتا (Immodest) (۰۲:۲۶)' وہ جانتا ہے (۰۲:۳۲)' وہ ارادہ کرتا ہے (۰۲:۶۷)' وہ غصہ کرتا ہے (۰۲:۶۱)' وہ لعنت کرتا ہے (۰۲:۸۸)' وہ رنگ رکھتا ہے (۰۲:۱۳۸)' وہ ناپسند کرتا ہے (۰۲:۱۹۰)' وہ پسند کرتا ہے (۰۲:۱۹۸)' وہ بھیس بدلتا ہے (۰۳:۵۴)' وہ رہنمائی کرتا ہے (۰۳:۷۳)' وہ تمنا کرتا ہے (۰۴:۴۸)' وہ لڑتا ہے (۰۴:۸۴)' وہ سزا دیتا ہے (۰۴:۸۴)' وہ وعدہ کرتا ہے (۰۴:۱۲۲) وغیرہ وغیرہ۔

○ آدمی (Man) کے سوا اور کوئی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ خود کو مجسم (مشخص Pesonifies) کرتا ہے۔

☆ اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں آرہا ہوں زمین پر بطور خلیفہ۔ واذقال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ (۰۲:۳۰)

☆ ہم نے تخلیق کیا آدمی کو بہترین ترتیب سے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (۹۵:۰۴)

☆ ہم نے آدمی کو عزت دی۔ ولقد کرمنا بنی آدم (۱۷:۷۰)

☆ یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کی فطرت ہے۔ فطرت اللّٰہ التی فطر الناس علیھا (۳۰:۳۰)

☆ اور ہم نے اس میں روح پھونکی۔ ونفخت فیہ من روحی (۳۸:۷۲)

☆ اللہ ذات (Being) ہے اس کے ساتھ کسی کو نہ پکارو' اس کے سوا کوئی ذات نہیں' ہر چیز فنا ہو جائے گی سوائے اس کے چہرے کے۔ اس کا حکم چلتا ہے اور تمہیں اس کی طرف لوٹنا ہے۔ ولا تدع مع اللّٰہ الھا آخر لا الہ الا ھو کل شئی ھالک الا وجھہ لہ الحکم و الیہ ترجعون (۲۸:۸۸)

○ قرآن میں جب اللہ لکھا گیا ہے "ال" اس کے صفاتی ناموں کے ساتھ استعمال نہیں کیا گیا کیونکہ جب اللہ کا استعمال کیا گیا ہے اس سے وراء الوراء ہستی (ذات مطلق transcendent being) مراد ہے۔
واللّٰہ علیم بالظالمین (۰۲:۹۵)' واللّٰہ بصیر بما یعملون (۰۲:۹۶)' ان اللّٰہ واسع علیم (۰۲:۱۱۵)

○ اس کے برعکس جب ھو (Hoo) استعمال کیا گیا ہے۔ صفاتی نام کے ساتھ "ال" لکھا گیا ہے کیونکہ ھو (Hoo) کسی جسمانی ہستی (physical being) کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہاں اس سے مراد ہے مجسم قریب اللہ (personified immenent Allah) ہے۔ انہ ھو التواب الرحیم (۰۲:۳۸)' ھو رب العرش العظیم (۲۰:۲۶)' ھو السمیع البصیر (۴:۲۰)

○ لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اللہ کے ساتھ "ال" لکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں مجسم اللہ (Personified Allah) مراد ہے اور مزید برآں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وراء الوراء اور قریب (transcendent and imminent) اللہ ایک ہے۔ قل ھو اللّٰہ احد۔

○

(۲)

علیہ الصلوۃ والسلام Muhemmed

محمد علیہ الصلوۃ والسلام

لا الہ الا انت سبحنک
انی کنت من الظالمین

○

○ محمدؐ علیہ الصلوۃ والسلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے محبوب/محب ہیں۔ محمدؐ ہر لحاظ سے عین اللہ کی مثل ہیں۔ اللہ کی طرح محمدؐ وراء الوراء بھی ہیں قریب بھی ہیں۔ اللہ کی طرح محمدؐ بھی ہر جگہ ہیں۔ قرآن نے محب اور محبوب یا اللہ اور محمدؐ دونوں کے لئے ھو Hoo' یا جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔

وھو معکم این ماکنتم (۵۷:۰۴)' ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (۵۰:۱۶)' ھو الاول والاخر والظاہر والباطن (۵۷:۰۳)' سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق (۴۱:۵۳)' ولہ المثل الاعلٰی (۳۰:۲۷)' لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (۹۵:۰۴)' ولقد کرمنا بنی آدم (۱۷:۷۰)' ونفخت فیہ من روحی (۳۶:۷۲)

☆ اور تمہارا صاحبؐ پوشیدہ نہیں ہے۔ وما صاحبکم بمجنون

(۸۱:۲۲)

☆ اور تم اپنے رب کی برکت سے پوشیدہ نہیں ہو۔ ما انت بنعمة ربک بمجنون (۶۸:۰۲)

○ جب وراء الورا اللہ اور محمدؐ کسی فرد پر نزول کرتے ہیں وہ رسولؐ یا امام وقتؑ ہو جاتا ہے۔ یہ راز ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے۔

☆ اے رسولؐ اعلان کر دیجئے جو آپ پر نازل ہوا ہے آپ کے رب کی طرف سے۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (۰۵:۶۷)

○ اسلام کی بنیادی باتوں کو مان لینا کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ماننا ہے کہ حق / ھو / محب۔ محبوب / اللہ۔ محمدؐ نے محمدؐ پر نزول کیا ہے۔

☆ اور وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ایمان لائے اس بات پر کہ حق نے نزول کیا ہے محمدؐ پر ان کے رب کی طرف سے۔ والذین آمنوا وعملوا الصلحت وامنو بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم (۰۲۔۴۷:)

○ وراء الوراء (مطلق) محمدؐ کا ذکر بہت سے خوبصورت ناموں سے کیا گیا ہے۔ ان ناموں میں شامل ہیں۔

☆ دکھا ہم کو صراط مستقیمؐ اھدنا الصراط المستقیم (۰۱:۰۶)

☆ الم ○ وہ الکتابؐ ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ الم ○ ذلک الکتاب لا ریب فیہ (۲۔۱:۰۲)

☆ ہر چیز رکھی گئی ہے کتابؐ مبین میں۔ کل فی کتاب مبین (۱۱:۰۶)

☆ اور تمہارا صاحبؐ پوشیدہ نہیں ہے۔ وما صاحبکم بمجنون (۸۱:۲۲)

☆ اور قرانؐ حکیم والقر آن الحکیم (۳۶:۰۲)

☆ اے لوگو! محبت کرو اپنے رب سے جس نے تمہیں نفس واحدہؐ سے پیدا کیا یا ایھا الناس اتقو ربکم الذی خلقکم من نفس واحدہ (۰۶:۰۱)

☆ فرشتے اور روحؐ اس میں نازل ہوتے ہیں اپنے رب کی اجازت سے تنزل الملئکة والروح فیھا باذن ربھم (۹۷:۰۶)

☆ اے انسانو! تمہارے پاس آچکی ہے موعظمہ تمہارے رب کی طرف سے' اور بام اس کے لئے جو تمہارے سینے کے اندر ہے اور ہدایت اور رحمت ماننے والوں کے لئے۔ یا ایھا الناس قد جاء کم موعظمۃ من ربکم و شفا لمافی صدور وھدی ورحمتہ للمومنین (۱۰:۵۷)

☆ اے انسانو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک ثبوت آچکا ہے اور ہم نے تم تک نازل کیا ہے نورٌ مبینٌ یا ایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نور امبینا (۰۴:۱۷۴)

☆ تمہارے رب کی اجازت سے صراط العزیز الحمیدٌ تک۔ باذن ربھم الی صراط لالعزیز الحمید (۱۴:۰۱)

☆ ہم نے بھیجا ہے آپ کو نہیں مگر رحمتہ للعالمینٌ وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین (۲۱:۱۰۷)

☆ نہیں یقیناً جو (ھو Hoo:) تذکرہٌ ہے کلا انہ تذکرہ (۷۴:۵۴)

☆ اب اللہ نے نازل کیا ہے' ذکرٌ تم پر۔ قد انزل اللّٰہ الیکم ذکراً (۶۵:۱۰)

☆ کہو! ہم نے نازل کیا ہے روح القدوسٌ کو حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے۔ قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق (۱۶:۱۰۲)

☆ کہ ہر چیز ہے کتابٌ مسطور میں۔ کان ذالک فی کتاب مسطور (۳۳:۰۶)

☆ اور ہمارے پاس ہے کتابٌ حفیظ۔ وعندنا کتاب حفیظ (۵۰:۰۴)

☆ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بے شک وہ کتابٌ میں ہے۔ الم تعلم ان اللّٰہ یعلکم ما فی السموات والارض ان ذالک فی کتاب (۲۲:۷۰)

☆ نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ روح الامینٌ نزل بہ الروح الامین (۲۶:۱۹۳)

○ قرآن کے تمام حروف مقطعات (Code Words) اللہ اور محمدؐ کا اظہار ہیں۔ الم' المص' الرا' کھیعص' طہ' طسم' طس' یٰسین' ص' حم' حم عسق' ق' ن

○ محمدؐ اللہ کا کسی شخص پر نزول اسے رسول بنا دیتا ہے۔ اس کا نام آدمؑ، موسیٰؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ وغیرہ کچھ بھی ہو حقیقت میں وہ محمدؐ ہوتا ہے۔

☆ جب اللہ نے انبیاء سے عہد (میثاق) لیا کہ میں نے تمہیں دیا ہے کتاب اور حکمت میں سے۔ واذ اخذاللّٰہ میثاق النبین لما اتینکم من کتب وحکمۃ (۰۳:۸۱)

☆ اے وہ لوگو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ میں اور اس کے رسولؐ پر اور الکتابؑ پر جو نازل ہوئی ہے پہلے۔ یاایھاالذین امنو امنو باللّٰہورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل (۰۴:۱۳۶)

☆ بے شک ہم بھیجتے ہیں اپنے رسولوںؑ کو بین ثبوتوں کے ساتھ اور نازل کرتے ہیں ان کے ساتھ الکتاب اور میزان لقد ارسلنا بالبینیت و انزل معھم الکتاب والمیزان (۵۷:۲۵)

○ مسٹر موسیٰ سیدنا موسیٰؑ ہو گئے جب محمدؐ ان پر نازل ہوئے۔

☆ اور جب ہم نے دی موسیٰؑ کو الکتابؑ واذاتینا موسیٰ الکتاب (۰۲:۵۳) (۰۲:۸۷) (۰۶:۹۱) (۱۱:۱۱۰) (۱۷:۲۷) (۱۹:۵۱) (۲۳:۵۱) (۲۵:۳۵) (۲۸:۲) (۲۸:۴۳)

○ دیگر انبیاء کی بھی یہی صورت ہے۔

☆ اور جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ ابن مریم تم پر اور تمہاری والدہ پر میری نعمت کو یاد کرو جب تمہاری روح القدسؑ سے مدد کی۔ واذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس (۵:۱۱۰) (۹:۱۴۱) (۳:۴۳) (۱۹:۱۶) (۱۹:۳۰) (۲:۸۷) (۲:۲۵۳) (۹:۱۶۱)

☆ ہم نے عطا کی ابراہیمؑ کے گھر پر الکتابؑ اور حکمت اور ہم نے عطا کیا ان کو عظیم ملک، فقد اتینا ال ابراہیم الکتب والحکمۃ و اتینا ھم ملک عظیم (۰۴:۵۴)

☆ اور اسماعیلؑ کی الکتابؑ میں ذکر کرو وہ اپنے وعدہ کے صادق اور رسول اور نبی تھے۔ (۱۹:۵۴)

☆ اور ادریسؑ کی الکتابؑ میں ذکر کرو وہ صدیق اور نبی تھے۔ واذکر فی الکتب ادریس انه کان صدیقا نبیا (۱۹:۳۶)

☆ اور ہم نے عطا کئے ان کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور ہم نے قائم کیا نبوت اور الکتابؑ کو اس کی اولاد کے درمیان اور ہم نے اس کو اس کا انعام دیا دنیا میں اور آخرت میں بے شک وہ صالحین میں سے ہے۔ ووھبنا له اسحاق و یعقوب و جعلنا فی ذریته النبوة والکتاب واتینه اجره فی الدنیا وانه فی الاخره لمن الصالحین (۲۹:۲۷)

☆ اور بے شک ہم نے بھیجا نوحؑ اور ابراہیمؑ کو اور رکھا نبوت اور الکتابؑ کو ان کے تخم (Seed) میں اور ان ہی میں سے وہ ہے جو سیدھا چلتا ہے۔ ولقد ارسلنا نوحا و ابراہیم و جعلنا فی ذریتهما النبوة والکتاب منهم مهتد (۵۷:۲۶)

☆ جیسے ہم نے بھیجا ہے تمہارے پاس ایک رسول تم میں سے جو تلاوت کرتا ہے تم پر ہماری آیات جو تمہارے بڑھنے کا سبب ہیں۔ (Causeth you to grow) اور سکھاتا ہے تمہیں الکتابؑ اور حکمت اور سکھاتا ہے تمہیں وہ جو تم نہیں جانتے کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتب والحکمة و یعلمکم مالم تکونو تعلمون (۲:۱۵۱) (۲:۱۲۹) (۳:۷۹) (۳:۱۶۴) (۶۲:۲۳)

○ محمدؐ کا نزول صرف انبیاء کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ ہر صالح فرد پر بلکہ زیادہ صحیح یہ ہوگا کہ کہیں بھی کسی پر بھی' (قطع نظر مذہب' نسل اور رنگ وغیرہ)' جو اچھا کلمہ (Word) کہتا ہے' یہ محمد کی وجہ سے ہے۔ اگر ہمیں کوئی چیز اچھی لگتی ہے تو یہ محمدؐ کے اظہار (Display) کی وجہ سے ہے۔

☆ کہو! ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل ہوا ہے ہم پر اور جو نازل ہوا ہے۔ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور قبیلوں پر' اور وہ جو عطا کیا گیا ہے موسیٰ اور عیسیٰؑ کو اور انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے ہم ان میں سے کسی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور اس کے

لئے ہم مسلمون ہیں۔ قل امنا باللّٰہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراہیم و اسمعیل واسحق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم و نحن له مسلمون (۳:۸۴) (۲:۱۴۴) (۲:۱۳۶) (۲:۲۱۳) (۳:۳) (۳:۱۸۷) '(۴:۴۷)' (۴:۱۰۵) (۲۸:۵۲) (۵:۵) (۶:۲۰)
(۶:۱۵۶) (۷:۱۷۰) (۷:۱۹۶) (۱۶:۸۹) (۱۸:۱)

☆ وہ اتارتا ہے فرشتوں کو الروحؑ کے ساتھ اپنے حکم سے' جس پر چاہتا ہے اپنے غلاموں (bondmen) میں سے' ینزل الملئکة بالروح من امرہ علی من یشا من عباده (۱۶:۲۳) (۱۶:۱۰۲) (۹۰:۵) (۹۷:۴)

☆ اور اپنے پر جھکا دیجئے ان کے لئے جو آپ کی اتباع کرتے ہیں مومنین میں سے و خفض جناحک لمن تبعک من المومنین (۲۶:۲۱۵)

☆ کہو تعریف ہے اللہ کے لئے' اور سلامتی اس کے عباد پر جنہیں اس نے دیا ہے مصطفیٰؑ قل الحمدللّٰہ وسلم علی عبادہ الذین اصطفی (۲۷:۵۹)

○

(۳)

Rasul /Mard-e- Kamil

صلی اللہ علیہ وسلم

رسول / مرد کامل

صلی اللہ علیہ وسلم

انا نی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی
واقیم الصلوۃ لذکری

○

رسول اللہؐ یا نبیؐ یا مرد کاملؐ" اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے مکمل مظہر ہیں۔ وہؐ وراء الوراء اللہ اور محمدؐ کا جسمانی طور پر مکمل مجسم ہیں۔

(He is the physical perfect personification of transcendent Allah and Muhemmed)

تمام جسمانی وجود ان کی وجہ سے پیدا کئے گئے۔ وہؐ ہمیشہ دنیا میں موجود ہوتے ہیں۔ انؐ کا ظاہری نام مختلف ہو سکتا ہے لیکن انؐ کا حقیقی نام ہمیشہ محمدؐ ہوتا ہے۔ آدمؑ، نوحؑ، موسیٰؑ، ابراہیمؑ، عیسیٰؑ لباسوں (Dresses)

کے نام ہیں لیکن حقیقت میں ان میں سے ہر ایک محمدؐ ہیں۔ پھر محمدؐ بن عبداللہ آئے۔ یہ پہلی بار تھا کہ حقیقی اور ظاہری نام ایک ہوگئے۔ پھر ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، بارہ امامؑ، ابن عربیؒ، عبدالقادرؒ، معین الدینؒ، فریدالدینؒ، مجدد الفؒ ثانی..... اور محمدؐ یوسف علی آئے۔ مرد کاملؑ کے نام مختلف ہوسکتے ہیں مگر درحقیقت وہ محمدؐ کی شاندار شکل ہوتی ہے۔
(Glorified form of Mohemmed)

- ایک لاکھ چوبیس ہزار رسولؑ اور نبیؑ ہیں لیکن صرف تینتیس ۳۳ کے ناموں کا علم ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اولیاءؒ ہوتے ہیں لیکن ان میں سے صرف تینتیس (۳۳) مرشد کاملؑ ہوتے ہیں جن کا علم ہوتا ہے۔ ان میں سے ہرایک کسی رسولؑ کے نمونہ پر ہوتا ہے اور ان میں سے جو ہر طرح سے محمدؐ رسول اللہ کے نمونہ پر ہوتا ہے وہ اپنے وقت کا مرد کاملؑ ہوتا ہے۔ اس کا نام مختلف ہوسکتا ہے لیکن حقیقی اور ظاہری طور پر وہ محمدؐ کی انتہائی شاندار صورت ہوتی ہے۔
- محمدؐ ہمیشہ جسمانی طور پر موجود رہے ہیں۔ اپنے جسمانی وجود کی ظاہری وفات کے بعد وہ واپس محمدؐ مصطفیٰ کے حقیقی جسم میں چلے گئے اس طرح نور اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے فوراً بعد وراء الوراء محمدؐ + جسمانی محمدؐ کا نور، سب سے چیدہ شخص پر نازل ہوتا ہے جو اپنے وقت کا نبیؑ/ رسولؑ/ مرد کاملؑ ہوتا ہے یوں محمدؐ کی آئندہ شکل، سابقہ شکل سے ظاہری اور حقیقی طور پر مماثل بلکہ شاندار ہوتی ہے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں۔ انؐ کی پہلی شکل آدمؑ تھے موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے۔
- محمدؐ کے تسلسل اور زندہ ہونے کے بارے میں قرآن نے بہت سے اشارے دیئے ہیں۔ محمدؐ/ اللہ کا تمام انبیاء اور اپنے وقت کے تمام مرد کامل پر نزول یکساں ہے لہٰذا ان میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیے۔

☆ کہو! ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل ہوا ہے ہم پر، اور جو نازل ہوا ہے ابراہیمؑ، اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور قبیلوں پر

اور وہ جو عطا کیا گیا ہے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو اور انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے۔ ہم ان میں سے کسی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور اس کے لئے ہم مسلمان ہیں۔ قل آمنا باللّٰہ و ما انزل علینا وما انزل علی ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی و عیسٰی والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (۳:۸۴)

☆ اور ہم ایمان لائے جو آپ پر نازل ہوا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل ہوا ہے اور ایمان لائے آخرت پر۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون○ (۲:۰۴)

○ مسجد ضرار یا امہات المومنین کے نکاح کا ذکر کرتے ہوئے "کبھی نہیں ہمیشہ" (Never forever) کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں یہ محمدؐ کے تسلسل کو ظاہر کرتے ہیں۔

☆ کبھی نہیں وہاں کھڑے ہونا ہمیشہ۔ لاتقم فیہ ابدا (۹:۱۰۸)

☆ اور تمہیں کبھی نہیں شادی کرنی چاہیے انؐ کی بیویوں کے ساتھ ان کے بعد ہمیشہ۔ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا (۳۳:۵۳)

○ محمد کو دائمی زندگی دی گئی ہے اور پہلے بھی آدمؑ یا موسیٰؑ وغیرہ کے نام سے لوگوں کے درمیان رہے ہیں۔

☆ اور ہم نے آپؐ سے پہلے کسی فانی کو دوام نہیں دیا۔ وما جعلنا بشر من قبلک الخلد (۲۱:۳۴)

☆ میں رہا ہوں تمہارے درمیان پوری عمر پہلے فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ (۱۰:۱۶)

☆ اور جان لو رسول اللہؐ تم میں ہیں۔ واعلموا ان فیکم رسول اللّٰہ (۴۹:۰۷)

○ حق / ھو / اللہ / محمدؐ جب نازل ہوتا ہے رسولؐ / مرد کاملؐ قریب پر تو وراء الوراء حقیقتیں (اللہ / محمدؐ) خود کو محمدؐ کی شکل میں مجسم کرلیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ یا محمدؐ اور محمدؐ کے درمیان قطعاً" کوئی فرق نہیں ہے رسولؐ کے تمام اعمال اور کارنامے

ہیں۔

○ رسولؐ اور اللہ کا پھینکنا' پکارنا' دیکھنا یکساں ہے۔ پس جو اللہ اور رسول کے درمیان کس طرح کا فرق کرتے ہیں وہ کافر ہیں اور جو اللہ اور رسولوں کے درمیان قطعاً" کوئی فرق نہیں کرتے ان کے لئے برکتیں ہیں۔

☆ والذی انزل الیک من ربک الحق ولکن اکثر الناس لایومنون (۱۳:۰۱)

☆ والذین آمنو و عملوالصلحت و امنو بما نزل علی محمد وھوالحق من ربہم (۴۷:۰۲)

☆ ومارمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمٰی (۰۸:۱۴)

یاایھا الذین امنوا استجیبوا اللّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (۰۸:۲۴)

☆ واللّٰہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانو مومنین (۰۹:۶۲)

☆ ان الذین یکفرون باللّٰہ و رسولہ ویرویدون ان یفرقوا بین اللّٰہ ورسولہ یقولون نومن ببعض ونکفر ببعض و یرویدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا اولیک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا والذین آمنو باللّٰہ ورسولہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یوتیہم اجورھم وکان اللّٰہ غفور رحیما ○ (۰۴:۱۵۰-۱۵۲)

○ آیئے! اب ہم نگاہ ڈالیں وراء الوراء اور قریب ہستیوں کے درمیان چند مماثلات (Similarities) پر' دونوں صراط مستقیمؐ کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔

قل للہ المشرق والمغرب یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (۰۲:۱۴۲)

وانک لتھدی الی صراط مستقیم ○ (۴۲:۵۲)

دونوں رہنمائی کرتے ہیں ظلمت سے نور کی طرف۔

اللّٰہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور

(۰۲:۲۵۷)

☆ رسولا یتلوا علیکم ایت اللّٰہ مبینت یخرج الذین امنوا و عملوا الصلحت من الظلمت الی النور (۶۵:۱۱)

○ دونوں رؤف اور رحیم ہیں۔

☆ ان اللّٰہ بالناس لرؤف الرحیم○ (۰۲:۱۴۳)

☆ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (۰۹:۱۲۸)

○ دونوں غنی ہیں۔

☆ فان اللّٰہ غنی عن العلمین○ (۰۳:۹۷)

☆ وجدک عائلا فاغنی (۹۳:۰۸)

○ دونوں شاہد ہیں۔

☆ شھداللّٰہ انہ لا الہ الا ھو (۰۳:۱۸)

☆ یاایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا (۳۳:۴۵)

○ وہؐ ذکر ہے' ذکر ھو ہے اور ھو اللہ ہے پس وہؐ اور اللہ ایک ہیں۔

☆ قد انزل اللّٰہ الیکم ذکرا○ (۶۵:۱۰)

☆ ان ھو الا ذکر و قران مبین○ (۳۶:۶۹)

☆ اللّٰہ لا الہ الا ھو (۰۲:۲۵۵)

○ رسولؐ/ مرد کاملؑ حقیقت الحقائق کی کامل تجسیم (Perfect Personification) ہے وہ سب سے زیادہ اعزاز کا حق دار ہے۔ آداب یہ ہیں:

☆ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ ولوانھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما○ (۰۴:۶۴)

☆ وقالو حسبنا اللّٰہ سیوتنا اللّٰہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللّٰہ راغبون (۰۹:۵۰)

☆ ومنھم الذین یوذون النبی و یقولون ھو اذن قل اذن خیر لکم یومن باللّٰہ ویومن للمومنین ورحمۃ للذین امنوا منکم والذین

یوذون رسول اللّٰہ لھم عذاب الیم (۰۹:۶۱)

☆ ویقولون امنا باللہ وبالرسول واطعنا ثم یتولی فریق منھم من بعد ذالک وما اولٰئک بالمومنین ○ واذا دعوالی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون وان یکن لھم الحق یاتوا الیہ مذعنین ○ افی قلوبھم مرض ام ارتابوا ام یخافون ان یحیف اللّٰہ علیھم ورسولہ بل اولٰئک ھم الظلمون ○ انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا اولٰئک ھم الملحون ○ ومن یطع اللہ و رسولہ ویخش اللہ یتقہ فاولٰئک ھم الفائزون (۵۲ـ۴۷:۲۴)

☆ قل اطیعوا اللّٰہ واطیعو الرسول (۵۴:۲۴)

☆ انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ واذا کانو معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک اولٰئک الذین یومنون باللہ و رسولہ فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن لمن شئت منھم واستغفر لھم اللّٰہ ان اللّٰہ غفور الرحیم لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا قد یعلم اللّٰہ الذین یتسللون منکم لو اذا فلیحذر الذین یخالفون من امرہ ان تصیبھم فتنتہ او یصیبھم عذاب الیم ○ (۶۱ـ۳:۲۴)

☆ ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلمو تسلیما ○ ان الذین یوذون اللّٰہ ورسول لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا (۵۶ـ۷:۳۳)

☆ یاایھاالذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰہ و رسولہ واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ سمیع علیم ○ یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھر والہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم واتم لا تشعرون ○ (۱ـ۳:۴۹)

☆ یاایھاالذین امنوا اذا انا جیتم الرسول فقد موا بین یدی نجوالکم صدقۃ ذلک خیر لکم اطھر (۱۲:۵۸)

☆ واعلموا ان فیکم رسول اللّٰہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر

لعنتم ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولٰئک ھم الراشدون (۴۹:۰۳)

☆ ان الذین یحادون اللہ و رسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلھم و قد انزلنا ایت بینت وللکافرین عذاب مھین ○ (۸۵:۰۵)

☆ وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ (۵۹:۰۷)

☆ الا بلغا من اللہ و رسلتہ ومن یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابدا (۷۲:۲۳)

○ *ایک عام آدمی کی کیا حیثیت ہے جب کہ ایک نبی بھی محمدؐ کا احترام نہ کرنے سے فاسق ہو جاتا ہے۔*

☆ واذ اخذ اللہ میثاق النبین بما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علی ذالک اصری قالو اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین فمن تولی بعد ذالک فاؤلٰئک ھم الفاسقون (۰۳:۸۱-۸۲)

○

(۴)

Human Being

انسان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

○

○ انسان ہر شے کا مکمل مظہر ہے۔ انسان ہر شے کا مجموعہ کل ہے جب ہر شے سمٹ جاتی ہے انسان بن جاتا ہے اور جب وہ (مرد' عورت) پھیلتا ہے کائنات بن جاتی ہے وہ (مرد' عورت) اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ ہے۔

○ انسان کا ایک ظاہری جسم ہے اور ایک حقیقی جسم (انفس)' انفس کچھ نہیں ہے وہ محض سمندر محمدؐ مصطفےٰ / نفس واحدہ پر لہر کی مانند ہے۔ بے شک لہر کا حجم سمندر کے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے لیکن لہر اور سمندر کی حقیقت ایک ہے۔ اگر لہر سمندر کو جذب کرلے تو وہ سمندر ہو جاتی ہے۔ پس انفس اور حق/ اللہ' محمدؐ / نفس واحدہ کے درمیان قطعاً" کوئی فرق نہیں ہے۔

☆ یا ایھا الناس اتقو ربکم الذی خلقکم من نفس واحدہ و خلق منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیرا ونساء (۰۴:۰۱)

☆ ھوالذی خلقکم من نفس واحدہ وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا (۰۷:۱۸۹)

○ پھر ہر انسان کے انفس نے اپنے رب سے پیمان محبت کیا' یہ پیمان

کرنے کے بعد ہر کوئی دامن ذات حق میں محو خواب ہوگیا۔

☆ واذ اخذ ربک من بنی آدم بین ظهور هم ذریتهم واشهد هم علی انفسهم الست بربکم قالو بلی شهدنا (۰۷:۱۷۲)

○ پھر ہر شے چھ مرحلوں میں پیدا کی گئی۔ انسان ہر شے کا مکمل مظہر ہے' ہر شے کی حقیقت اللہ ہے کہیں وہ نور کے پردہ میں ہے اور کہیں ظلمت کے پردہ میں ہے لیکن انسان میں اس نے خود کو ظاہر کیا ہوا ہے۔ چھ مرحلے یہ ہیں۔ عالم اجسام' عالم مثال' ملائکہ اور روح' انسان کی حقیقت' محمدؐ کی حقیقت اور آخر میں اللہ کی حقیقت۔ یہ چھ مدارج (مرحلے) انسان میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ سر (خاموش حصہ جو تمام حرکات و جذبات وغیرہ کو کنٹرول کرتا ہے) اللہ کا حصہ ہے' چہرہ (وہ حصہ جس میں حواس خمسہ اور دوسروں تک ابلاغ ہے) محمدؐ کا حصہ ہے' گردن سے ناف تک کے اعضاء (جس میں اعضائے رئیسہ اور نظام خون' نظام تنفس اور نظام ہضم ہے) انسان کی حقیقت کا حصہ ہے اور ناف سے نیچے دیگر مرحلہ کی علامت ہے۔

☆ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش (۰۷:۵۴)

☆ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر (۱۰:۰۳)

☆ وهو الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام (۱۱:۰۷)

☆ الذی خلق السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش (۲۵:۵۹)

☆ اللہ الذی خلق السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش (۳۲:۰۴)

☆ ولقد خلقنا السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام (۵۰:۳۶)

☆ هوالذی خلق السموت والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش (۳۳:۰۴)

○ انسان (مرد٬ عورت) وہ ہے جو اس پر غالب و آشکار ہوتا ہے۔

○

باب چہارم

دعاوی و عقائد

ابوالحسنین یوسف علی کے دعاوی و عقائد و نظریات

○

ا۔ دعویٰ نبوت: یوسف علی کا مرد کامل ہونے کا دعویٰ اور یہ دعویٰ کہ مرد کامل درحقیقت محمدؐ کی شاندار شکل ہوتی ہے۔

"بانگ قلندری" کا حوالہ: ابوالحسنین یوسف علی "بانگ قلندری" از عبدالوحید میر ساجد (دیکھیں دستاویزات: بانگ قلندری متعلقہ صفحات) کے پیش لفظ میں لکھتا ہے: "حضرت عبدالوحید عشق ہی عشق ہیں' کائنات کے جتنے ٹائٹل انسانوں نے استعمال کئے ہیں وہ ان کی ذات کی تحدید کریں گے توضیح نہیں۔ الحمدللہ یہ مرد قلندر ہمارے خاص الخاص دوست ہیں اور ایسے دوست ہیں جن پر کائناتیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ ہمارے سامنے ان کی لازوال محبت اور عشق کی شدت نے ایک اعلیٰ افسر اور ماڈرن تعلیم یافتہ نوجوان کو انسان کاملؐ کا پرتو "انسان"' فرد وحید' مرد کامل' صاحب وقت اور "محبوب" بنا دیا ہوا ہے۔ "انسان" ہونا سب سے اعلیٰ مقام ہے حضرت وحید ایک "انسان" ہیں ذات بھی ہیں اور ذات ساز بھی اور ان سب عطاؤں کے باوجود زیر نقاب بھی' اور اپنا سب کچھ اپنے محبوب کو عطا کرکے محبوب کے ذریعے کار نبوت و رسالت جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان کے محبوب ان کو دیکھ کر فرماتے ہیں:

آؤ قربت کے چند لمحوں کو عشق میں امر ہم بھی کر جائیں
کلمہ وحدت میں پیش کرتا ہوں آپ مجھ پر درود پڑھ جائیں

بانگ قلندری کا انتساب یوں لکھا ہوا ہے :
"انسان کاملؑ کے پرتو "انسان" محبوب الوحید ' مرد کامل ' امام وقت کے نام"

بانگ قلندری کے اس اقتباس اور انتساب میں کوئی بات وضاحت طلب نہیں ہے سوائے اس کے کہ عبدالوحید میر ساجد مصنف کتاب بانگ قلندری ' ابوالحسنین یوسف علی کا مرشد (گورو) ہے اعلیٰ افسر اور تعلیم یافتہ نوجوان ابوالحسنین یوسف علی اپنے بارے میں لکھ رہا ہے اور انسان جب یوں "انسان" لکھا جاتا ہے تو اس سے مراد انسان کامل ہے۔

یوسف علی کی اس تحریر میں ایک اہم اور دلچسپ نکتہ یہ بھی ہے کہ یوسف علی اپنے گورو عبدالوحید کے متعلق لکھتا ہے کہ حضرت وحید ذات بھی ہیں اور ذات ساز بھی یہاں ذات سے مراد اللہ کی ذات ہے ' جو اپنے محبوب کے ذریعے کار نبوت و رسالت جاری رکھے ہوئے ہیں ' محبوب ' یوسف علی ہے۔ اسی نسبت سے یوسف علی کا لقب "محبوب الوحید ہے" یوسف علی کی اس تحریر سے جہاں یہ ثابت ہے کہ وہ خود کو انسان کامل کا پرتو ' مرد کامل اور امام وقت قرار دیتا ہے وہاں اپنے گورو کو خدا اور خدا ساز قرار دیتا ہے اور یوسف علی کے اس خدا نے اپنے محبوب (المحبوب الوحید یوسف علی) کے ذریعے کار نبوت و رسالت جاری رکھا ہوا ہے۔

"مرد کامل کا وصیت نامہ" کا حوالہ : ابوالحسنین یوسف علی اپنی کتاب "مرد کامل کا وصیت نامہ" کے شروع میں مرد کامل کے بارے میں لکھتا ہے : "یہی انسانیت کی معراج ہے اسی مقام پر انسان کو خالق کائنات اللہ سبحانہ و تعالیٰ ' محبوب حقیقی ' مقصود مطلق ' معبود و مطلوب کے حقیقی طور پر موجود و مشہود ہونے کا حق الیقین نصیب ہوتا ہے اور عطا ہو تو یہیں سے تماشائے ذات نصیب ہوتا ہے۔ اس کا ذریعہ مرد کامل ہوتے ہیں مرد کامل جو آپ کو ساری دنیا سے محبوب ہو جائے۔ مرد کامل جس سے آپ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خاطر اتنی محبت کریں کہ خود اس کے محبوب بن جائیں۔ مرد کامل جو آپ کو بے آرزو کر دے۔ مرد کامل جو آپ میں صرف ایک آرزو یعنی محبوب حقیقی کی آرزو پیدا کر دے۔ مرد کامل جو آپ کی رگ رگ میں سما جائے ' نس نس میں رچ بس جائے۔ ماورائے کائنات وجہ

تخلیق کائنات اور کائنات کا راز انسان کامل ﷺ ہیں۔ یہ معرفت کتابوں سے ممکن نہیں ہے۔ قرآن کے ترجمے اور تفاسیر سے بھی اسے حاصل کرنا آسان نہیں۔ یہ تو زندہ قرآن' نور قرآن' سراپا قرآن۔ یعنی مرد کامل سے حاصل ہوتی ہے۔ مرد کامل انسان کامل ﷺ کا مظہر ہوتا ہے۔ مرد کامل کے ذریعے اپنے آپ کو انسان کامل ﷺ کے قدموں میں ڈال دیں۔ کائنات آپ کے قدموں میں آجائے گی۔ ہر دور میں مرد کامل بہترین انسان اور اعلیٰ ترین ہستی ہوتے ہیں اور ان سے وابستہ ہونا انسانیت کی انتہائی خوش نصیبی ہے۔"

"مرد کامل کا وصیت نامہ" ابوالحسنین یوسف علی کی محض کتاب اور تحریر ہی نہیں ہے بلکہ یہ اس کا "برین واشنگ" کا سب سے کارگر ہتھیار ہے جس سے وہ سادہ لوح مسلمانوں کا شکار کرتا ہے اور اپنے آئندہ ظاہر کرنے والے عقائد و نظریات کے لئے زمین ہموار کرتا ہے۔ ساری تحریر ہی اس حقیقت کی غماز ہے مثال کے طور پر صرف آخری فقرہ "ہر دور میں مرد کامل بہترین انسان اور اعلیٰ ترین ہستی ہوتے ہیں" پر اگر تھوڑا سا غور کریں تو فوراً اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ بہترین انسان اللہ کے رسول اور اعلیٰ ترین ہستی' اللہ کی ہستی ہے۔ یوسف علی نے بتدریج مرد کامل کے بعد اللہ کا رسول اور اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جس کے لئے اس نے ابتداء ہی سے اپنے دام تلبیس و تزویر میں گرفتار لوگوں کو رام کرنا شروع کر دیا ہے۔

"مرد کامل کا وصیت نامہ" کے دو مزید حوالے: مندرجہ بالا اقتباس "مرد کامل کا وصیت نامہ" کے صفحہ اول کا اقتباس ہے ساری کتاب ایسی ہی تحریروں اور ایسے ہی خیالات سے بھری ہوئی ہے۔ ایک ہی بات بار بار خوبصورت الفاظ میں لپیٹ کر کی گئی ہے تاکہ پوری "برین واشنگ" ہو جائے اور یوسف علی کے اسیر لوگ اس کی ہر بات کے آگے بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر دیں۔ ابوالحسنین یوسف علی کی کتاب مرد کامل کا وصیت نامہ کے صفحہ ۷ اور صفحہ ۳۲ کے دو اقتباس ملاحظہ فرمائیں: "فخر آدم علیہ السلام جن ﷺ کی شعاعیں ہوں۔ توحید خلیل علیہ السلام جن کی ﷺ دعائیں ہوں شیث علیہ السلام کی معرفت جن ﷺ کی نگاہ ہو' اطاعت یونس علیہ السلام جن ﷺ کی ادا ہو' دبدبہ موسیٰ علیہ السلام جن ﷺ کی ولا ہو' قوت شمعون علیہ السلام جن ﷺ کی عطا ہو' نوح علیہ السلام کا عزم جن ﷺ کا تحفہ ہو'

ذوالکفل علیہ السلام کی زندگی جن ﷺ کا عطیہ ہو صبر ایوب علیہ السلام جن ﷺ کا اثر ہو' جہاد یوشع علیہ السلام جن ﷺ کا ثمر ہو' تسلیم اسماعیل علیہ السلام جن ﷺ کی وفا ہو' خوئے اسحاق علیہ السلام جن ﷺ کا صلہ ہو فصاحت صالح علیہ السلام میں جو فصیح ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام جن ﷺ کے وصی ہوں' جن ﷺ کا زہد یحیٰ علیہ السلام نبی ہوں' جن ﷺ کی وسعت ذوالقرنین علیہ السلام جن ﷺ کا نور نور ثقلین ہو۔"

"انسان کامل ﷺ کا نور بے رنگ ہے آفاق کی اس وسیع و عریض عمارت میں اور انفس کی گہرائیوں میں یہ نور موجود ہے اس نور کو سرخ شیشے سے دیکھا جائے گا تو سرخ ہے' سبز سے دیکھیں سبز' نیلے سے دیکھیں تو نیلا' غرض جس رنگ سے دیکھیں وہی رنگ نظر آئے گا۔ کتنے بھی رنگ نظر آئیں حقیقت میں نور ایک ہی ہے۔ انسان کامل ﷺ کا نور صدیق اکبرؓ میں صدیقیتؓ' فاروق اعظمؓ میں فاروقیتؓ' عثمان غنیؓ میں عثمانیتؓ' حیدر کرارؓ میں ولایت' سیدہ فاطمہؓ میں فاطمیتؓ' شہزادہ کونینؓ سیدنا حسنؓ میں حسنیتؓ' شہزادہ کونین سیدنا حسینؓ میں حسینیتؓ------ سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث اعظمؒ میں غوثیت اور آج کے مرد کامل میں کاملیت بن کر چمک رہا ہے سب کا منبع نور مصطفیٰ ﷺ ہے یہ سب انسان کامل ﷺ کا پرتو ہیں۔"

یہ دونوں اقتباس بظاہر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ' صحابہؓ کرام اور حضرت غوث الاعظمؒ کی شان اقدس میں ہیں لیکن یوسف علی کی نیت میں یہاں بھی فتور ہے یہاں بھی دراصل وہ اپنے آئندہ کرنے والے اس دعویٰ کے لئے زمین ہموار کرتا ہے کہ آدمؑ' نوحؑ' موسیٰؑ' عیسیٰؑ دراصل لباسوں کے نام ہیں حقیقت میں ان میں سے ہر ایک محمدؐ ہے۔ محمدؐ کی پہلی شکل آدمؑ تھے اور موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے۔ اور مرد کامل کے نام مختلف ہوسکتے ہیں مگر درحقیقت وہ محمدؐ کی شاندار شکل ہوتی ہے۔

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری (دیکھیں باب سوم و دستاویزات : ڈائری) میں رسول / مرد کامل ﷺ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے : "رسول اللہؐ یا نبیؐ یا مرد کاملؐ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے مکمل مظہر ہیں وہ وراء الوراء اللہ اور محمدؐ کا جسمانی طور پر مکمل مجسم ہیں۔ تمام جسمانی وجود ان کی وجہ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ ہمیشہ دنیا میں موجود ہوتے ہیں ان کا ظاہری نام مختلف

ہو سکتا ہے لیکن ان کا حقیقی نام ہمیشہ محمدؐ ہوتا ہے۔ آدمؑ، نوحؑ، موسیٰؑ، ابراہیمؑ، عیسیٰؑ لباسوں کے نام ہیں لیکن حقیقت میں ان میں سے ہر ایک محمدؐ ہیں۔ پھر محمدؐ بن عبداللہ آئے یہ پہلی بار تھا کہ حقیقی اور ظاہری نام ایک ہو گئے پھر ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ بارہ امامؑ ابن عربیؒ، عبدالقادرؒ، معین الدینؒ، فرید الدینؒ، مجدد الف ثانیؒ اور محمدؐ یوسف علی آئے۔ مرد کامل کے نام مختلف ہو سکتے ہیں مگر درحقیقت وہ محمدؐ کی شاندار شکل ہوتی ہے۔"

ڈائری کا ایک اور حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں اسی عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے : "محمدؐ ہمیشہ جسمانی طور پر موجود رہے ہیں اپنے جسمانی وجود کی ظاہری وفات کے بعد وہ واپس محمدؐ مصطفےٰ کے حقیقی جسم میں چلے گئے۔ اس طرح نور اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا اس کے فوراً بعد وراء الوراء محمدؐ+ محمدؐ کا جسمانی نور سب سے چیدہ شخص پر نازل ہوتا ہے جو اپنے وقت کا نبیؑ / رسولؑ / مرد کاملؑ ہوتا ہے یوں محمدؐ کی آئندہ شکل سابقہ شکل سے ظاہری اور حقیقی طور پر مماثل بلکہ شاندار ہوتی ہے اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں انؐ کی پہلی شکل آدمؑ تھے موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے۔"

اثبات دعویٰ نبوت : یوسف علی کی مندرجہ بالا تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یوسف علی کے نزدیک نبی / رسول / مرد کامل ہم معنی اور ہم مرتبہ ہیں۔ یوسف علی کا یہ لکھنا کہ مرد کامل کے نام مختلف ہو سکتے ہیں مگر درحقیقت وہ محمدؐ کی شاندار شکل ہوتی ہے اور یہ کہنا کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں ان کی پہلی شکل آدمؑ تھے اور موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے سے یہ ثابت ہے کہ یوسف علی کا مرد کامل کا دعویٰ درحقیقت دعویٰ نبوت ہے۔ یوسف علی کی ڈائری، کیسٹس اور عینی گواہوں کے بیانات' جو اس کتاب میں شامل ہیں' سے اس امر کی مزید تصدیق ہو جاتی ہے۔

۲۔ دعویٰ نبوت : یوسف علی کا امام وقت ہونے کا دعویٰ اور یہ دعویٰ کہ جب اللہ اور محمدؐ کسی فرد پر نزول کرتے ہیں وہ رسول یا امام وقت ہو جاتا ہے۔

کالم "تعمیر ملت" کا حوالہ : ابوالحسنین یوسف علی مرد کامل ہونے کے ساتھ ساتھ امام وقت ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ لیکن امام وقت ہونے کا واشگاف الفاظ میں اعلان وہ روزنامہ "پاکستان" لاہور مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۶ء میں تحریر کردہ اپنے کالم "تعمیر ملت" میں کرتا ہے جو اس نے ابوالحسنین کے نام سے تحریر کیا ہے کالم کا عنوان بھی "امام وقت" ہے۔ (دیکھیں دستاویزات : کالم تعمیر ملت) پورا کالم درج ذیل ہے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ امام وقت سے ابوالحسنین یوسف علی کی کیا مراد ہے :

امام وقت

لایا ہے مرا شوق مجھے پردے سے باہر
میں ورنہ وہی خلوتی راز نہاں ہوں
نہ پوچھو کچھ ہمارے ہجر و وصال کی باتیں
چلے تھے ڈھونڈنے جس کو سو وہ ہی آپ ہو بیٹھے

حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ رسولؐ الناس ہیں' رسول کریمؐ ہیں' آپ کی پاک ترین مبارک زندگی کا ہر لمحہ قرآن ہے' راہنما ہے کل بھی آج بھی اور آئندہ بھی۔ سنت مبارکہ کا نہایت پیار اور حسن کل کا شاہکار انداز ہے کہ دوسروں کو اپنے آپ سے مرعوب کرنے کی بجائے رحمت و ہدایت کا وسیلہ بن کر ہمرکاب کیا جائے' مصاحب بنایا جائے۔ امام وقت بھی اسی انداز کے شاہکار ہیں' انسان کامل' کا پرتو ہیں "المحبوب الوحید" ہیں۔ ہم میں سے ہیں' ہمارے لئے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ رب العالمین کا احسان ہیں' کبریائی کا اظہار ہیں' مصطفائیؐ کا شاہکار ہیں۔ ان کی بشریت بھی نشہ ظہور کی ترنگ ہے۔ ان کی دعوت الی اللہ کے بنیادی نکات میں سے ایک نکتہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور انسان کے درمیان کوئی بھی نہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں' تو پھر ہوگا کون؟

ہم نے یونہی. رہبر کو حق کا وسیلہ سمجھا
حق خود رہبر تھا ہمیں معلوم نہ تھا

پیارے انسانو! زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے امانت ہے' کوئی لمحہ بھی غافل نہ کریں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہم تمام انسانوں تا قیامت انسانوں کی ہدایت و رہبری کے لئے فقط ایک ہستی مبارک کو وسیلہ بنایا ہوا ہے ہم تمام انسانوں کے ہادی و رہبر اور رسول کریمؐ صرف اور صرف حضور سیدنا محمدؐ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ

علیہ الصلوۃ والسلام کے علاوہ کوئی رہبر نہیں ہے آپؐ امام اولین و آخرین ہیں مرشد کامل کی حقیقت اور راز سمجھیں کوئی بھی شخص اپنے بشری حوالے سے کسی کا مرشد نہیں ہو سکتا۔ مرشد کامل حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے راز بھی ہیں اور نمائندے بھی۔ امام وقت آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا خاص الخاص راز ہیں اور کائنات میں اعلیٰ ترین نمائندہ ہیں۔ امام وقت پوری انسانیت کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنی اپنی بیعت درست کرلیں! مثلاً کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ اس نے حضرت ابوالحسنین سے بیعت کی ہوئی ہے بلکہ یوں یقین کرے کہ اس نے حضرت ابوالحسنین کے ذریعے حضور سیدنا محمدؐ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے۔ آپؐ ہی کا دست مبارک یداللہ ہے۔ یہ انداز ہوگا تو محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت خاص بھی نصیب ہوگی' پیار بھی ہوگا' پیار کا اظہار بھی ہوگا' خالص دودھ پینے والے دودھ کا خیال کرتے ہیں' صرف برتن کا راگ نہیں الاپتے' مرشد کامل کی بشریت تو صرف برتن ہے' جسے استعمال کرنے والے ذات حق سبحانہ و تعالیٰ ہیں۔ انسانیت کی تقسیم و تفریق کی وجہ یہ ہے کہ لوگ حقیقت کی بجائے لباس سے وابستہ ہوگئے اور یوں شرک میں مبتلا ہو کر صرف لباس کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں اور لباس ضروری ہے' لیکن حقیقت کے لئے!

پیارے انسانو! مرد کامل تو "حقیقت منتظر لباس مجاز" میں ہوتے ہیں' ہر کوئی مرشد کامل نہیں ہو سکتا جو جتنا "قرآن" ہے اتنا ہی مرشد کامل ہے۔ کیا مرشد کامل حقیقت قرآن سے دور ہو سکتے ہیں؟ جنہیں قرآن کی ترتیل نصیب ہوگی انہیں یہ پہچان عطا ہوگی۔"

کالم "تعمیر ملت" کا ایک اور حوالہ : ابوالحسنین یوسف علی نے روزنامہ "پاکستان" لاہور میں اپنے کالم "تعمیر ملت" کے تحت "امام وقت" کے عنوان سے وقفہ وقفہ کے بعد متعدد بار کالم لکھا ہے' ایک اور کالم جو یوسف علی نے ابوالحسنین کے نام سے روزنامہ پاکستان لاہور کی یکم نومبر ۱۹۹۶ء اور ۱۲ فروری ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں : "امام وقت کوئی نیا عہدہ نہیں ہے' پہلے انسان پہلے پیغمبر سیدنا آدم علیہ السلام سے امام وقت کا آغاز ہوا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا راز نہاں امام وقت' تمام رسول امام وقت کا نزول (۲:۳۴) سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یہ امامت عطا کی گئی' ظلمت میں گرفتار ہونے والے کے

علاوہ ذریت سے وعدہ کیا گیا (۲:۱۲۴) پوری کائنات اور اس کی ہر شے امام وقت میں محفوظ' امام وقت کا حصہ اس مقام پر امام وقت کو امام مبین کہا گیا (۳۶:۱۲) یوم قیامت انسانوں کو اپنے اپنے امام کے ساتھ ملوایا جائے گا (۱۷:۷۱) ہمیں اپنی خلوت خاص میں دعا کا سلیقہ سکھایا گیا کہ ہم متقین کے امام بننے کی دعا کریں (۲۵:۷۴) امام درحقیقت اس یکتا خوش نصیب ترین لباس کا ٹائٹل ہے' جسے ذات حق سبحانہ' و تعالیٰ کبریائی کا اظہار اور مصطفائی کا شاہکار بنا کر اپنا محبوب بنالیں ہمیشہ کی طرح آج بھی امام وقت "المحبوب الوحید" یعنی یکتا محبوب یکتا کے محبوب ہیں۔

یہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کی شان ربوبیت' رحمتہ عامہ اور رحمت خاصہ کا نزول ہے کہ آپ کو امام وقت کا احساس دلایا جارہا ہے' تعارف کرایا جارہا ہے ورنہ ہم مسکین لوگ درحقیقت "کچھ بھی نہیں ہوتے" ہم فقیروں کو جب اپنے محبوب حقیقی کا حکم ہوتا ہے تو ان کے پہلو سے اٹھ کر اپنی ڈیوٹی دینے آجاتے ہیں تو ہمارے لئے بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ اپنے محبوب سے کون بہ ظاہر بھی دور ہونا چاہتا ہے۔ ڈیوٹی دینے کا انعام وہی پہلوئے محبوب ہوتا ہے' جہاں ہم پہلے ہی سے پہنچ چکے ہوتے ہیں۔ اسی ڈیوٹی کے تحت پیارے انسانو! آپ کو آگاہ کر رہے ہیں کہ جو مرضی کرلیں' جتنی تحریکیں مرضی چلالیں' جتنی جماعتیں مرضی بنالیں' کچھ بھی نہیں ہوگا جب تک امام وقت کی ظاہری سربراہی عطا نہیں ہوگی' ملت اسلامیہ کا احیاء نہیں ہوگا۔"

کالم "تعمیر ملت" آلہ "برین واشنگ": "مرد کامل کا وصیت نامہ" کے بعد روزنامہ "پاکستان" لاہور میں ابوالحسنین یوسف علی کا کالم "تعمیر ملت" لوگوں کی "برین واشنگ" کے لئے یوسف علی کا دوسرا بڑا ہتھیار تھا۔ یہ کالم نہ صرف پورے ملک میں ابوالحسنین کی پیغام رسانی کا ذریعہ تھے بلکہ اس کے لئے ایک ایسی نرسری اور بنیاد فراہم کرتے تھے جس کے ذریعے ہر روز نیا شکار خود بخود اس کی کمین گاہ میں پہنچ جاتا تھا' یوسف علی یہ کام ساڑھے پانچ سال تک اس عیاری سے کرتا رہا کہ نہ اخبار والوں کو اس کا علم ہونے دیا اور نہ پڑھنے والوں کو اس کا احساس ہونے دیا۔ کالم تعمیر ملت یوسف علی کا ایک نفسیاتی حربہ تھا جس سے وہ سادہ لوح لوگوں کے جذبات سے کھیلتا ان کی برین واشنگ کرتا اور اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو اس کے کئی ثبوت مل جائیں گے۔

عینی گواہ کی ٹھوس شہادت : اس سلسلے میں جناب محمد اکرم رانا (کراچی) کے بیان کا اقتباس درج ذیل ہے (مکمل بیان دیکھیں دستاویزات : چشم دید گواہوں کے بیانات) "تا آنکہ میں نے اخبار "پاکستان" کا مطالعہ اکتوبر ۱۹۹۳ء سے شروع کیا یوسف علی کا ایک مضمون "تعمیر ملت" پڑھ کر بہت متاثر ہوا جس کے بعد یہ ہر روز کا معمول بن گیا۔ شوق عمل میں اخبار والوں سے مضمون نگار (ابوالحسنین یوسف علی) کا پتہ معلوم کرکے ان کے گھر پہنچا اور ان کی محافل میں جانا شروع کر دیا۔ ان محافل میں زیادہ تر دینی گفتگو ہی ہوتی تھی مگر کبھی کبھار چونکا دینے والی باتیں بھی ہوتی جو شعور کو جھنجھوڑتی اور دل ان کو ماننے سے انکار کرتا۔ مثال کے طور پر ان کے آرٹیکل تعمیر ملت میں امام وقت کی توجیہات پیش کی جاتیں اخبار میں پڑھ کر تو اس بات کا احساس نہ ملتا کہ یہ مرد کامل اور امام وقت کون ہے لیکن ان کی تقاریر سے یہ احساس ملنے لگا کہ یہ اشارے خود اپنی طرف ہی کرتے ہیں۔ پہلے پہل تو مبہم انداز پھر کھل کر بھی ذکر ہونے لگا کہ اب احیائے اسلام ہونے والا ہے پہلے تو اس کا مرکز ترکی تھا اب پاکستان ہوگا اور امام وقت اس کی سربراہی کریں گے۔ اور پھر اپنے آپ کو امام وقت کہنا شروع کر دیا جس سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ اخبار ذریعہ ہے لوگ اکٹھا کرنے کا جس میں انداز مبہم ہے اور جب لوگ قریب آنے لگے تو برملا اپنا پیغام دینے لگے جس سے یہ مقصد واضح ہوگیا۔"

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری (دیکھیں باب سوم و دستاویزات : ڈائری) میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ "جب وراء الوراء اللہ اور محمدؐ کسی فرد پر نزول کرتے ہیں وہ رسولؐ یا امام وقت ہوجاتا ہے یہ راز ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے اے رسول اعلان کر دیجئے جو آپ پر نازل ہوا ہے آپ کے رب کی طرف سے۔" یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (۰۵:۶۷)

اثبات دعویٰ نبوت : ابوالحسنین یوسف علی کی مندرجہ بالا تحریروں سے یہ بات واضح ہے کہ یوسف علی پہلے تو امام وقت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ اور محمدؐ جب کسی فرد پر نزول کرتے ہیں تو وہ رسول یا امام وقت بن جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ یوسف علی کا امام وقت ہونے کا دعویٰ درحقیقت رسول

ہونے کا دعویٰ ہے' جس طرح عقیدۂ ختم نبوت کے بعد دعویٰ نبوت صریحاً" کفر و ارتداد ہے اسی طرح یہ عقیدہ کہ اللہ یا محمدؐ کسی فرد پر نزول کرتے ہیں' بھی صریحاً" کفر ہے کیونکہ نزول' حلول کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے' جو صریحاً" کفر ہے۔

۳۔ ظلی نبی : یوسف علی کا انسان کاملؐ کا پرتو ہونے کا دعویٰ اور یہ دعویٰ کہ وہ انسان کاملؐ کا عکس ہے۔

کالم "تعمیر ملت" کا حوالہ : ابوالحسنین یوسف علی اپنی تحریروں میں ہر جگہ مرد کامل' امام وقت ہونے کے ساتھ ساتھ انسان کاملؐ کا پرتو' اور انسان کامل کا پرتو "انسان"' ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے انسان کاملؐ کا پرتو ہونے سے ابوالحسنین یوسف علی کی کیا مراد ہے اس کی وضاحت وہ روزنامہ "پاکستان" لاہور مورخہ ۸ جنوری ۱۹۹۷ء میں اپنے کالم "تعمیر ملت" میں یوں کرتا ہے : "بنیادی حقیقت اور حقیقت الحقائق ایک ہی حقیقت ہے کہ ذات سبحانہ و تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہے۔ انسان کاملؐ ذات حق کا خاص الخاص راز ہے انسان کاملؐ کے صدقے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو اپنا راز داں بھی بنالیا ہے اور اس سے راز بھی چھپا لیا ہے انسان کاملؐ کا کردار وہی صاحب نصیب جان سکتا ہے' جو انسان کامل کا پرتو بن جائے۔ رحمتہ للعالمینؐ انسان کاملؐ کی شان ہے یہ وہ حقائق ہیں جو قائم و دائم ہیں۔"

یوسف علی یہاں تو مبہم طریق سے لکھتا ہے کہ انسان کاملؐ ذات حق کا خاص الخاص راز ہے اور انسان کاملؐ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا راز داں بنا بھی لیا ہے اور اس سے راز چھپا بھی لیا ہے لیکن یوسف علی اپنی ڈائری (دیکھیں باب سوم و دستاویزات : ڈائری) میں کھل کر لکھتا ہے کہ اللہ' محمدؐ اور انفس کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ' انسان کاملؐ اور انسان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ باالفاظ دیگر انسان کاملؐ اور انسان کامل کے پرتو "انسان" میں کوئی فرق نہیں ہے۔

کالم "تعمیر ملت" کا ایک اور حوالہ ابوالحسنین یوسف علی ۱۷ جنوری ۱۹۹۷ء کے کالم "تعمیر ملت" میں مزید لکھتا ہے : "ذات حق سبحان و تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہیں۔ یہی بنیادی حقیقت ہے۔ ذات پاک مصطفیٰ ﷺ ذات حق کا خاص الخاص راز ہیں۔ "سرالاسرار" یعنی رازوں کا راز ہیں۔ ذات پاک مصطفیٰ ﷺ

ہی انسان کامل ہیں۔ انسان کاملؐ ہر شے کے جامع ہیں۔ انسان کامل ہی ہر شے کا کل ہیں۔ انسان کامل ہی نفس واحدہ ہیں۔ انسان کاملؐ ہی ہمارے "نفس" کی وحدت ہیں اور انسان وحدت انسان کامل کی کثرت ہے۔ باقی کائنات ہماری "کثرت" کے لئے ہے' بشرطیکہ ہم کثرت میں ہونے کے باوجود وحدت شناس اور واحد کے وفادار ہوں۔ وحدت و کثرت کی شاندار مثال بحر بیکراں اور بحر بیکراں کی لہریں ہیں۔ قرب سے قلب کی قوت قوی ہوتی ہے اور کثرت "کن" ہے۔ ہمارے ہر ذکر فکر اور عمل کی نیت' آغاز' طریقہ اور رویہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہو تو یہی ہمارے لئے "کن" کی قوت ہے۔ "کن فیکونی" امر والے محبوب حقیقی قادر مطلق کو جو بھی محبوب بنائے گا اسے کن فیکونی اثر عطاء ہو جائے گا۔ اسی صاحب نصیب کے ذریعے گرد و پیش کے تن مردہ کو زندگی عطا ہوتی ہے' اسی صاحب نصیب کے صدقے مخلوق کو رزق ملتا ہے' ذاتی حیثیت میں انسان کاملؐ صرف آپ علیہ الصلوۃ والسلام ہیں لیکن ہر انسان میں وہ جوہر موجود ہے کہ جس کا احساس اور یقین ہو جائے تو انسان "انسان کاملؐ" کا پرتو بن جائے وہی انسان کاملؐ کو پہچان سکتا ہے۔"

انسان کاملؐ کا پرتو یا ظلی نبی : ان کالموں میں بھی ابوالحسنین ذات پاک مصطفیٰ ﷺ کو جب ذات حق کا خاص الخاص راز اور سر الاسرار رازوں کا راز قرار دیتا ہے تو اپنے اس بنیادی عقیدہ کہ محمدؐ ہی خدا ہیں یا خدا نے محمدؐ میں نزول (حلول) کیا ہوا ہے کے لئے زمین ہموار کرتا ہے۔ انسان کاملؐ کو ہر شے کا کل قرار دینا اور یہ کہنا کہ انسان کاملؐ کا پرتو ہی انسان کاملؐ کو پہچان سکتا ہے یہ باور کرانا ہے کہ اس راز کا صرف وہی (ابوالحسنین) راز داں ہے۔ انسان کامل کا پرتو ہونے سے مراد انسان کاملؐ کا عکس ہے ابوالحسنین ان کالموں میں بعض جگہوں پر مرد کامل کو انسان کاملؐ کا عکس بھی قرار دیتا ہے اور یہ بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی خود کو نبی قرار دینے سے پہلے ظلی نبی قرار دیتا تھا۔

۴۔ دعویٰ نبوت : یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں انؐ کی پہلی شکل آدمؑ تھے موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے۔

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری (دیکھیں باب سوم و دستاویزات :

ڈائری) میں رسول / مرد کامل ﷺ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے "رسول اللہ یا نبی یا مرد کامل اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے مکمل مظہر ہیں۔ وہ ؑ وراء الوراء اللہ اور محمدؐ کا جسمانی طور پر مکمل مجسم ہیں۔ تمام جسمانی وجود ان کی وجہ سے پیدا کئے گئے وہ ہمیشہ دنیا میں موجود ہوتے ہیں ان کا ظاہری نام مختلف ہو سکتا ہے لیکن ان کا حقیقی نام ہمیشہ محمدؐ ہوتا ہے۔ آدمؑ' نوحؑ' موسیٰؑ' عیسیٰؑ لباسوں (Dresses) کے نام ہیں لیکن حقیقت میں ان میں سے ہر ایک محمدؐ ہیں۔ پھر محمدؐ بن عبداللہ آئے۔ یہ پہلی بار تھا کہ حقیقی اور ظاہری نام ایک ہوگئے۔ پھر ابوبکرؓ' عمرؓ' عثمانؓ' علیؓ' بارہ امامؒ' ابن عربیؒ' عبدالقادرؒ' معین الدینؒ' فرید الدینؒ' مجدد الف ثانیؒ..... اور محمدؐ یوسف علی آئے۔ مرد کاملؑ کے نام مختلف ہو سکتے ہیں مگر درحقیقت وہ محمدؐ کی شاندار شکل ہوتی ہے۔"

ڈائری کا ایک اور حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں رسول / مرد کامل ﷺ کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے "ایک لاکھ چوبیس ہزار رسولؑ اور نبیؑ ہیں لیکن صرف تینتیس (۳۳) کے ناموں کا علم ہے۔ یہی وجہ ہے دنیا میں ہمیشہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اولیاء ہوتے ہیں لیکن ان میں سے صرف تینتیس (۳۳) مرشد کاملؒ ہوتے ہیں جن کا علم ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک کسی رسول کے نمونہ پر ہوتا ہے اور ان میں سے جو ہر طرح سے محمدؐ رسول اللہ کے نمونہ پر ہوتا ہے وہ اپنے وقت کا مرد کاملؑ ہوتا ہے۔ اس کا نام مختلف ہو سکتا ہے لیکن حقیقی اور ظاہری طور پر وہ محمدؐ کی انتہائی شاندار صورت ہوتی ہے۔

ڈائری کا ایک اور حوالہ : اس تمہید اور فلسفہ کے بعد یوسف علی اپنے اصل دعویٰ کی طرف آتا ہے' چنانچہ اپنی ڈائری میں رسول / مرد کاملؑ ﷺ کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے "محمدؐ ہمیشہ جسمانی طور پر موجود رہے ہیں۔ اپنے جسمانی وجود کی ظاہری وفات کے بعد وہ واپس محمدؐ مصطفیٰ کے حقیقی جسم میں چلے گئے اس طرح نور اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے فوراً بعد وراء الوراء محمدؐ جسمانی محمدؐ کا نور منتخب چیدہ شخص پر نازل ہوتا ہے جو اپنے وقت کا نبیؑ / رسولؑ / مرد کاملؑ ہوتا ہے یوں محمدؐ کی آئندہ شکل سابقہ شکل سے ظاہری اور حقیقی طور پر مماثل بلکہ شاندار ہوتی ہے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں انؐ کی پہلی شکل آدمؑ تھے موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہیں۔"

کالم ''تعمیر ملت'' کا حوالہ : ابو الحسنین یوسف علی روزنامہ ''پاکستان'' لاہور ۲ مئی ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں اپنے کالم تعمیر ملت میں ''محبوبؐ'' کے عنوان سے لکھتا ہے ''الحمدللہ ہماری تربیت بلاواسطہ آپؐ علیہ الصلوۃ والسلام سے ہوئی ہے۔ یہ سلسلہ بچپن ہی سے شروع ہوگیا تھا اور پھر مشاہدات اور خوابوں میں ملنے والے ہمیں حقیقت میں آملے۔ ہمیں یہ معرفت نصیب ہوئی کہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزول برنگ رسولؐ کو مرشد کامل، مرد کامل کہتے ہیں اور یہ ہر دور میں ایک ہی ہوتے ہیں۔ میرے حضرتؐ آپؐ کیا ہیں۔ ہم کیا جانیں ہم تو آپؐ میں گم ہیں۔''

چشم دید گواہ کا بیان حلفی : جناب محمد ارشد علی ولد شوکت علی (کراچی) کا مکمل بیان حلفی اس کتاب میں شامل ہے (دیکھیں دستاویزات : چشم دید گواہوں کے بیانات)، اس بیان کے متعلقہ حصہ کا اقتباس درج ذیل ہے۔ ''میرے اس جواب کے فوراً بعد اس نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے سامنے نائب مصطفیٰ محمدؐ اور امام وقت بیٹھے ہیں۔ یہ سنتے ہی میں سناٹے میں آگیا اور میرا دماغ ماؤف ہوگیا۔ پھر یوسف علی نے کہا کہ دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جتنے نبی اور اولیائے کرام آئے ہیں وہ حضرت محمدؐ ہی کی مختلف شکلیں تھیں۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد میں نے یوسف علی سے کہا کیا ثبوت آپ کے پاس ہے کہ آپ رسول ہیں۔ اس بات پر یوسف علی نے کہا کہ رسولؐ کو ماننے کے لئے عقل اور دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی صرف دل کی ضرورت ہے اور آج سے چودہ سو سال پہلے بھی ایسا ہی ہوا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے انبیاء اور ولی اللہ آئے ہیں وہ سب حضرت محمدؐ ہی ہیں۔''

ایک اور چشم دید گواہ کا بیان حلفی : جناب بریگیڈیر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر محمد اسلم ملک (کراچی) کا مکمل بیان حلفی بھی اس کتاب میں شامل ہے (دیکھیں دستاویزات : چشم دید گواہوں کے بیانات) یہاں ان کے بیان کا متعلقہ حصہ تحریر ہے۔ ''اگلی نماز جمعہ یوسف علی نے میرے رہائشی علاقہ والی مسجد میں ادا کی۔ جمعہ کے بعد یوسف علی میرے گھر آیا اس کے ساتھ جو ساتھی جمعہ ادا کر رہے تھے وہ بھی آئے ان کو میری معلومات کے بغیر ہار لانے کے لئے کہہ چکا تھا جب وہ لے کر آگئے کہا کہ آپ کو ہم بتاتے ہیں۔ صوفہ پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور کہا ''انا محمدؐ'' (یعنی میں ہی محمدؐ

ہوں) میں ابھی سن کر سنبھل نہ پایا تھا آٹھ دس اس کے ساتھی مجھے ہار ڈال کر گلے ملنا شروع ہوگئے (کموڈور یوسف صدیقی بھی ان میں شامل تھے۔) میں خاموش ہوگیا بعد میں سوچا تو ساتھ رہ کر شواہد اکٹھے کرنے کا ارادہ کیا۔ اندر سے میں تبدیل ہوگیا تھا مگر ظاہر میں یوسف علی کے ساتھ رہا۔ اکثر اپنی خاص خاص محفلوں میں کہتا تھا یہ مصطفوی خاندان ہے یہ محفل روئے زمین پر بہترین لوگوں کی ہے۔ ایک محفل میں کموڈور یوسف صدیقی صاحب نے سوال کیا کہ حضرت (یوسف علی) آپ (یوسف علی) آدم علیہ السلام اور بعد میں دیگر انبیاء کے لباسوں میں آتے رہے ہیں پھر چودہ سو سال پہلے آئے پھر بعد میں مختلف اولیاء کے لباسوں میں آئے اور اب بھی آپ موجود ہیں سب سے زیادہ شان کب ہے۔ یوسف علی نے کہا چودہ سو سال پہلے شان تھی مگر جو اب شان ہے وہ کبھی نہ تھی اس وقت وہ ڈیوٹی پر تھے اب بیوٹی (Beauty) پر ہیں۔"

یوسف علی کے اس دعویٰ کے بعد کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں ان کی پہلی شکل آدمؑ تھے اور موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے اور اس دعویٰ کے ثبوت میں جناب بریگیڈئر ڈاکٹر محمد اسلم ملک اور جناب کموڈور یوسف صدیقی جیسے سینئر اور ثقہ گواہوں کی عینی شہادتوں کی موجودگی میں یہ بات بلا شک و شبہ اور بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ یوسف علی مدعی نبوت ہے اور نبوت کے جھوٹے دعویدار کی سزا کا مستوجب ہے۔

۵- دعویٰ الوہیت: یوسف علی کا بشر نہ ہونے کا دعویٰ

علی نامہ کا حوالہ: یوسف علی' علی نامہ (دستاویزات: علی نامہ) کے پیش لفظ میں لکھتا ہے "انبیاء ہوں یا سردار انبیاء ﷺ' مرشد کامل ہوںؒ یا ولی وقت' امام وقت حضرت محبوب الوحید بشر ہوتے نہیں بشر دکھائی دیتے ہیں اس طرح جو صاحب نصیب مرشد کامل کے ساتھ وابستہ ہو کر وارفتہ ہو جاتا ہے اور وارفتگی میں جو حسین باتیں اس کے ذریعے ادا ہوتی ہیں وہ بظاہر شاعری لگتی ہیں شاعری ہوتی نہیں ہیں۔ حضرت کا عطا ہو جانا خوش بختی کی معراج ہے جب تک حضرت نہیں ملتے علامہ اقبالؒ کی زبان میں یوں التجائیں کرنی پڑتی ہیں۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

اور جب مل جاتے ہیں تو اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

اقبال تیری دید کی عید ہو گئی
جب سے سنا کہ یار لباس بشر میں ہے

۶۔ دعویٰ الوہیت : رسولؐ' مرد کاملؐ' حقیقت الحقائق (ذات حق سبحانہ و تعالیٰ) کی کامل تجسیم ہے۔

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں رسولؐ / مرد کاملؐ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے "رسولؐ / مرد کاملؐ حقیقت الحقائق (ذات حق سبحانہ و تعالیٰ) کی کامل تجسیم ہے اور وہ سب سے زیادہ اعزاز کا حقدار ہے۔)

یوسف علی کے اس دعویٰ کے بعد کہ وہ مرد کاملؐ / رسولؐ ہے یہ دعویٰ کرنا کہ مرد کاملؐ / رسولؐ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کی کامل تجسیم ہے اور وہ سب سے زیادہ اعزاز کا حق دار ہے' یوسف علی کا بلا شک و شبہ دعویٰ الوہیت ہے۔

۷۔ دعویٰ الوہیت : یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ رب اس کے اندر آکر بول رہا ہے اور یوسف علی کے چیلوں کا یہ عقیدہ کہ یوسف علی ہی رب دو جہان ہے۔

ویڈیو کیسٹ کا حوالہ : یوسف علی اپنی ویڈیو کیسٹ میں محفوظ (دیکھیں دستاویزات : ۲۔ ویڈیو کیسٹ) تقریر کے دوران کہتا ہے "اذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفہ یہ آیات آقائے دو جہانؐ سنا رہے ہیں حضور سیدنا محمدؐ مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے آیئے آپ کو Observe کرائیں۔ آپ ہیں ملائکہ میں آتا ہوں کہتا ہوں بولئے اس منہ سے وہ بولے۔ اذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة آپ کے رب نے کہا ملائکہ سے۔ کس نے کہا جو سامنے بیٹھا ہے اس نے تو کہا۔ میں اس زمین پر خلیفہ بن کر جانے والا ہوں۔ میں بہ نفس نفیس اس دنیا میں خلیفہ بن کر جانے والا ہوں۔ اسی طریقے سے جب مشبہ شکل بنا کر ملائکہ کو دکھا کر ملائکہ سے کہا کہ میں بہ نفس نفیس زمین پر خلیفہ بن کر جانے والا ہوں۔"

ویڈیو کیسٹ کا دوسرا حوالہ : اپنی ویڈیو کیسٹ میں محفوظ تقریر میں یوسف علی

مرید کہتا ہے "اگلا جمعہ ۹ ربیع الاول ہے یہ کائنات کا خاص ترین دن ہے ہماری تحقیق کے مطابق ۱۲ ربیع الاول نہیں ۹ ربیع الاول ہے۔ سرکاری طور پر جو مرضی کریں ہمارے لئے تو ہر ہر لمحہ ہیں اور ۹ ربیع الاول اس لئے اہم ہے کہ پہلی مرتبہ ذات حق نے فیصلہ کیا زمین پر ہمیشہ کے لئے آنے کا یہ نقطہ آغاز کس کا ہے' ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کا اپنی توفیق کے مطابق ۹ ربیع الاول کو لڈو تقسیم کیجئے گا۔"

ویڈیو کیسٹ کا تیسرا حوالہ اپنی ویڈیو کیسٹ میں محفوظ تقریر میں یوسف علی مزید کہتا ہے "ہمیں مان لو' ہماری منزہ شان کو بھی مان لو اور ہماری مشبہ شان کو بھی مان لو' مشبہ شان میں آؤ خاندان کی مخالفت کرنی پڑے' بیوی کی مخالفت کرنی پڑے' بچوں کو چھوڑنا پڑے' بچوں کو قتل کرنا پڑے' بدر دہرانا پڑے' حنین دہرانا پڑے' کربلا دہرانا پڑے' ہماری مشبہ شان کی حمایت کرو۔ ہمارا ادب کرو تاکہ آپ کے اندر جو ہیں وہ ابھر سکیں ہمیں مشبہ طور پر ادب کرو تن من دھن قربان کردو چاہے ساری دنیا چھوڑنی پڑے اور کسی سچے عاشق کو دیکھ لیں لڑکا ایک لڑکی کی خاطر اور لڑکی ایک لڑکے کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیتی ہے' سب کچھ چھوڑ دیتی ہے کیا آپ ہماری خاطر سب نہیں چھوڑ سکتے۔ ہماری مشبہ شان کے لئے ادب کرو' حمایت کرو' سب کچھ قربان کرو اور منزہ شان کی حیثیت سے صبح و شام تسبیح کرو۔"

ویڈیو کیسٹ کا چوتھا حوالہ: یوسف علی اسی ویڈیو کیسٹ میں محفوظ اپنی تقریر میں اپنے متعلق مزید کہتا ہے "یہ وجود جو آپ کے سامنے کھڑا ہے اس میں تو رب بول رہا ہے' رب اس طرح نہیں بول رہا جیسے اس Amplifier میں سے آواز آرہی ہے۔ اندر آکر بول رہا ہے۔ اب یہ ہے اصل کتاب' اس کتاب کو پڑھ الکتاب کا نزول جب بشریت میں ہوتا ہے تو کتاب بن جاتا ہے یہ کتاب کیا ہوتی ہے ذات حق سبحانہ و تعالیٰ لباس بشر میں۔"

یہاں یوسف علی برملا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس (یوسف علی) کے وجود کے اندر رب بول رہا ہے یعنی خدا نے یوسف علی میں حلول کیا ہوا ہے۔ یہی دعویٰ یوسف علی کا گورو عبدالوحید میر ساجد کرتا ہے۔ جب وہ اپنی کتاب بانگ قلندری (تفصیل دیکھیں: باب دوم) میں کہتا ہے:

تم اپنی بزم سے اس رند کو نکال ہی دو
یہ رند پی کے خداؤں سی بات کہتا ہے

حلول کرتا ہے پروردگار ہستی میں
یہ کیسا شخص ہے اور کیسی بات کہتا ہے

"علی نامہ" کا حوالہ : "علی نامہ" یوسف علی کے چیلے سید مسعود رضا کی تصنیف ہے (تفصیل دیکھیں : باب اول) اس کی دو نظمیں (دیکھیں دستاویزات : علی نامہ) جسے اس نے "منقبت در مدح المحبوب الوحید امام وقت قطب عالم سید موجودات میرے حضرت" اور "سر جاناں" کے عنوان کے تحت تحریر کیا ہے کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں جس سے ثابت ہے کہ یوسف علی صرف الوہیت کا دعویدار ہی نہیں ہے اس کے چیلے واقعی اسے خدا مانتے ہیں :

منقبت در مدح المحبوب الوحید امام وقت

دل کی یہی صدا ہے
دلبر میرا خدا ہے
جتنا بھی اس کو سمجھا
وہ اس سے بھی بڑا ہے
دیکھے حسین لاکھوں
سب نقش کف پا ہیں
ہوں ازل سے تیرا عاشق
تو خدائے دوسرا ہے
تجھے بے حجاب دیکھا
تو وریٰ سے بھی وریٰ ہے
تو سراپا حق ہی حق ہے
ترا جلوہ حق نما ہے

سر جانان

سر موجودات، فخر دو جہاں یوسف علی
قطب عالم، کرسی عرش و مکاں یوسف علی
ہے زلیخا وجد میں، ماہ کنعاں بے ہوش ہیں
دیکھ کر جان جہاں، جان قراں یوسف علی
ہیں وریٰ، ثم الوریٰ، ظن بشر سے ماوریٰ

نقطہ ب کا بیاں' راز عیاں یوسف علی
حاصل مے خانہ مستی و ناز و خستگی
اک بشر کے روپ میں رب جہاں یوسف علی
حسن بھی ہیں عشق بھی ہیں ذات گر اور ذات بھی
جتنے ظاہر ہیں' ہیں اتنے ہی نہاں یوسف علی

عقیدہ اتحاد و حلول : یوسف علی' اس کا گورو عبدالوحید اور اس کا چیلہ مسعود رضا سب کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا نے یوسف علی اور اس کے گورو عبدالوحید میں حلول کیا ہوا ہے۔ اس عقیدہ پر مکمل تبصرہ و محاکمہ الگ کتاب کا متقاضی ہے یہاں صرف اتنا تحریر ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہوتا نہ کوئی چیز اس کے ساتھ متحد ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے اور نہ وہ کسی شے میں حلول کرتا ہے۔ نصاریٰ کے نزدیک خدا تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کر گیا تھا' اور ہندوؤں کے نزدیک خدا تعالیٰ انسان' حیوان' شجر اور حجر میں حلول کرتا ہے سامری کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ بچھڑے میں خدا حلول کر آیا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا یہ عقیدہ قطعا" نہیں ہے یہ صریحا" کفر ہے۔

۸۔ دعویٰ نبوت و الوہیت : یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ جب اللہ اور محمدؐ کسی فرد پر نزول کرتے ہیں وہ رسول یا امام وقت ہو جاتا ہے۔

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے کہ "جب وراء الوراء اللہ اور محمدؐ کسی فرد پر نزول کرتے ہیں وہ رسولؐ یا امام وقتؑ ہو جاتا ہے۔ یہ راز ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے اے رسول اعلان کر دیجئے جو آپ پر نازل ہوا ہے آپ کے رب کی طرف سے۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (۵:۶۷)

یوسف علی مزید لکھتا ہے کہ "اسلام کی بنیادی باتوں کو مان لینا کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ماننا ضروری ہے کہ حق / ھو / محب۔ محبوب / اللہ محمدؐ نے محمدؐ پر نزول کیا ہے۔

یوسف علی پھر لکھتا ہے کہ "وراء الوراء محمدؐ کا ذکر بہت سے خوبصورت ناموں سے کیا گیا ہے: الم وہ الکتابؐ ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ الم ذالک الکتاب لاریب فیہ (۲۔۱:۲)"

یہاں الکتاب سے مراد بالاتفاق قرآن مجید ہے' اور یہ معنی روز روشن کی طرح واضح ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن یوسف علی یہاں الکتابؐ کو وراء الوراء محمدؐ قرار دیتا ہے اور پھر پورے قرآن میں جہاں کسی نبی پر کتاب کے نازل ہونے کا ذکر آتا ہے وہاں وہ اسے اس نبی پر محمدؐ کا نزول قرار دیتا ہے۔ چنانچہ یوسف علی لکھتا ہے "مسٹر موسیٰ سیدنا موسیٰؑ ہوگئے جب محمدؐ ان پر نازل ہوئے اور جب ہم نے دی موسیٰؑ کو الکتابؐ واذا اتینا موسی الکتاب (۰۲:۵۳) دیگر انبیاء کی بھی یہی صورت ہے۔"

یوسف علی اسی پر بس نہیں کرتا وہ اپنی ڈائری میں محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے "محمدؐ کا نزول صرف انبیاء کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ ہر صالح فرد بلکہ زیادہ صحیح یہ ہوگا کہ کہیں بھی کسی پر بھی قطع نظر مذہب نسل اور رنگ وغیرہ کے ہوسکتا ہے۔"

اس امر کی صراحت پہلے ہی ہوچکی ہے کہ اللہ یا محمدؐ کے کسی فرد پر نزول و حلول کے عقیدہ کی اسلام میں قطعا" کوئی گنجائش نہیں ہے۔

کالم تعمیر ملت کا حوالہ: ابوالحسنین یوسف علی اپنے کالم "تعمیر ملت" میں لکھتا ہے آیئے ذات پاک مصطفیٰ کی شانیں بزبان قرآن جانیں!

۱۔ یکتا راز حق کا یکتا راز ☆ دلیل = بائے بسم اللہ الف لام میم

۲۔ انسان کاملؐ ☆ دلیل = بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳۔ الکتابؐ ☆ دلیل = (۲:۲)

یہاں بھی یوسف علی ذالک الکتاب لاریب فیہ (۲:۲) میں الکتاب کو قرآن مجید کے بجائے محمدؐ ﷺ قرار دیتا ہے۔

۹۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کی مثل ہے

ڈائری کا حوالہ: یوسف علی اپنی ڈائری میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے: "اللہ ہر جگہ موجود ہے اپنے نور کے پردوں میں اور اپنے ظلمات کے پردوں میں اس کے علاوہ اس کی مثل (Simile) بھی ہے۔ اللہ کی مثل اعلیٰ

(Superior) ہے' وللہ المثل لاعلی (۱۶:۶۰) اس کی مثل جیسی کوئی شے نہیں ہے۔ لیس کمثلہ شئی (۴۲:۱۱)

اس عقیدہ کی بھی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل اور برابر نہیں ہے وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں بے مثل اور بے مانند اور بے چون و چگون ہے ہم فقط اس قدر جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام صفات کمال کے ساتھ موصوف ہے اور جو کچھ ہمارے فہم و ادراک اور عقل و تصور میں آسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے منزہ اور بالا و برتر ہے۔

۱۰۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ محمدؐ ہر لحاظ سے عین اللہ کی مثل ہیں' اور یہ دعویٰ کہ اللہ محمدؐ ایک ہی ہیں۔

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں "محمدؐ علیہ الصلوۃ والسلام" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے: "محمدؐ ہر لحاظ سے عین اللہ کی مثل ہیں۔ اللہ کی طرح محمدؐ وری الوریٰ بھی ہیں قریب بھی ہیں۔ اللہ کی طرح محمدؐ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔"

اور ستم ظریفی یہ ہے کہ اپنے اس دعویٰ کی بنیاد بھی قرآن ہی کو بتاتا ہے مندرجہ بالا عبارت سے متصل ہی یوسف علی لکھتا ہے: "قران نے محب اور محبوب یا اللہ اور محمدؐ دونوں کے لئے ھو یا جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ وھو معکم این ما کنتم (۵۷:۰۴) ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (۵۰:۱۶) ھوالاول والاخر والظاہر والباطن (۵۷:۰۳)"

ڈائری کا ایک اور حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں رسول / مرد کامل ﷺ کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے "حق / ھو / اللہ / محمدؐ جب نازل ہوتا ہے رسولؐ / مرد کاملؐ قریب پرتو وراء الوراء حقیقتیں (اللہ / محمدؐ) خود کو محمدؐ کی شکل میں مجسم کرلیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ یا محمدؐ اور محمدؐ کے درمیان قطعاً" کوئی فرق نہیں ہے۔ رسولؐ کے تمام اعمال اور کارنامے اللہ کے اعمال اور کارنامے ہوتے ہیں۔ رسولؐ اور اللہ کا پھینکنا' پکارنا' دیکھنا یکساں ہے۔ پس جو اللہ اور رسولؐ کے درمیان کسی طرح کا فرق کرتے ہیں وہ کافر ہیں اور جو اللہ اور رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے ان کے لئے برکتیں ہیں۔"

کالم "تعمیر ملت" کا حوالہ : ابوالحسنین یوسف علی روزنامہ "پاکستان" لاہور کی

۲۵ فروری ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں اپنے کالم "تعمیر ملت" میں معرفت ذات پاک مصطفیٰؐ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے "بنیادی حقیقت ایک ہی حقیقت ہے کہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں۔ ذات پاک مصطفےٰ ﷺ ذات حق کا یکتا راز بھی ہیں اور ظہور کا آغاز بھی۔ آپؐ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کی مثل ہیں اور آپ کی مثل کوئی بھی نہیں (۴۲:۱۱) آپؐ شان کبریائی بھی ہیں شان دلربائی بھی ہیں۔ آپ کے علاوہ جو کچھ نظر آتا ہے خواب ہے' سراب ہے' دھوکا ہے' کھیل تماشہ ہے' انسان میں ساری کائنات ہے اور نصیب کا کمال کہ ذات پاک موجود ہے جو انسان کاملؐ کا پرتو بن گیا برتر ہو گیا جو محروم رہا وہ بد تر ہو گیا۔"

کالم تعمیر ملت کا ایک اور حوالہ : ابوالحسنین یوسف علی اپنے کالم تعمیر ملت میں مزید لکھتا ہے۔ "بنیادی حقیقت ایک ہی حقیقت ہے کہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہے ذات پاک مصطفےٰ ﷺ ذات حق سبحان و تعالیٰ کی اپنی ۱۔ ادا ۲۔ عطا ۳۔ راز ۴۔ ظہور ۵۔ علم ۶۔ نور ۷۔ وجود ۸۔ مشہود ۹۔ حقیقت ۱۰۔ صورت اور ۱۱۔ آئینہ ہے۔

یہاں بھی یوسف علی ذات پاک مصطفےٰ کو ذات حق کا ظہور ہی نہیں وجود بھی قرار دیتا ہے۔

آڈیو کیسٹ کا حوالہ : یوسف علی ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا لاہور میں اپنی تقریر (دیکھیں دستاویزات : آڈیو کیسٹ) کے دوران کہتا ہے "آؤ دلیل لینی ہے تو ہم سے دلیل لو۔ سب کچھ کون ہیں محمدؐ یہ ادب کی بات ہے کہ چونکہ محمدؐ الرسول اللہ نے کہا اس لئے لفظ اللہ کا لیا ہے ایک ہی لفظ ہے۔ اللہ محمدؐ ایک ہے۔ سب کچھ کون ہیں محمدؐ' سب کچھ کون ہیں محمدؐ' جب وہ محمدؐ منزہ ہوتے ہیں تو اللہ کہلاتے ہیں' جب محمدؐ مبرا ہوتے ہیں ھو کہلاتے ہیں' جب وہ محمدؐ اظہار کرتے ہیں نبی کہلاتے ہیں' جب وہ محمدؐ مشبہ ہوتے ہیں تو رسول اللہ کہلاتے ہیں۔" یوسف علی اپنی اسی تقریر کے دوران دوسری جگہ دوبارہ پھر کہتا ہے۔ "ہم صرف ایک ہی دلیل دیتے ہیں آپ کے سامنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مجھے واؤ دکھا دیں' نہیں ہے کوئی موجود سوائے اللہ کے بصورت محمد رسول اللہ کے' واؤ دکھا دو مجھے۔ کیا حیثیت ہے جو ان کو دو سمجھتا ہے۔ چھٹا سپارہ یہاں سے شروع ہوتا ہے "کافر ہوں گے وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو دو جانا۔ مومن وہ ہیں جو ان کو ایک جانتے

ہیں۔ اللہ ہی اللہ ہے بشر رسول نہیں ہے بشر میں جو ہوتا ہے وہ رسولؐ ہے۔"

بانگ قلندری کا حوالہ : آخر میں یوسف علی کے گورو عبدالوحید میر ساجد کی کتاب بانگ قلندری صفحہ ۷۰ (دیکھیں دستاویزات : بانگ قلندری) کا حوالہ بھی ضروری ہے جو یوسف علی کے اس دعوٰی کی تصدیق کرتا ہے اور مزید دعوت فکر دیتا ہے۔

ہم نے بطحا کے ریگ زاروں میں
خود خدا آبلہ پا دیکھا ہے

۱۱۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کا ایک جسم ہے۔

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے : "یہ حقیقت ہے کہ اس (اللہ) کا ایک (جسمانی) جسم ہے۔" پھر قرآن حکیم کی مختلف آیات کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ "اللہ نفس بھی رکھتا ہے۔ اللہ کا ایک چہرہ بھی ہے' اللہ آنکھیں بھی رکھتا ہے' اللہ ہاتھ بھی رکھتا ہے اللہ کی پنڈلی بھی ہے۔"

پھر لکھتا ہے "مندرجہ بالا جسمانی اعضاء کے علاوہ اللہ جسمانی صفات بھی رکھتا ہے جیسے وہ بولتا ہے' وہ سنتا ہے' وہ محسوس کرتا ہے' وہ چاہتا ہے' وہ چلتا ہے' وہ ٹھٹھا کرتا ہے' وہ حیا نہیں کرتا' وہ جانتا ہے' وہ ارادہ کرتا ہے' وہ غصہ کرتا ہے' وہ لعنت کرتا ہے وہ رنگ رکھتا ہے' وہ پسند کرتا ہے' وہ ناپسند کرتا ہے' وہ بھیس بدلتا ہے' وہ لڑتا ہے' وہ سزا دیتا ہے وہ وعدہ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔"

ڈائری کا ایک اور حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں مزید لکھتا ہے : "قران میں جب اللہ لکھا گیا ہے "ال" اس کے صفاتی ناموں کے ساتھ استعمال نہیں کیا گیا ہے کیونکہ جب اللہ کا استعمال کیا گیا ہے اس سے وراء الوراء ہستی مراد ہے جیسے واللہ بصیر بما یعملون (۲:۹۶) اس کے برعکس جب "ھو" استعمال کیا گیا ہے صفاتی نام کے ساتھ "ال" لکھا گیا ہے کیونکہ "ھو" کسی جسمانی ہستی کی طرف اشارہ کرتا ہے' اور یہاں اس سے مراد مجسم قریب اللہ ہے جیسے ھو السمیع البصیر (۴:۲۰) لیکن بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اللہ کے ساتھ "ال" لکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں مجسم اللہ Personified Allah) مراد ہے اور مزید برآں یہ بھی

ثابت ہوتا ہے کہ وراء الوراء اور قریب اللہ ایک ہے۔ قل ھو اللہ احد۔

ڈائری کا ایک اور حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے کہ : "اللہ سبحانہ و تعالیٰ وراء الوراء (منزہ) بھی ہیں اور قریب (مشبہ) بھی ہیں۔ یہ کہنا وہ صرف وراء الوراء ہے اسے محدود کرنا ہے اسے صرف وراء الوراء سمجھنا ابلیسیت ہے اور اسے صرف مشبہ سمجھنا فرعونیت ہے۔ محمدؐ ہمارے اندر بھی ہیں اور گرد بھی ہیں وہ وراء الوراء بھی ہیں قریب بھی ہیں۔"

اہل سنت والجماعت : اس کتاب کو صرف یوسف علی کے عقائد و نظریات کے بیان تک محدود رکھا گیا ہے ان عقائد و نظریات پر تبصرہ اور محاکمہ الگ کتاب کا متقاضی ہے' یوسف علی چونکہ خود کو اہل سنت والجماعت کہتا ہے اس لئے صرف اتنا تحریر کرنا ہی کافی ہے کہ اہل سنت والجماعت کے یہ عقائد قطعاً" نہیں ہے یہ عقائد فرقہ مجسمہ اور مشبہ یا قدریہ اور معتزلہ کے ہیں جو گمراہ ہیں چنانچہ فقہ اکبر میں امام اعظم ابو حنیفہؒ تحریر فرماتے ہیں : "فما ذکر اللہ فی القران من ذکر الوجہ والید والنفس والعین فھو لہ صفات ولا یقال ان یدہ قدرتہ ونعمتہ لان فیہ البطال الصفہ وھو قول اھل القدر ولا عتزال ولکن یدہ صفۃ بلا کیف" "یعنی قرآن کریم میں جو اللہ تعالیٰ نے وجہ اور ید اور نفس اور عین کا ذکر کیا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور یہ نہ کہنا چاہیے کہ ید سے اللہ تعالیٰ کی نعمت یا قدرت مراد ہے اس لئے کہ اس طور سے اللہ کی صفات کو باطل کرنا لازم آتا ہے اور یہ قول معتزلہ کا ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ید اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو کم اور کیف سے پاک اور منزہ ہے۔ اور حقیقت اس کی اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔" اور یہی امام مالکؒ ' امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور آئمہ حدیث سے منقول ہے۔ جن چیزوں کا ہم تصور کرسکتے ہیں وہ ذات اقدس ان میں سے کسی کے مشابہ نہیں ہے' لیس کمثلہ شئی اور ہم چونکہ شان خداوندی سے واقف نہیں ہیں اس لئے ہم کو خدا کی شان میں وہی الفاظ استعمال کرنے چاہیں جو شارع علیہ السلام نے ہم کو بتلائے ہیں۔

۱۲۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ ہے کہ آدمی (MAN) کے سوا اور کوئی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ خود کو مجسم کرتا ہے۔

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے کہ : "آدمی (Man) کے سوا اور کوئی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ خود کو مجسم (مشخص Personifies) کرتا ہے اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں آرہا ہوں زمین پر بطور خلیفہ۔ واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ (۰۲:۳۰)"

ڈائری کا ایک حوالہ یوسف علی اپنی ڈائری میں "انسان" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے "پھر ہر شے چھ مرحلوں میں پیدا کی گئی انسان ہر شے کا مکمل مظہر ہے' ہر شے کی حقیقت اللہ ہے کہیں وہ نور کے پردہ میں ہے اور کہیں وہ ظلمت کے پردہ میں ہے لیکن انسان میں اس نے خود کو ظاہر کیا ہوا ہے۔ چھ مرحلے یہ ہیں عالم اجسام' عالم مثال ملائکہ اور روح' انسان کی حقیقت' محمدؐ کی حقیقت اور آخر میں اللہ کی حقیقت۔ یہ چھ مدارج (مرحلے) انسان میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ سر (خاموش حصہ جو تمام حرکات و جذبات وغیرہ کو کنٹرول کرتا ہے) اللہ کا حصہ ہے' چہرہ (وہ حصہ جس میں حواس خمسہ اور دوسروں تک ابلاغ ہے) محمدؐ کا حصہ ہے' گردن سے ناف تک کے اعضاء (جس میں اعضائے رئیسہ اور نظام خون' نظام تنفس اور نظام ہضم ہے) انسان کی حقیقت کا حصہ ہے' اور ناف سے نیچے دیگر مرحلہ کی علامت ہے۔"

۱۳۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ ہے کہ محمدؐ کا نزول صرف انبیاء کے لئے مخصوص نہیں ہے یہ کہیں بھی کسی پر بھی قطع نظر مذہب نسل اور رنگ وغیرہ کے ہو سکتا ہے۔

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے کہ "محمد کا نزول صرف انبیاء کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ ہر صالح فرد بلکہ زیادہ صحیح یہ ہو گا کہ کہیں بھی کسی پر بھی قطع نظر مذہب نسل اور رنگ وغیرہ کے ہو سکتا ہے۔"

عیسائیوں اور ہندوں کا عقیدہ : یوسف علی نے پہلے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مثل ہے' پھر کہا ہے کہ اللہ کی مثل محمدؐ ہے' پھر کہا ہے کہ محمدؐ کا نزول و حلول جس شخص پر ہوتا ہے وہ نبی اور رسول ہو جاتا ہے اور اب یوسف علی یہ کہتا ہے کہ محمدؐ کا نزول و حلول صرف انبیاء کے لئے مخصوص نہیں ہے' یہ کہیں بھی کسی پر بھی قطع نظر مذہب' نسل اور رنگ وغیرہ کے ہو سکتا ہے اور اس امر کی پہلے ہی صراحت ہو چکی ہے کہ اسلام میں اس عقیدہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے البتہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کر گیا تھا اور ہندوؤں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ خدا انسان' حیوان' حجر' شجر میں حلول کر سکتا ہے۔

۱۴۔ یوسف علی کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ' محمدؐ اور انسان کے درمیان قطعاً" کوئی فرق نہیں ہے اور اس کا یہ عقیدہ کہ جو اپنے آپ کو اللہ اور محمدؐ کے علاوہ سمجھ رہا ہے مشرک ہے۔

ڈائری کا حوالہ : یوسف علی اپنی ڈائری میں انسان کے عنوان کے تحت لکھتا ہے "انسان کا ایک ظاہری جسم ہے اور ایک حقیقی جسم (انفس)' انفس کچھ نہیں ہے وہ محض سمندر محمدؐ مصطفٰے / نفس واحدہ پر لہر کی مانند ہے۔ بے شک لہر کا حجم سمندر کے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے لیکن لہر اور سمندر کی حقیقت ایک ہے۔ اگر لہر سمندر کو جذب کر لے تو وہ سمندر ہو جاتی ہے۔ پس انفس اور حق / اللہ / محمدؐ / نفس واحدہ کے درمیان قطعاً" کوئی فرق نہیں ہے۔"

آڈیو کیسٹ کا حوالہ : یوسف علی ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا لاہور میں اپنی آڈیو کیسٹ میں محفوظ تقریر (دیکھیں دستاویزات : ۱۔ آڈیو کیسٹ) کے دوران کہتا ہے : "اللہ کے بندو میں اللہ کی قسم اور آپ کے رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں میں جس طرف سر اٹھا رہا ہوں مجھے محمدؐ نظر آ رہے ہیں۔ یہ آپ کی حقیقت ہے۔

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی

ہمارے نزدیک مشرک کون ہے جو اپنے آپ کو اللہ اور محمدؐ کے علاوہ سمجھ

رہا ہو۔ اے بدبخت تو اپنے محمدؐ کا انکار کر کے حقیقی محمدؐ کا انکار کر بیٹھا ہے۔ اے بدبخت تو اللہ کا انکار کر کے ان کا انکار کر بیٹھا ہے۔"

اور پھر یوسف علی اپنی اس تقریر کے آخر میں اپنی تقریر کو یوں ختم کرتا ہے "ظاہری طور پر خواتین بھی پاس بیٹھی ہیں' ادھر مرد بھی پاس بیٹھے ہیں لیکن ہمارے نزدیک ادھر بھی محمدؐ ادھر بھی محمدؐ یہاں بھی محمدؐ وہاں بھی محمدؐ اپنے اندر اپنا محمدؐ دیکھ لو۔ محمد رسول اللہ نظر آجائیں گے۔ آنکھ میں بینائی نہ ہو تو نظارہ کیسے دیکھیں گے' کانوں میں سماعت کی قوت نہ ہو تو آواز کیسے سنیں گے۔ زبان میں گویائی نہ ہو تو بات کیسے کریں گے۔ دل کی دھڑکن مردہ ہو تو اللہ ہو کیسے نکلے۔ دماغ ماؤف ہو تو اس کی سوچ کیسے سوچی جائے۔ آپ کو آپ کے محمدؐ مبارک۔ آپ کو آپ کے اللہ مبارک۔ دو جہانوں میں آپ کامیاب' دو جہانوں میں آپ زندہ باد نعرۂ تکبیر' نعرۂ تکبیر (خود)"

ویڈیو کیسٹ کا حوالہ : یوسف علی اپنی ویڈیو کیسٹ میں محفوظ (دیکھیں دستاویزات : ۳۔ ویڈیو کیسٹ) تقریر کے دوران کہتا ہے : "ذات حق نے فرمایا اب میں آدمؑ ہوں یہ کرنا ہے' اب میں نوحؑ ہوں یہ کرنا ہے اب میں موسیٰؑ ہوں ایسے کرنا ہے۔ اب میں عیسیٰؑ ہوں۔ اے انسان تو سمجھتا رہا ہے کہ تو ماں باپ کا ہے۔ یہ تیری غلط فہمی ہے' عیسیٰؑ کیسے پیدا ہو گئے۔ صورت واقعہ میں صاف صاف ہے کہ جو بیج تم زمین میں بوتے ہو' تم اس کو کاشت کرتے ہو یا ہم۔ یہ جو میاں بیوی آپس میں ملتے ہیں پیار کرتے ہیں تم ان کی اولاد نہیں تم سب کے سب مصطفٰے کے ہو۔ ایک دلیل دے دی تھی کہ دیکھو یہ ہیں عیسیٰؑ شادی نہیں کریں گے کیونکہ شادی کرنا بشری کام ہے۔ یہ بشر نہیں ہیں یہ بغیر باپ کے انفس ہیں۔ اصل میں پیدائش یوں ہوئی ہے کہ نگاہ مصطفٰے سے ملتی ہے اور نور آجاتا ہے۔ اس مقام پر آکر ہمیں بتائیں کہ یہ کیا ہے۔ یہ قرآن ہے ہم پڑھنا نہیں چاہتے۔ میں زمین پر پھینک دوں پھر بھی قرآن رہے گا۔ میں خدانخواستہ گندے پانی میں پھینک دوں پھر بھی قرآن رہے گا۔ تو پھر ذات حق سبحانہ و تعالیٰ ماں کے پیٹ میں ہو۔ ان کا نور ماں کے پیٹ میں ہو گود میں ہو پتھر کھا رہا ہو کچھ کر رہا ہو' اس کو کیوں فرق پڑتا ہے۔"

ویڈیو کیسٹ کا ایک اور حوالہ : یوسف علی اپنی ویڈیو کیسٹ میں محفوظ (دیکھیں دستاویزات : ۲۔ ویڈیو کیسٹ) ایک اور تقریر میں کہتا ہے "ہر بندے کی

شکل میں رب آپ ہے۔ من یہ ہے کہ عبد بنا دیا جائے۔ آپ کو عبد بنا دے عبد سے اوپر کوئی چیز نہیں ہے۔ عبد سے اونچا مقام کسی کا نہیں ہے۔ عبد کا تعلق ذات حق سے ہے جو اعلیٰ ترین عبد ہوتے ہیں وہی رسول اللہ ہوئے ہیں' عبد میں جو کمال پر پہنچ جائے وہ محمد رسول اللہ ہیں۔ یہ عبد ہے کیا' ع ب د' عینیت' بشریت' دنیا' عینیت دنیا میں بصورت بشر جب موجود ہوتی ہے تو عبد کہلاتی ہے۔ عینیت ہوتی ہے' ناک نقشہ آپ جیسا ہوگا۔ کھانا پینا آپ جیسا ہوگا خاندان ظاہری طور پر آپ جیسا ہوگا اس کے باوجود آپ جیسے نہیں ہوں گے۔"

آڈیو کیسٹ کا ایک اور حوالہ: یوسف علی ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا لاہور میں اپنی آڈیو کیسٹ میں محفوظ (دیکھیں دستاویزات: ا۔ آڈیو کیسٹ) تقریر کے دوران کہتا ہے' "آؤ دلیل لینی ہے تو ہم سے دلیل لو سب کچھ کون ہیں محمدؐ یہ ادب کی بات ہے کہ چونکہ محمدؐ الرسول اللہ نے کہا ہے اس لئے لفظ اللہ کا لیا ہے ایک ہی لفظ ہے۔ اللہ محمدؐ ایک ہے۔ سب کچھ کون ہیں محمدؐ جب وہ محمدؐ منزہ ہوتے ہیں تو اللہ کہلاتے ہیں جب وہ محمدؐ مبرا ہوتے ہیں ھو کہلاتے ہیں جب وہ محمدؐ اظہار کرتے ہیں نبی کہلاتے ہیں جب وہ محمدؐ مشبہ ہوتے ہیں تو رسول اللہ کہلاتے ہیں۔ سمندر کا پانی بھی پانی ہے لہریں بھی پانی ہے جو اس ایک انسان کی تربیت تھی کہ انہوں نے ذات حق کو لے لیا اس نے کل کو لے لیا حق مطلق کو لے لیا خود حسین ہیں تو یہ سیل بے کراں کی مانند تھا اس پر جو لہریں تھیں یہ انسان کی مانند تھیں جس انسان نے یہ اقرار کرلیا کہ میں اللہ محمدؐ ہوں وہ تھا ماننے والا جس نے کہا میں نہیں ہوں اس نے اپنا انکار کرکے حقیقت کا انکار کیا ہے۔"

۱۵۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ یوسف علی رسول اور اس کے مصاحب صحابہ ہیں۔

آڈیو کیسٹ کا حوالہ: یوسف علی نے ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا لاہور میں اپنی تقریر (دیکھیں دستاویزات: ا۔ آڈیو کیسٹ) کے شروع میں کہتا ہے: "آج کم از کم اس محفل میں سو (۱۰۰) صحابہ موجود ہیں۔ ۱۰۰ اولیاء اللہ موجود ہیں' ہر عمر کے لوگ موجود ہیں۔ بھئی صحابی وہی ہوتا ہے ناں جس نے صحبت رسولؐ میں ایمان کے ساتھ وقت گزارا ہو اور اس پر قائم ہوگیا ہو اور رسولؐ ہیں ناں اور اگر ہیں تو

ان کے صاحب بھی ساتھ ہیں۔ ان صاحب کے جو مصاحب ہیں وہی تو صحابی ہیں۔"
پھر اس کے بعد یوسف علی کہتا ہے "ان صحابہ میں سے ایک ایک جو ہے اپنی جگہ نمونہ ہے اور ایک ایک کا تعارف کروانے کو جی چاہتا ہے لیکن ہم صرف دو صحابہ کا تعارف کروائیں گے عمر کے لحاظ سے دونوں نوجوان ہیں ایک وہ خوش قسمت ہستی ہیں کہ اس کائنات میں وہ واحد ہستی ہیں' نام بھی ان کا عبدالواحد ہے محمد عبدالواحد۔ وہ ایک ایسے صحابی ایسے ولی اللہ ہیں کہ پوری کائنات میں جن کا خاندان سب سے زیادہ تقریباً سارا خاندان وابستہ رسولؐ ہے وارفتہ ہیں اور محمد الرسولؐ سے وابستہ ہو کر محمدؐ مصطفے تک پہنچا ہے اور محمدؐ کے ذریعے محمدؐ ذات حق سبحان تک پہنچا ہے (نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت) میں ان سے کہوں گا کچھ ہم سے کہیں' آئیں! بسم اللہ (نعرہ تکبیر)"
یوسف علی کا یہ کہنے کے بعد عبدالواحد آتا ہے اور علامہ اقبال کا شعر:

کبھی اے حقیقت منتظر' نظر آ لباس مجاز میں
ہزار سجدے تڑپ رہے ہیں' میری جبین نیاز میں

پڑھنے کے بعد کہتا ہے مبارک ہو اب انتظار کی ضرورت نہیں علامہ اقبال تو منتظر تھے الحمدللہ ذات حق عیاں ہوگیا' مبارک ہو (نعرہ تکبیر) اس کے بعد یوسف علی اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے "دوسرا تعارف اس نوجوان صحابی اس نوجوان ولی کا کراؤں جن کے سفر کا آغاز صدیقیت سے ہوا تھا اور جس رات انہیں نیابت مصطفے عطا ہوئی تھی اگلی صبح ہم کراچی گئے تھے اور سب سے پہلے وارفتہ ہونے والی وہ ہستی تھی سید زید زمان۔" (نعرہ تکبیر)

آڈیو کیسٹ کا ایک اور حوالہ: یوسف علی اپنی اس تقریر کے دوران مزید کہتا ہے "کوئی اپنی کوشش سے پیغمبر نہیں بن سکتا۔ اس طرح کوئی اپنی کوشش سے صحابی بھی نہیں بن سکتا۔ سارے جرنیل بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ ایک جرنل کو منزل مل گئی۔ اس دور میں بڑا مشکل ہوتا ہے کسی جرنل کو کسی امیر کو منزل ملنا' یا کسی پیر کو منزل ملنا لیکن بیت الرضا وہاں کہ پیر بھی فقیر ہوگیا جرنل بھی فقیر ہوگیا۔ جرنل سرفراز صاحب (نعرہ تکبیر) ماشاء اللہ ہمیں پیاری آواز سنا دیں۔ جو مرضی کہیں کچھ بھی نہ کہیں (ہنسی) کس کس کا نام لوں۔ میرے شاہد بھی یہاں ہیں۔ میرا اورنگ زیب بھی یہاں ہے بچہ شرما جائے گا۔ یہ چھوٹا سا بیٹا ہے سلمان ادھر آئیں۔ آپ

ادھر آئیں۔ میرے پاس۔ دلیلیں کدھر گئیں ہیں بچوں کو سکھایا تو نہیں جاتا۔ جادو کے زور سے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا دیدار نہیں ہوتا۔ پیار کے تحت دیدار ہوتا ہے' ادھر آئیں میری جان میرے پاس یہ بچہ ہے جس نے اڑھائی سال کی عمر میں اللہ کا دیدار کیا کھلی آنکھوں سے دیکھ کر یہ ہمارے پاس ہے اللہ اسے نظر بد سے بچائے (نعرہ بازی) اور آپ کو خوشی ہوگی یہ حضرت عبدالواحد جو صحابی رسول ہیں۔ ان کے ظاہری طور پر پوتے ہیں۔ یہ خاندان میں ان کے عطا ہے۔ اس دور میں بڑوں بڑوں کو بعد خدمت نصیب ہوئی اور آپ کے محمدؐ آل محمدؐ کی ایک ادا ہے۔ کچھ ایسے ہیں گم ہو چکے ہیں نام بھی نہیں لینا چاہتے۔ محمدؐ و آل محمدؐ کی ادا ہے۔ آج تک انہوں نے کسی کا احسان نہیں رکھا۔ کسی کا احسان بطور رسولؐ ادا کر دیا۔ کسی کا احسان بطور نبیؐ کے ادا کر دیا۔ کسی کا احسان بطور ذات حق سبحانہ و تعالیٰ ادا کر دیا۔ آج کے اس دور میں آپ کے آقاؐ نے آپ کے رسولؐ نے کسی کی خدمت قبول کی وہ بڑا ہی خوش نصیب تھا کیونکہ ان کا نام ابوبکر تھا ان کا نام محمد علی ابوبکر ہے نعرہ تکبیر کہیں بسم اللہ۔"

چشم دید گواہ کا بیان حلفی: جناب محمد علی ابوبکر (کراچی) جن کا یوسف علی نے یہاں اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے بیت الرضا لاہور میں ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو یوسف علی کی تقریر کے دوران موجود تھے جس کا یوسف علی نے خود اپنی تقریر کے دوران اعتراف کیا ہے۔ اس طرح یوسف علی نے ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا میں اپنی تقریر کے دوران جو کچھ کہا ہے جناب محمد علی ابوبکر اس کے ایسے چشم دید گواہ ہیں جن کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ یوسف علی کے ڈھونگ کا پردہ چاک کرنے اور اس کے گھناؤنے چہرے کو بے نقاب کرنے کا سہرا بھی جناب محمد علی ابوبکر کے سر ہے۔ جناب محمد علی ابوبکر کا مفصل بیان کتاب میں شامل ہے (دیکھیں دستاویزات : چشم دید گواہوں کے بیانات) یہاں بھی ان کا بیان برمحل ہے اس لئے قلم بند کیا جاتا ہے :

"میں محمد علی ابوبکر ولد ابوبکر (کراچی) حلفیہ یہ بیان دیتا ہوں مجھے میرے دور کے رشتہ دار رضوان نے ابوالحسنین یوسف علی کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ آپ جو قرآن اور اس کے تراجم پڑھتے ہیں یہ کم عقل اور کم فہم مولویوں کے ناقص ترجمے ہیں۔ اگر آپ قرآن پاک سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمارے حضرت سے ملیں۔

جب میں ان سے ملا تو میں ان کی علمیت سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ایک ملاقات میں یوسف علی نے مجھے یہ خوش خبری دی کہ جب تک آپ حضور پاکؐ سے مجسم ملاقات نہیں کرلیں گے انتقال نہیں کریں گے اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کو کہا۔ ایک روز عبدالواحد خان کے گھر اس نے مجھے ابوبکر صدیق کہہ کر پکارا۔ دسمبر ۱۹۹۵ء میں یہ میرے گھر آیا تو میں نے اسے بتایا کہ میں اپنی فیملی کے ساتھ عمرہ کرنے جارہا ہوں۔ اس نے کہا کہ عمرہ پر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپ کہیں تو ہم آپ کو یہیں پر عمرہ کروا دیں اور کہا کہ "مکین تو یہاں ہیں وہاں تو صرف مکان ہے" اس پر اس کے چیلوں نے واہ واہ اور سبحان اللہ کے نعرے بلند کئے۔ میں اس بات پر پریشان ہوگیا۔ مجھے پریشان دیکھ کر اس نے عمرے پر جانے کی اجازت دے دی۔ جب میں عمرہ کرکے واپس آیا تو اس نے پھر سے حضور پاکؐ سے ملاقات کروانے کا ذکر چھیڑا اور مجھے کہا کہ میں اس کے لئے اپنے گھر میں ایک کمرہ آراستہ کروں جسے یوسف نے بعد میں غار حرا سے تشبیہ دی (نعوذ باللہ) اس کے کچھ عرصہ بعد جب یہ میرے گھر آیا تو اس نے ایک روز مجھے اپنے مخصوص کمرے میں بلایا اور آنکھیں بند کرکے درود شریف پڑھنے کو کہا۔ کچھ دیر بعد جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اس نے مجھے جھپٹ کر گلے لگالیا اور بولا ہم ہی ہیں محمد مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی اور میں روتے ہوئے کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے چیلوں نے مجھے حضورؐ سے مجسم ملاقات پر مبارکباد دی اور ہار پہنائے۔ اس کے بعد اگلی ملاقات میں اس نے مجھ سے کہا مجھے لاہور میں کوٹھی خریدنی ہے لہٰذا مجھے کچھ رقم درکار ہے (اس سے پہلے حضور پاکؐ سے ملاقات کروانے کے بہانے یہ مجھ سے **Top Most Surrender** کرنے کا وعدہ لے چکا تھا اور میں نے حضور پاک پر اپنا سب قربان کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا لہٰذا میں نے اسے کوٹھی کے لئے رقم کا انتظام کردیا۔ اس کے بعد ایک روز عبدالواحد خان کے گھر قوالی کی ایک محفل منعقد ہوئی جس کے اختتام میں اس نے اپنے قوالوں کو یہ خوشخبری دی کہ وہ جب تک حضور پاکؐ کا دیدار نہیں کرلیں گے انتقال نہیں کریں گے۔ اس تقریب کی ویڈیو کیسٹ میرے پاس بطور ثبوت کے موجود ہے۔

اس کے بعد اس نے ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو مجھے اپنی بیٹی کی شادی اور ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کی دعوت دی۔ ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کے خطاب میں اس نے

جو خرافات کہیں میں ان کا گواہ ہوں۔ اس خطاب کی آڈیو کیسٹ عدالت کو فراہم کر دی گئی ہے۔ ان تمام واقعات کو سن کر میرے عزیز و اقارب اور دوستوں نے مجھے سمجھایا کہ یہ سب غلط ہے اور یہ شخص کفر بک رہا ہے۔ ذاتی طور پر غور و خوض کرنے پر میرے دل نے اس کے خلاف گواہی دی اور میں دلبرداشتہ ہوگیا جس کے بعد میں نے اس سے قطع تعلق کرلیا۔"

۱۶۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ اس کی قیام گاہ "غار حرا" ہے۔

آڈیو کیسٹ کا حوالہ: یوسف علی ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا لاہور میں اپنی تقریر (دیکھیں دستاویزات: ا۔ آڈیو کیسٹ) کے دوران کہتا ہے "ان سب پیاروں سے جو باہر سے تشریف لائے ہیں اور دنیا کے کونے کونے سے تشریف لائے ہیں ہم یہ عرض کریں کہ ہم نے مسجد نبوی کو کیوں نہیں چنا اپنی اس کانفرنس کے لئے ہم نے مسجد الحرام کو کیوں نہیں چنا۔ ہم نے امریکہ کو کیوں نہیں چنا۔ بیت الرضا کو کیوں چنا! سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غار حرا کو کیوں چنا۔ تو جس حکمت کے تحت اللہ نے غار حرا کو چنا تھا اسی حکمت کے تحت بیت الرضا کو چن لیا۔"

چشم دید گواہ کا بیان حلفی: اس سلسلہ میں جناب محمد علی ابوبکر (کراچی) جن کا مکمل بیان حلفی اس کتاب میں شامل ہے (دیکھیں دستاویزات: چشم دید گواہوں کے بیانات) کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں: "دسمبر ۱۹۹۵ء میں یہ (یوسف علی) میرے گھر آیا تو میں نے اسے بتایا کہ میں اپنی فیملی کے ساتھ عمرہ کرنے جارہا ہوں اس نے کہا عمرہ پر جانے کی کیا ضرورت ہے اگر آپ کہیں تو ہم آپ کو یہیں پہ عمرہ کروا دیں اور کہا "مکین تو یہاں ہیں وہاں تو صرف مکان ہے۔" اس پر اس کے چیلوں نے واہ واہ اور سبحان اللہ کے نعرے بلند کئے۔ میں اس بات پر پریشان ہوگیا۔ مجھے پریشان دیکھ کر اس نے عمرے پر جانے کی اجازت دے دی۔ جب میں عمرہ کرکے واپس آیا تو اس نے پھر سے حضور پاکؐ سے ملاقات کروانے کا ذکر چھیڑا اور مجھے کہا کہ میں اس کے لئے اپنے گھر میں ایک کمرہ آراستہ کروں جسے یوسف نے بعد میں غار حرا سے تشبیہ دی (نعوذ باللہ) اس کے کچھ عرصہ بعد جب یہ میرے گھر آیا تو اس نے ایک روز مجھے اپنے مخصوص کمرے میں بلایا اور آنکھیں بند کرکے درود شریف پڑھنے کو کہا۔ کچھ دیر بعد جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اس نے جھپٹ کر مجھے گلے لگالیا اور بولا

ہم ہی ہیں محمدؐ مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی اور میں روتے ہوئے کمرے سے باہر آگیا اس کے چیلوں نے مجھے حضورؐ سے مجسم ملاقات پر مبارک باد دی اور ہار پہنائے۔"

۱۷۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ مکہ اور مدینہ میں تو خالی مکان ہیں مکین (یوسف علی) تو یہاں ہے اور یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ حج اور عمرہ کے لئے وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے یہاں کرا دیتے ہیں۔

چشم دید گواہ کا بیان: جناب محمد علی ابوبکر (کراچی) بیان کرتے ہیں (اقتباس) "ایک روز عبدالواحد خان کے گھر اس (یوسف علی) نے مجھے ابوبکر صدیق کہہ کر پکارا' دسمبر ۱۹۹۵ء میں یوسف علی میرے گھر آیا تو میں نے اسے بتایا کہ میں اپنی فیملی کے ساتھ عمرہ کرنے جارہا ہوں اس نے کہا عمرہ پر جانے کی کیا ضرورت ہے آپ کہیں تو ہم آپ کو یہیں پر عمرہ کروا دیں اور کہا کہ "مکین تو یہاں ہیں وہاں تو صرف مکان ہے۔" اس پر اس کے چیلوں نے واہ واہ اور سبحان اللہ کے نعرے بلند کئے میں اس بات پر پریشان ہوگیا مجھے پریشان دیکھ کر اس نے عمرے پر جانے کی اجازت دے دی۔" (پورا بیان ملاحظہ فرمائیں ۲۔ دستاویزات : چشم دید گواہوں کے بیانات)

ایک اور چشم دید گواہ کا بیان جناب نعمان الٰہی (کراچی) بیان کرتے ہیں (اقتباس) "جب میں حج پر جانے لگا تو یوسف علی نے مجھے بلا کر کہا کہ لوگ حج پر ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہیں ہمیں نہیں دیتے جبکہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں میں تو خالی عمارتیں ہیں اس کے طواف کرنے کا کیا فائدہ جب کہ حقیقت تو ہم یہاں موجود ہیں (نعوذ باللہ) (پورا بیان ملاحظہ فرمائیں ۲۔ دستاویزات : چشم دید گواہوں کے بیانات)

۱۸۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ پاکستان کو مرد کامل (یوسف علی) کی سربراہی کا شرف حاصل ہونے والا ہے' اور یہ دعویٰ کہ پاکستان کی ہاں اور نہ میں دنیا کے فیصلے ہوا کریں گے۔

"مرد کامل کا وصیت نامہ" کا حوالہ : یوسف علی "مرد کامل کا وصیت نامہ"

میں وصیت نمبر ۳۳ کے تحت لکھتا ہے "علی وجہ بصیرت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے صدقے ہم یہ بشارت دیتے ہیں کہ عنقریب مسلمانوں کی عظمت بحال ہونے والی ہے۔ وہ وقت انشاء اللہ آنے والا ہے کہ پاکستان کی ہاں اور نہ میں دنیا کے فیصلے ہوا کریں گے۔ پاکستان کو "مرد کامل" کی سربراہی کا شرف نصیب ہونے والا ہے صاحبان نصیب اس کا وسیلہ بنیں گے رکاوٹ ڈالنے والے تباہ ہو جائیں گے۔"

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یوسف علی نے مرد کامل کا وصیت نامہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۳ء کو شائع کیا تھا اور اس نے اپنے حلقہ خاص کے لوگوں کو یہ باور کرایا ہوا تھا کہ اسے (یوسف علی) اسی سال ۱۹۹۳ء میں پاکستان کی سربراہی کا شرف حاصل ہونے والا ہے۔

کالم "تعمیر ملت" کا حوالہ : ابوالحسنین یوسف علی روز نامہ "پاکستان" لاہور میں شائع ہونے والے اپنے کالم "تعمیر ملت" میں " مصطفائیؑ اور اسلامی حکومت" کے عنوان سے لکھتا ہے :

مصطفائیؑ اور اسلامی حکومت

جاری ہے ہمیشہ سے جلوۂ مصطفائیؑ
صورت میں کبھی آدمؑ کبھی بندۂ مولائی

"مرد کامل" کی سیاسی سربراہی کے بغیر اسلامی حکومت کبھی بھی قائم ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ مرد کامل خلیفتہ الرسول کریمؐ ہوتے ہیں اور اسی نعمت عظمیٰ کی برکت سے امام وقت یعنی قطب وقت ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں جس کا حال یہ ہے کہ فیوض ربانی قطب وقت کے ذریعے پہنچتے ہیں خواہ فیض حاصل کرنے والے قطب وقت سے واقف ہو یا نہ ہو لیکن اگر کوئی قطب وقت کے خلاف ہو تو اس کو فیض نہیں پہنچتا حتیٰ کہ اگر خود قطب وقت اپنے مخالف کو فیض پہنچانا چاہے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نہیں پہنچاتا بلکہ اپنے فیض کو روک لیتا ہے۔ اس لئے کہ جو قطب وقت کے خلاف ہوا اس نے اس اعلیٰ ترین کائناتی سرکاری عہدے کا احترام نہیں کیا۔

مرد کامل الحمدللہ ذات پاک مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے اور طفیل انسانیت کے اعلیٰ ترین مقام پر ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں۔

امام وقت اور شہزادۂ کونین ہوتے ہیں۔ انہیں اس بات کی ضرورت کیا کہ کسی بھی سطح پر سیاسی سربراہ بنیں لیکن ملت اسلامیہ جب سے مرد کامل کی سیاسی سربراہی سے محروم ہوئی ہے ملت کا زوال ہی زوال ہوا ہے۔ اب الحمدللہ زوال سے عروج کا سفر ہے۔ مغربی طرز کی جمہوریت اور الیکشن نے ہمیں مسلسل نقصان اور زوال کا نشانہ بنایا ہے۔ ہم اپنی قوت اور وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ ہمیں ان فضولیات کا حصہ نہیں بننا بلکہ رب کریم کے حضور دعا کرنی ہے کہ ہمیں مرد کامل کی سیاسی سربراہی نصیب ہو جائے۔ میرے اللہ! پیارے اللہ!! محبوب حقیقی جی!!! اپنے حبیب پاکؐ کے صدقے ہمیں پوری دنیا میں مرد کامل کی سیاسی سربراہی بھی عطا فرما اور ان کے ذریعے دین حق کو "ورلڈ آرڈر" بنا دے کہ جس میں پوری انسانیت کی خیر ہے۔ (آمین)

پیارے انسانو! مرد کامل اور ان کی سیاسی سربراہی ہر کس و ناکس کی بحث نہیں ہے کسی مرشد کامل سے تربیت حاصل کرکے صاحب حقیقت توحید بنیں' خود شناسی کی معراج پر پہنچیں اور اتباع رسول کریمؐ میں کمال حاصل کریں' جب آپ کلمہ طیبہ کی حقیقت اور زندہ تصویر بن جائیں گے' پھر رسالت و خلافت سمجھ آئے گی۔ انسان کاملؐ کی البتہ کچھ وضاحت ضروری ہے ذات پاک مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ہی انسان کاملؐ ہیں۔ آپؐ کے صدقے ہر انسان میں یہ خوبی موجود ہے کہ وہ صاف شفاف اور اعلیٰ ترین آئینہ بن کر انسان کاملؐ کو منعکس کر دے۔ اس انعکاس کے طفیل وہ صاحب نصیب انسان جسے کامل جلوۂ مصطفائی عطا ہو جائے۔ انسان کامل ہی نظر آئے گا جسے ادب کے تحت ہم مرد کامل کہتے ہیں۔ مرد کامل ہی قرآن کی حقیقت اور عملی اطلاق سے آگاہ ہوتے ہیں۔ پوری انسانیت کے لئے حضور سیدنا رحمتہ للعالمینؐ کی رحمت عامہ اور صاحبان ایمان کے لئے حضور سیدنا رؤف رحیمؐ کی رحمت خاصہ کا وسیلہ ہوتے ہیں۔

اسلامی حکومت پاکستان' ملت اسلامیہ بلکہ انسانیت کی ضرورت ہے۔ اس کی بہت آسان ترکیب تو یہ ہے کہ عصر حاضر کے امام وقت یعنی قطب وقت یعنی انسان کاملؐ کے کامل پرتو مرد قامل یعنی خلیفتہ الرسولؐ کو اپنا سربراہ بنالیں۔

اپنی دنیا کا اندھیرا میرے دم سے دور کر دے
یہ تیرا حقیر بندہ رکھے نور مصطفائیؐ بھی!!"

اب اس بات کی وضاحت کی تو قطعاً" ضرورت نہیں ہے کہ عصر حاضر کے امام وقت یعنی قطب وقت یعنی انسان کامل کے پرتو' مرد کامل یعنی خلیفتہ الرسولؐ' ابوالحسنین یوسف علی' کالم نگار خود ہی ہے۔

۱۹۔ یوسف علی کا یہ دعویٰ کہ قرآن کے تمام ترجمے غلط ہیں اور تمام تفسیریں غلط ہیں

آڈیو کیسٹ کا حوالہ : یوسف علی نے ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا لاہور میں جو تقریر کی تھی اور جس کی آڈیو کیسٹ محفوظ ہے (دیکھیں دستاویزات : ا۔ آڈیو کیسٹ)' اس تقریر کے دوران یوسف علی کہتا ہے : "اے دنیا کے علماء! عالم کی تعریف صرف یہ ہے کہ وہ کھلی آنکھوں سے رسول اللہ کا دیدار کرتا ہو' ان کو دیکھ کر بیان کرتا ہو' ہم چیلنج کرتے ہیں کہ تمہارے قرآن کے تمام ترجمے ناقص ہیں' غلط ہیں' اور تمہیں اجازت صرف اس لئے دی گئی ہے کہ تم اپنی جہالت کو پھیلا سکو تاکہ یہ کھیل مزیدار بن سکے' لیکن یاد رکھنا تمہاری تاریکی اور ظلمت چاہے پوری کائنات پر چھائی کیوں نہ ہو ایک آفتاب آکر سارے اندھیرے کو دور کر دیتا ہے (نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت)

آؤ دلیل لینی ہے تو ہم سے دلیل لو سب کچھ کون ہیں محمدؐ یہ ادب کی بات ہے کہ چونکہ محمد الرسول اللہ نے کہا ہے اس لئے لفظ اللہ کا لیا ہے ایک ہی لفظ ہے' اللہ محمدؐ ایک ہے۔ سب کچھ کون ہیں؟ سب کچھ کون ہیں محمدؐ' جب وہ محمدؐ منزہ ہوتے ہیں اللہ کہلاتے ہیں جب وہ محمدؐ مبرا ہوتے ہیں ھو کہلاتے ہیں جب وہ محمدؐ اظہار کرتے ہیں نبی کہلاتے ہیں جب وہ محمدؐ مشبہ ہوتے ہیں رسول اللہ کہلاتے ہیں۔"

ویڈیو کیسٹ کا حوالہ : یوسف علی اپنی ویڈیو کیسٹ میں محفوظ (دیکھیں دستاویزات : ۳۔ ویڈیو کیسٹ) تقریر کے دوران مزید کہتا ہے "آج مجھے ایک سوال آپ سے پوچھنا ہے دین کے خادم غالب آئیں گے کہ نہیں آئیں گے۔ اللہ نہ کرے کہ کجا دین کے خادم غالب آئیں۔ یہی دقت ہوتی ہے۔ یہ کیا کرتا ہے جی دین کی خدمت کرتا ہے۔ یہ خادم اسلام ہے۔ سنتے نہیں آپ بتائیں کہ نہیں۔ کیوں بھئی یہ کہنا کہ اللہ نہ کرے کہ کجا دین کے خادم غالب آئیں۔ اللہ نہ کرے۔

اگر غالب آئیں گے ستیاناس اسلام کا کر دیں گے۔ اپنا بھی اور سب کا بھی۔ اسلام کس لئے ہے تاکہ آپ کو اس قابل بنائے کہ آقا کی آپ خدمت کرسکیں آپ آقا کے خادم ہیں دین کے خادم نہیں۔ دین آپ کی خدمت کے لئے آپ آقا کی خدمت کے لئے ہیں' کچھ تو خیال کرو یار۔ پر رب کریم آپ خود موجود ہوں۔ قرآن کی کوئی آیت تو نکالیں کہ اللہ نے یہ کہا ہو کہ اے انسان تو دین کی خدمت کے لئے ہے' بڑا عجیب نکتہ ہے۔ دین آپ کو اس قابل بناتا ہے کہ آپ آقا تک پہنچ سکیں۔ کیا ہے یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم○ آقا علی صراط مستقیم ہیں نا اس سے کیا مراد ہے۔ بھئی اس چوک سے اگر اس ہاتھ مڑو گے تو اس سڑک پر بیت الرضا ہے اے انسان آپ صراط مستقیم پر چلو گے تو وہاں پر آقا ملیں گے سمجھ آگئی کہ نہیں۔ صراط مستقیم پر چلو گے تو آقا ملیں گے۔"

اس تقریر اور بین السطور کا حاصل یہی ہے کہ آقا سے مراد یوسف علی ہے' صراط مستقیم بیت الرضا کا راستہ ہے جہاں یوسف علی یہ تقریر کر رہا ہے۔

ویڈیو کیسٹ کا ایک اور حوالہ: یوسف علی کی یہ ساری تقریر ایسی ہی باتوں پر مشتمل ہے' اس تقریر کے صرف ایک مختصر اقتباس پر اکتفا ہے جو اس عنوان سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے یوسف علی مزید کہتا ہے: "تمام دنیا کے عالمو! اپنی تفسیریں لے آؤ۔ آئیں آپ کو بتائیں کہاں پر غلطی کھائی ہے آپ نے۔ کیا کریں اگر آپ نے مسلک بیان کرنے ہیں۔ وضو کیسے کرنا ہے۔ جائیداد کیسے تقسیم کرنی ہے۔ یہ تو دنیا کے متعلق تھا۔ اگر آپ میرے آقا کی حقیقت نہیں جان سکے تو آپ نے کیا جانا۔ "ما کان محمدؐ" ہی سمجھ نہ آیا تو اور کسی تفسیر کو ہم کیا کریں "وعلموا ان فیکم رسول اللہ" "جب آپ کے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں" اس کا راز آپ نہ پڑھ سکے تو ہم آپ کی حقیقت کو کیا جانیں" اور یہ راز بھی اب طشت از بام ہو چکا ہے کہ راز سے مراد یوسف علی ہے۔

۲۰۔ رسول اللہ تک پہنچنے کا فارمولا: رسول اللہ (یوسف علی) کو اپنی آمدن کا پانچواں حصہ دیں۔

مرد کامل کا وصیت نامہ کا حوالہ: یوسف علی "مرد کامل کا وصیت نامہ" میں

وصیت نمبر ۳۳ (۳) کے ذیل میں انفاق فی سبیل اللہ کے عنوان سے لکھتا ہے : "
جن صاحبان نصیب کو دیدار رسول ﷺ نصیب ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے وہ اس کا خاص خیال رکھیں اپنی آمدن کا پانچواں حصہ اپنے اللہ اور رسول کے لئے مقرر کر دیں۔ دیگر احباب اپنے پاس جمع رکھیں جب انہیں معیت رسول ﷺ حاصل ہو اپنا تحفہ پیش کر دیں۔ انفاق میں مال و دولت ہی شامل نہیں بلکہ اولاد' وقت' اختیار اور دیگر نعمتیں بھی شامل ہیں۔"

اب یہ ابہام تو دور ہو چکا ہے کہ دیدار رسول ﷺ سے مراد رسول اللہ کی مجسم زیارت ہے جو یوسف علی اپنی شکل میں اپنے جال میں گرفتار سادہ لوح مسلمانوں کو کراتا ہے اور پھر ان لوگوں سے ان کی ماہوار آمدن کا پانچواں حصہ ان کو یہ باور کرا کے کہ وہی اللہ اور رسول ہے' ہر ماہ وصول کرتا ہے۔

آڈیو کیسٹ کا حوالہ : یوسف علی ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو بیت الرضا میں اپنی تقریر جو آڈیو کیسٹ میں محفوظ ہے (دیکھیں دستاویزات : ۱۔ آڈیو کیسٹ) کہتا ہے : "
آپ کو ایک فارمولا بتا دیتے ہیں جو اب تک محمدؐ الرسول اللہ تک نہیں پہنچے اپنے دل میں نیت کرلیں۔ ان کے لئے ہزار میں ۲۰۰ روپیہ بچالیں ۲۰۰ پانچواں حصہ ہوگا۔ ہمارا مشورہ ہے ۲۰۱ بچائیں ۲۱۰ بچائیں۔ اس نیت سے جمع کریں کہ جب رسول اللہ ملیں گے ان کو پیش کر دیں گے نہ ملیں تب کہنا۔"

آڈیو کیسٹ کا ایک اور حوالہ : یوسف علی اپنی اسی تقریر کے دوران مزید کہتا ہے : "اور یارو آپ نے اپنی مرضی کو بچانے کے لئے رسول کا بھی انکار کر دیا' دسواں پارہ سورہ انفال اٹھا کر دیکھ' میں کیا سب کچھ اللہ اور رسولؐ کا ہے اس میں کم از کم پانچواں حصہ دو۔ انہوں نے اس کا ترجمہ اور تفسیر یہ کر دی کہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جو مال غنیمت حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ دو۔ + کیا اسلام لگاتار لڑائی کا دین ہے کیا آپ نے عرف عام یہ مثال نہیں سنی (یہ واپس نہیں کرنی آئندہ کسی کو جرات نہیں ہونی چاہیے چیزریں ریکارڈ کرنے کی) آپ نے عرف عام میں یہ مثال نہیں سنی کہ کاروبار میں کتنا فائدہ ہوتا ہے آپ کو ۵ لاکھ کتنا ہوا' غنیمت ہے ۳ لاکھ ہوا۔ غنیمت پر وہ چیز ہے جو آپ کو حاصل ہو جائے ترجمہ بدل دیا کہ پانچواں حصہ رسول اللہ کو دینا پڑے گا۔ وہ ہیں ہی نہیں' اور غنیمت اسی چیز کا معنی ہے کدھر کدھر گئے اور کیا کیا چیز سنائی..... یہ قوم بڑی پیاری قوم ہے جھوٹے علماء نے ان کو

گمراہ کیا ہوا ہے۔ اس قوم کو یہ پتہ چل جائے کہ اس کے رسولؐ ہیں یہ قوم کنجوسی کرے گی، کیا انکم ٹیکس کے محکمے کی ضرورت رہے گی یہ قوم تو تن من دھن نثار کرنے کے لئے تیار رہے۔ ان کا پیارا ان کو ملا تو دو ان کا یار ان کو ملا تو دو۔"

○

باب پنجم

لبادۂ نبوت میں فراڈ

ثقہ و صاحب حیثیت چشم دید گواہوں کے بیانات

○

یوسف علی کے دعاوی و عقائد کے بعد جو بلا شک و شبہ کفر و الحاد کے سوا کچھ نہیں ہیں، اب اس کے لبادۂ نبوت میں فراڈ اور مقدس ہستیوں کی آڑ میں گھناؤنے کاروبار کو بے نقاب کیا جاتا ہے، جس طرح یوسف علی کے دعاوی و عقائد باطلہ اس کی اپنی تحریروں اور تقریروں سے ثابت ہیں اور انہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا اسی طرح اس کے فراڈ در فراڈ کی سیاہ وارداتوں کے بھی چشم دید گواہ موجود ہیں جو اتنے ثقہ، صاحب حیثیت اور کثیر تعداد میں ہیں کہ ان کو جھٹلانا ناممکن ہے۔ چند چشم دید گواہوں کے بیانات کے اقتباسات ذیل میں قلم بند کئے جاتے ہیں (تفصیل دیکھیں (۲) دستاویزات: چشم دید گواہوں کے بیانات)

○

1۔ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) جناب ڈاکٹر محمدؐ اسلم ملک (کراچی) کا بیان:

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان کرتا ہوں ابوالحسنین محمد یوسف علی سے میری پہلی ملاقات عبدالواحد صاحب کے گھر (۳-D کہکشاں بلاک ۹ کلفٹن) میں غالباً ۱۹۸۸ء یا ۱۹۸۹ء میں ہوئی۔ پہلا بیان یوسف علی نے سورہ اخلاص اور "احد" پر کیا۔ اس کے بعد ۴ یا ۵ ماہ بعد کراچی آتا رہا۔ عبدالواحد اس کے آنے پر اپنے دوستوں اور واقفوں کو اکٹھا کرتے تھے اور یوسف علی کی تقریر / بیان سنا کرتے تھے۔ شروع میں یوسف علی نے اپنے آپ کو بزرگ ظاہر کیا پھر آہستہ آہستہ ظاہر کیا کہ اب احیائے اسلام ہونے والا ہے اور اس کی سربراہی پاکستان میں ہوگی اور امام وقت کریں گے۔ پھر اپنے آپ کو امام وقت ظاہر کرنا شروع کیا۔ میرے ساتھ اکثر قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے بات ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ مجھ سے رقم کا مطالبہ کیا کہ آپ کو اس تحفہ کے بعد بہت بڑی حقیقت عطا کرنی ہے۔ میں نے کچھ ماہ تامل کیا تو پھر زور دے کر کہا کہ اب جلد دے دوں۔ میں نے اس کو نقد رقم ادا کی۔ اس سے اگلی نماز جمعہ یوسف علی نے میرے رہائشی علاقہ والی مسجد میں ادا کی۔ جمعہ کے بعد یوسف علی میرے گھر آیا۔ اس کے ساتھ جو ساتھی جمعہ ادا کر رہے تھے وہ بھی آئے۔ ان کو میری معلومات کے بغیر ہار لانے کے لئے کہہ چکا تھا۔ جب وہ لے کر آگئے کہا کہ آپ کو ہم بتاتے ہیں صوفہ پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور کہا "انا محمد" (یعنی میں ہی محمد ہوں) میں ابھی سن کر سنبھل نہ پایا تھا۔ آٹھ دس اس کے ساتھی مجھے ہار ڈال کر گلے ملنا شروع ہوگئے (کموڈور یوسف صدیقی بھی ان میں شامل تھے) میں خاموش ہوگیا۔ بعد میں سوچا تو ساتھ رہ کر شواہد اکھٹے کرنے کا ارادہ کیا۔ اندر سے میں تبدیل ہوگیا تھا مگر ظاہر میں یوسف علی کے ساتھ رہا۔ اکثر اپنی خاص خاص محفلوں میں کہتا تھا کہ یہ مصطفیٰ خاندان ہے۔ یہ محفل روئے زمین پر بہترین لوگوں کی ہے ایک محفل میں کموڈور یوسف صدیقی صاحب نے سوال کیا کہ حضرت (یوسف علی) آپ (یوسف علی) آدم علیہ السلام اور بعد میں دیگر انبیاء کے لباسوں میں آتے رہے پھر ۱۴۰۰ سال پہلے آئے پھر بعد میں مختلف اولیاء کے لباسوں میں آئے اور اب بھی آپ موجود ہیں۔ سب سے زیادہ شان کب ہے یوسف علی نے کہا ۱۴۰۰ سال پہلے شان تھی۔ مگر جو اب شان ہے وہ کبھی نہ تھی۔ اس وقت وہ ڈیوٹی پر تھے اب بیوٹی (Beauty) پر ہیں۔"

۲۔ جناب محمد علی ابوبکر (کراچی) کا بیان: "میں حلفیہ بیان کرتا ہوں مجھے میرے دور کے رشتہ دار رضوان نے ابوالحسنین یوسف علی کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ آپ جو قرآن اور اس کے تراجم پڑھتے ہیں یہ کم عقلی اور کم فہم مولویوں کے ناقص ترجمے ہیں۔ اگر آپ قرآن پاک سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمارے حضرت سے ملیں۔

جب میں ان سے ملا تو میں ان کی علمیت سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ایک ملاقات میں یوسف علی نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ جب تک آپ حضور پاکؐ سے مجسم ملاقات نہیں کرلیں گے انتقال نہیں کریں گے اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کو کہا۔ ایک روز عبدالواحد خان کے گھر اس نے مجھے ابوبکر صدیق کہہ کر پکارا۔ دسمبر ۱۹۹۵ء میں یہ میرے گھر آیا تو میں نے اسے بتایا کہ میں اپنی فیملی کے ساتھ عمرہ کرنے جارہا ہوں۔ اس نے کہا کہ عمرہ پر جانے کی کیا ضرورت ہے اگر آپ کہیں تو ہم آپ کو یہیں پر عمرہ کروا دیں اور کہا کہ "مکین تو یہاں ہیں وہاں تو صرف مکاں ہے" اس پر اس کے چیلوں نے واہ واہ اور سبحان اللہ کے نعرے بلند کئے۔ میں اس بات پر پریشان ہوگیا۔ مجھے پریشان دیکھ کر اس نے عمرے پر جانے کی اجازت دے دی۔ جب میں عمرہ کرکے واپس آیا تو اس نے پھر سے حضور پاکؐ سے ملاقات کروانے کا ذکر چھیڑا اور مجھے کہا کہ میں اس کے لئے اپنے گھر میں ایک کمرہ آراستہ کروں جسے یوسف نے بعد میں غار حرا سے تشبیہ دی (نعوذ باللہ) اس کے کچھ عرصہ بعد جب یہ میرے گھر آیا تو اس نے ایک روز مجھے اپنے مخصوص کمرے میں بلایا اور آنکھیں بند کرکے درود شریف پڑھنے کو کہا۔ کچھ دیر بعد جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اس نے مجھے جھپٹ کر گلے لگا لیا اور بولا ہم ہی ہیں محمد مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی اور میں روتے ہوئے کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے چیلوں نے مجھے حضورؐ سے مجسم ملاقات پر مبارک باد دی اور ہار پہنائے۔ اس کے بعد اگلی ملاقات میں اس نے مجھ سے کہا مجھے لاہور میں کوٹھی خریدنی ہے لہٰذا مجھے کچھ رقم درکار ہے (اس سے پہلے حضور پاکؐ سے ملاقات کروانے کے بہانے یہ مجھ سے Top Most Surrender کرنے کا وعدہ لے چکا تھا اور میں نے حضور پاک پر اپنا سب قربان کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا لہٰذا میں نے اسے کوٹھی کے لئے رقم کا انتظام کر دیا۔ اس کے بعد ایک روز عبدالواحد خان کے گھر قوالی کی ایک

محفل منعقد ہوئی جس کے اختتام میں اس نے اپنے قوالوں کو یہ خوشخبری دی کہ وہ جب تک حضور پاکؐ کا دیدار نہیں کرلیں گے انتقال نہیں کریں گے۔ اس تقریب کی ویڈیو کیسٹ میرے پاس بطور ثبوت کے موجود ہے۔"

۳۔ جناب محمد اکرم رانا (کراچی) کا بیان: "میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ یہ ۳ ستمبر ۱۹۹۵ء کا ذکر ہے کہ ایک محفل میں میں نے پوچھ لیا کہ آپ کوئی تفسیر یا تفہیم بھی ترتیب دے رہے ہیں جس پر یوسف علی نے کہا کیوں نہیں، کیوں نہیں، اس پر میں نے خواہش ظاہری کی مجھے بھی ایک عدد کاپی درکار ہوگی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ کیا قیمت ادا کرو گے۔ میں ششدر رہ گیا اللہ کی چیز کی قیمت ہوسکتی ہے، کوئی دنیاوی چیز اس کے مقابل نہیں ہوسکتی۔ بہرحال جب بہت مجبور کیا گیا تو میں نے کہہ دیا ایک لاکھ روپے کافی وقت گزر گیا اور جب میں نے پیسے ادا نہ کئے تو مجھے طرح طرح سے پیغامات بھجوائے جاتے۔ ایک دن جب میں ان کے ہاں شام کو چھ بجے کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا یہ اسلام آباد جارہے ہیں۔ مجھے بھی اپنے ساتھ ایئرپورٹ لے گئے۔ راستہ بھر اپنے دو حواریوں کی مدد سے پیسے کا تذکرہ ہوتا رہا اور میرا شک گہرا ہوتا رہا۔ ایئرپورٹ تک پہنچتے پہنچتے یہ رقم ۵۰ ہزار روپے کم ہوگئی۔

اب میں ان کی محافل میں شامل نہیں ہو رہا تھا کیونکہ میرے دل میں شکوک گہرے ہوگئے تھے۔ میرے حج پر جانے کا وقت اپریل ۱۹۹۶ء میں آگیا۔ مجھے یوسف علی نے یہ کہہ کر بلایا کہ آپ کے ذمے اللہ کا قرض واجب الادا ہے۔ آپ کا حج کوئی حج نہیں اگر آپ یہ قرض نہیں چکاتے بہرحال میں نے رقم ادا کردی جو کہ آدھی تھی۔

مجھے ایک کمرے میں بلایا گیا جس میں بریگیڈیئر اسلم بھی موجود تھے۔ مجھے کہا گیا کہ آپ اللہ کے بہت قریب ہوچکے ہیں آپ ان کے پیاروں میں سے ہیں آج آپ پر ہم حقیقت عیاں کریں گے ذرا آنکھیں بند کیجئے اور درود شریف پڑھئے۔ پھر کہا گیا آنکھیں کھولیں، پھر یوسف علی پوچھتے ہیں آپ نے کچھ دیکھا میں ساکت و جامد ان کو دیکھ رہا ہوں کہ بڑھ کر گلے لگالیا اور کہا بسم اللہ ہم ہی تو محمد مصطفیٰ ہیں۔ ہم نے آج تک اس حقیقت کو چھپایا ہے آپ بھی ہمیں چھپا کر رکھئے گا۔ میں نے کہا میں نے تو آپ سے تفہیم کے لئے کہا تھا کہنے لگے تفہیم قرآن ہے اور القرآن

سامنے موجود ہیں۔ عجیب وحشت اور نفرت کا سا احساس ہوا۔ میں باہر آ گیا اور فیصلہ کر لیا کہ آئندہ اس شخص سے کبھی نہیں ملنا اور کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھنا۔"

۴۔ جناب نعمان الٰہی شیخ (کراچی) کا بیان: "میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میری اس شخص ابوالحسنین یوسف علی سے پہلی ملاقات عبدالواحد خاں کے گھر ہوئی۔ اپنی ساری ملاقات کے دوران اس نے حضور پاکؐ کے دنیا میں موجود ہونے کی بات کی اور مجھے کہا کہ آپ کو حضورؐ نے قبول کیا اور آپ جب تک حضورؐ سے مجسم ملاقات نہیں کریں گے وفات نہیں پائیں گے۔ چند ملاقاتوں کے بعد ایک روز محمد علی (ابوبکر) صاحب کے گھر ایک ملاقات میں یوسف علی نے مجھے میرے والد اور ڈاکٹر اسلم صاحب کو کمرے میں بلوایا اور ایک خطیر رقم مجھ سے لینے کے بعد اس نے مجھے کہا اب ہم آپ کو حقیقت عطا کرتے ہیں یعنی کہ ہم آپ کی ملاقات حضور پاکؐ سے کرواتے ہیں۔ یہ کہہ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ ہم ہی ہیں محمدؐ نعوذ باللہ) اور گلے لگا لیا۔ اس کے بعد ہم کمرے سے باہر آ گئے اور اس نے تمام لوگوں سے کہا کہ انہیں مبارک باد دیں کہ ان کی بھی حضورؐ سے ملاقات ہو گئی ہے۔ اس کے بعد اگلے روز کی ملاقات میں اس نے مجھے چند باتیں کہیں۔۔ (ہدایات دیں) جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جب ہمیں فون کریں تو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھیں (یعنی کہ ہم پر درود بھیجیں۔)

۲۔ جب میں حج پر جانے لگا تو یوسف علی نے مجھے بلا کر کہا کہ لوگ حج پر ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں مگر ہمیں نہیں دیتے جبکہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں تو خالی عمارتیں ہیں اس کے طواف کرنے کا کیا فائدہ جبکہ حقیقت تو ہم یہاں موجود ہیں۔ (نعوذ باللہ)

۳۔ ایک روز عبدالواحد خان کے گھر یوسف علی نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا آپ حضورؐ کے سالار بننا پسند کریں گے میں نے کہا کیوں نہیں اس پر یوسف علی نے کہا مبارک ہو ہم نے آپ کو حضور پاکؐ کا سالار مقرر کیا۔ اس کے عوض سات لاکھ روپے کا تقاضا کیا جو میں ادا نہ کر سکا۔ کچھ عرصہ بعد سہیل اور یوسف علی میرے پاس گھر آئے اور مجھ سے ایک لاکھ روپیہ لے لیا۔"

5۔ جناب محمد سہیل ضیاء (لاہور) کا بیان: "تقریباً دو سال قبل میری ملاقات مسمی ابوالحسنین محمد یوسف علی سے مسجد بیت الرضا چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور میں ہوئی۔ انہوں نے مجھے اپنی علمیت سے بہت متاثر کیا اور مجھے بلند پایہ کا مسلمان قرار دیتے ہوئے تین چار ملاقاتوں کے بعد ہی نبی کریم حضرت محمد ﷺ سے بالمشافہ ملاقات کروانے کا عندیہ دیا۔ میں نبی کریمؐ سے ملاقات کا سن کر فرط جذبات سے لبریز ہوگیا۔ پھر ایک دن جمعتہ المبارک کے روز نماز جمعہ کے بعد میری نبی کریمؐ سے ملاقات کا وقت طے ہوا اس سے قبل یوسف علی نے مجھے کہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا نائب پوری کائنات میں ہوں' پھر ملاقات کی تین شرائط بتائیں۔ پہلی یہ کہ ملاقات کرنے والا یا تو مجذوب ہو یا پھر شیر خوار بچے کی طرح معصوم ہو۔ تیسری شرط نبی کریمؐ سے ملاقات کے لئے خواہش مند Top Most Surrender ہے۔ (تن' من' دھن کی رسول پاک کی راہ میں قربانی) میں نے تیسری شرط منظور کرلی۔ پھر محمد یوسف نے مجھ سے پونے چار لاکھ روپے اور گاڑی مانگی جو میں نے پیسے اور گاڑی دے دی۔ گاڑی مجھے پندرہ دن بعد واپس کر دی گئی مگر رقم انہوں نے اپنے پاس رکھ لی۔ اگلے روز جمعہ تھا' مجھے جمعہ کی نماز کے بعد دیدار کا وقت بیت الرضا مسجد میں دیا گیا۔ میں وہاں پہنچا' نماز جمعہ بھی بیت الرضا میں ادا کی۔ پھر بعد میں خصوصی خطبہ میں کہا کہ آج اس محفل میں تمام لوگ جو بیٹھے ہوئے ہیں کو مبارک ہو کہ حضور پاکؐ آج اس محفل میں بنفس نفیس موجود ہیں جو سونگھ سکتا ہے وہ سونگھ لے جو محسوس کرسکتا ہے وہ محسوس کرلے جو دیکھ سکتا ہے وہ دیکھ لے اور کہ آج اس محفل میں ایک ایسا خوش نصیب شخص موجود ہے جس کے بارے میں قادر مطلق نے ہمیں کہا کہ اس کی ملاقات حضور پاکؐ سے کروائی جائے۔ نماز کے بعد وہ مجھے اکیلے کو اپنے حجرے میں لے گیا وہ مسجد سے ملحقہ ہے۔ اس حجرے میں اس وقت میں اور یوسف علی موجود تھے۔ ہمارے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ یوسف علی نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا آپ کی حضور اکرمؐ سے ملاقات ہوئی' دیدار ہوا۔ میں نے حجرے میں دائیں بائیں دیکھا اور نفی میں سرہلا دیا' پھر اس نے کہا کہ بسم اللہ ہم ہی ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ ہم نے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپا رکھا ہے اور آپ بھی ہمیں چھپا کے رکھیں گے۔ میں باہر آگیا اور میرے ذہن نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ پھر میں نے مختلف علمائے کرام سے مشورہ کیا۔ جامعہ اشرفیہ سے فتویٰ بھی لیا

جس میں ایسے شخص کو واجب القتل اور زندیق قرار دیا۔ پھر میں نے اپنی تسلی کرنے کے بعد اس سے قطع تعلق کرلیا اور تین چار ماہ میں اس سے اپنی تمام رقم جو پونے چار لاکھ تھی وصول کرلی۔"

٦۔ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی کی رپورٹ : اس سلسلے میں ہفت روزہ "تکبیر" کراچی شمارہ ۲۴ مارچ ۱۹۹۷ء میں شائع ہونے والی رپورٹ بھی بڑی اہم ہے جس کا اقتباس قلم بند ہے (تفصیل : جلد دوم) : "ذرائع کے مطابق یوسف علی کا طریقہ کار یہ ہے کہ ابتداء میں وہ اپنی تقاریر کے ذریعے معتقدین کو "نبی کے دیدار" اور "محبوب سے ملنے" کی ترغیبیں دیتا ہے۔ اس دوران وہ اپنے ایک ایک معتقد کی انفرادی طور پر چھان پھٹک کرتا ہے۔ پھر ایک روز یہ خوش خبری دیتا ہے کہ ہم فلاں دن تمہیں ایک "تحفہ" دیں گے اور تم بھی ہمیں کچھ "تحفہ" دینا۔ بعد ازاں مقررہ دن کو وہ اپنے مخصوص معتقد کے سامنے یہ انکشاف کرتا ہے کہ دراصل وہی نبی، وہی مرشد اور وہی سب کچھ ہے۔ یہ انکشاف ہی دراصل متعلقہ معتقد کے لئے یوسف علی کی طرف سے ایک "تحفہ" ہوتا ہے جسے اس کے مخصوص حلقے میں بالالفاظ دیگر "حقیقت پانا" بھی کہتے ہیں۔ اس عمل کے بعد معتقد لازماً جوابی "تحفہ" اپنے اس "مرشد" کو دینے کے لئے پابند ہوتا ہے۔ لیکن معتقد کی طرف سے یہ تحفہ صرف ایک بھاری رقم کی صورت میں وصولا جاتا ہے۔ مال بٹورنے اور رقم اینٹھنے کے لئے وہ ہر روز نئے نئے پینترے بدلتا ہے یہاں تک کہ اپنی ایک تقریر میں اس نے ظلمت سے نکلنے کے لئے دو راستوں کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ : "ظلمت سے نکلنے کے لئے دو راستے ہیں اللہ کو دینا اور اللہ کی راہ میں دینا۔ مرشد کو دیں گے تو اللہ کو دیں گے اور ادھر ادھر دیں گے تو اللہ کی راہ میں دیں گے۔"

ذرائع کے مطابق ابوالحسنین یوسف علی نے لاہور اور کراچی میں اپنے معتقدین و مقربین سے اس طریقے پر کروڑوں روپے اینٹھ لئے ہیں۔ جس کا طریقہ کار اب تک یہ ہے کہ "حقیقت پانے" یعنی اپنے خاص مقرب پر خود کو نبی ظاہر کرنے کے بعد مذکورہ شخص سے بطور تحفہ ایک بھاری رقم وصول کرتا ہے جو لاکھوں میں ہوتی ہے اس کے علاوہ اس سے وابستہ بے شمار لوگ ماہانہ ایک بڑی رقم پہنچانے کے بھی پابند ہوتے ہیں۔ تکبیر کے پاس ایک قابل ذکر تعداد میں ان ناموں کی فہرست ہے جو اب تک یوسف علی کو کروڑوں روپے دے چکے ہیں۔ یہ نام اور

ان کے کوائف تکبیر کے پاس امانت ہے جسے بوجوہ شائع نہیں کیا جاسکتا لیکن ان سے وابستہ واقعات کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے۔

ڈیفنس کراچی میں "مقیم "ص" یوسف علی کے ہاتھوں پر ۱۹۹۱ء میں بیعت ہوئے۔ تقریباً ۲ سال بعد انہیں "حقیقت" سے نوازا گیا۔ جس کا طریقہ کار یہ تھا کہ "ص" سے کہہ دیا گیا کہ آپ آنکھیں بند کرلیں اور جب آپ آنکھیں کھولیں گے تو "رسول اللہ" آپ کے سامنے ہوں گے (نعوذ باللہ) جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو ان کے سامنے ابوالحسنین یوسف علی کھڑا تھا۔ "حقیقت پانے" کے بعد ان سے پانچ لاکھ روپے کا مطالبہ کیا گیا۔ جب "ص" کئی ماہ گزرنے کے بعد بھی یہ رقم ادا نہ کرسکا تو اس سے اس کی ذاتی کار ہتھیالی گئی تقریباً ایک ہفتہ تک "ص" کی کار ابوالحسنین کے پاس رہی۔ بالآخر "ص" نے تنگ آکر یوسف علی سے کہا کہ آپ کار واپس کر دیں میں دو لاکھ روپے کا انتظام کرسکتا ہوں۔ چنانچہ اس رقم کی وصولی کے بعد کار واپس کی گئی۔ اسی طرح ایک "ع" نامی شخص سے تقریباً تیس لاکھ سے زائد رقم ہتھیالی گئی۔ باوثوق ذرائع کے مطابق ان سے وصول کی جانے والی رقم اس سے بھی زائد تھی۔ لیکن بعد ازاں کچھ رقم ایک چیک کی صورت میں انہیں واپس کی گئی لیکن تاحال ان کی تیس لاکھ سے زائد رقم یوسف علی پر واجب الادا ہے۔ اسی طرح ڈیفنس میں مقیم "م" صاحب' نارتھ ناظم آباد میں مقیم "الف" صاحب سے بھی لاکھوں روپے بٹورے گئے ہیں جن میں سے "م" صاحب نے رقوم کی واپسی کا مطالبہ کیا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ افتخار نامی ایک کسٹم آفیسر سے ۷ لاکھ روپے لئے تھے۔ لیکن جب وہ اس جعلی مرشد سے بیزار ہوگئے تو رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا جس کے بعد معاملہ دبانے کے لئے انہیں ۵ لاکھ روپے واپس دے دیئے گئے۔ اسی طرح ابرار نامی ایک صاحب نے (جو ڈیوٹی فری شاپ میں کام کرتے رہے لیکن اب انگلینڈ میں ہیں) لاکھوں روپے بٹور لئے گئے ہیں۔"

○

باب ششم
لبادۂ تصوف میں الحاد

○

ا۔ لبادۂ تصوف میں ملاحدہ کے عقائد حلول واتحادو تجسم وتناسخ(۱)

شخصیت پرستی : اللہ سے بڑھ کر فطرت انسانی کا عالم اور کون ہو سکتا ہے؟ انسان کی یہ فطرت ہے کہ اگر وہ کسی شخصیت کو اپنا مقصود بنالے اور اس کے لیے اپنی زندگی بسر کرنے لگے تو رفتہ رفتہ وہ خدا پرستی سے بیگانہ ہو جاتا ہے اور شخصیت پرستی چونکہ شرک عظیم ہے اس لیے مسلمان، مسلمان نہیں رہ سکتا، مشرک ہو جائے گا۔ ویسا ہی مشرک جیسا کہ عیسیٰ یا کرشن یالات وہبل کا پرستار۔ اس لیے قرآن نے شخصیت پرستی کا خاتمہ کر دیا اور تاریخ مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے کہ قرآن سے بڑھ کر کسی الہامی یا آسمانی کتاب نے شخصیت پرستی کی تردید نہیں کی۔ کسی انسان کی پرستش کی بنیاد یہ عقیدہ ہے کہ اس انسان میں الوہیت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اسی عقیدے نے رفتہ رفتہ تجسم یا حلول یا اوتار کے

---

(۱) اس عنوان کے تحت بیشتر مواد پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی کتاب ''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش'' سے ماخوذ و مقتبس ہے جس کا بڑا ماخذ پروفیسر براؤن کی کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشیا مطبوعہ لندن (۱۹۲۹) ہے۔ چنانچہ لٹریری ہسٹری آف پرشیا جلد (۱) باب (۱۲) جو اسماعیلیہ اور قرامطہ کے بارہ میں ہے بطور دستاویز (دیکھیں دستاویزات : لٹریری ہسٹری آف پرشیا) کتاب میں شامل کر دیا ہے تاکہ قارئین خصوصاً یوسف علی کے دام تلبیس و تزویر میں گرفتار لوگ اس حقیقت کا ادراک کر سکیں کہ یوسف علی کے عقائد اور طریق کار بعینہ وہی ہیں جو اسماعیلیہ، قرامطہ اور باطنیہ کے ہیں اور جنہیں تاریخ اسلام میں ملاحدہ کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ (مولف)

عقیدے کی شکل اختیار کرلی۔ دنیا میں جن جن انسانوں کی پرستش کی گئی ہے۔ پہلے ان میں الوہیت تسلیم کی گئی پھر ان کی پرستش شروع ہوئی اسی لیے قرآن نے شخصیت پرستی کا جس خوبی سے سدباب کیا ہے وہ مذاہب عالم کی تاریخ میں بے نظیر ہے۔

(الف) مسلمانوں کو حکم دیا کہ آنحضرت ﷺ کی رسالت سے پہلے آپ کی بشریت اور عبدیت کا اقرار کریں۔

اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اس کلمہ شہادت میں عبدہ پہلے ہے رسول بعد میں ہے۔

(ب) قل انما انا بشر مثلکم (۱۱۰-۱۸)

"اے رسول آپ اعلان کر دیجئے کہ میں تمہاری ہی طرح ایک بشر ہوں۔"

(ج) وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسول ط افائن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم (۱۴۴-۳)

"اور حضرت محمد ﷺ نہیں ہیں مگر رسول' ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اگر وہ وفات پاجائیں یا قتل ہو جائیں تو (اے مسلمانوں) کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے یعنی اسلام چھوڑ دو گے؟"

اس نص صریح سے ثابت ہوا کہ اسلام کی روح خدا پرستی ہے' شخصیت پرستی نہیں ہے خواہ وہ شخصیت رسول ہی کی کیوں نہ ہو۔ جس سے ارفع کوئی شخصیت نہیں ہے۔

یہود کا فتنہ و فساد : مسلمانوں کے ہاتھوں یہود کو جو ذلت نصیب ہوئی' اس کی خلش ان کے دل سے کبھی محو نہ ہو سکی۔ چنانچہ مسلمانوں کی طاقت کو ضعف پہنچانے اور اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کے لیے' حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخری دور میں یمن کے ایک یہودی عبداللہ ابن سبا نے مدینے میں آکر منافقانہ طور پر اسلام قبول کیا۔ کسی یہودی کے لیے مسلک نفاق اختیار کرنا کوئی نئی یا دشوار بات نہیں تھی خود حضور انور ﷺ کے عہد مبارک میں عبداللہ ابن ابی نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کرلیا تھا وہ جب تک زندہ رہا فتنہ پردازی میں مشغول رہا لیکن حضور انور ﷺ کی حیات مبارکہ میں' دین حق میں کسی قسم کے باطل کی آمیزش نہ کرسکا۔

عبداللہ ابن سبا : پروفیسر نکلسن اپنی تصنیف عربوں کی ادبی تاریخ میں ص ۱۲۵ ۱۱ پر لکھتا ہے۔ "عبداللہ ابن سبا (جس کا صحیح تلفظ سباع ہے) یمن کے شہر صنعاء کا باشندہ تھا اور دراصل یہودی تھا۔ حضرت عثمان کے عہد خلافت میں اسلام لایا اور بظاہر ایک گشتی مبلغ بن گیا۔ طبری کہتا ہے کہ اس نے مختلف شہروں کا سفر کیا اور اس کا مقصد مسلمانوں کو گمراہ کرنا تھا۔ انجام کار اس نے مصر میں سکونت اختیار کرلی۔ یہاں اس نے مسلمانوں کو "رجعت" کی تعلیم دینا شروع کی۔ یعنی اس نے مسلمانوں سے کہا کہ یہ بات صداقت سے کس قدر بعید ہے کہ ایک مسلمان اس بات پر تو ایمان رکھتا ہے کہ مسیحؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے لیکن آنحضرت ﷺ کی رجعت کا انکار کرتا ہے۔ حالانکہ خدا نے قرآن مجید (۸۵۔۳۷) میں اعلان فرمایا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ علاوہ ازیں ایک ہزار انبیاء ایسے گذرے ہیں جن میں ہر نبی کا ایک وصی تھا۔ لہٰذا حضرت علیؓ آنحضرت کے وصی ہیں۔ جس طرح آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح حضرت علیؓ خاتم الاوصیاء ہیں۔ ابن سباع (نقل کفر کفر نباشد) خلفائے ثلاثہؓ کو (نعوذ باللہ) غاصب قرار دیتا تھا اس نے حضرت علیؓ کی حمایت میں سازشوں کا جال بچھا دیا اور اسلامی سلطنت کے مختلف صوبوں میں جو لوگ حضرت عثمانؓ کے خلاف تھے ان سے خفیہ مراسلت کا سلسلہ شروع کر دیا۔" (دیکھیں : طبری)

سبائیہ : پروفیسر عباس اقبال، معلم دار المعلمین عالی، طہران، اپنی تالیف "خاندان نوبختی" کے ص ۲۵۷ پر لکھتا ہے۔ "سبائیہ : اولین فرقہ غلاۃ، طرفداران عبداللہ بن سباء کہ پیش از ہرکس باظہار طعن ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ پرداختہ و معتقد بحیات جاوید و رجعت حضرت علیؓ والوہیت او بودہ اند امیرالمومنین علی، عبداللہ بن سباء رابقتل رساند، فرقہ نصیریہ از باز ماندگان سبائیہ بودہ اند" لفظی ترجمہ یہ ہے : سبائیہ غالی فرقوں میں سے سب سے پہلا فرقہ ہے۔ یہ لوگ عبداللہ ابن سباء کے طرفدار تھے جنہوں نے سب سے پہلے (حضرات) ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ پر طعن کا اظہار کیا، اور یہ لوگ حضرت علیؓ کی حیات جاوید اور رجعت (دوبارہ دنیا میں واپسی) اور الوہیت کے معتقد تھے۔ امیرالمومنین علیؓ نے عبداللہ ابن سباء کو قتل کر دیا۔ فرقہ نصیریہ کے افراد، اسی فرقہ سبائیہ کے باقی ماندہ افراد میں سے تھے۔

عبداللہ ابن سباء تاریخ اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے مسلمانوں میں

فتنہ و فساد کا بیج بویا اس نے ایک تیر سے دو شکار کیے :

(۱) اسلام کے بنیادی عقائد میں غیر اسلامی اور مشرکانہ عقائد شامل کر دیے۔

(۲) مسلمانوں کی وحدت ملی اور یکجہتی و یک رنگی اور یک نگاہی کو پارہ پارہ کر دیا۔

با الفاظ دیگر وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہوگیا یعنی اس نے حضرت علیؓ کو خدا بنا کر مسلمانوں میں انسان پرستی کا عقیدہ راسخ کر دیا اور تفرقہ پیدا کرکے مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف صف آراء کر دیا۔ اس شخص کی منافقانہ روش اور فتنہ انگیزی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اس کو قتل کرایا لیکن جو خفیہ جماعت اس نے پیدا کر دی تھی اور جس قسم کے غیر اسلامی عقائد اس جماعت میں راسخ کر دیئے تھے۔ ان دونوں باتوں کا خاتمہ نہ ہوسکا۔ بلکہ اس کی وفات کے بعد اس کی جماعت کو ایران میں قبول عام کی سند حاصل ہوگئی۔ کیونکہ جن عقائد کی ابن سباء نے تبلیغ کی تھی وہ ان کے لیے قابل قبول تھے۔ خصوصاً حلول کا عقیدہ جو ان میں پہلے ہی سے موجود تھا۔

اسماعیلیہ : حضرت جعفر (شیعوں کے چھٹے امام) نے ۱۴۸ھ میں وفات پائی' ان کی وفات کے بعد ان کے متبعین میں دو گروہ پیدا ہوگئے۔

(۱) جس نے ان کے چھوٹے بیٹے حضرت موسیٰ کاظم کو ان کا جانشین تسلیم کیا وہ آگے چل کر امامیہ اثنا عشریہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

(۲) جنہوں نے ان کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل کو ان کا جانشین تسلیم کیا وہ آگے چل کر اسماعیلیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ فرقہ اگرچہ شیعیت ہی کی ایک شاخ ہے مگر جن لوگوں نے اس فرقے کی رہنمائی کی انہوں نے اسے ایک تخریبی تحریک بنا دیا اور آگے چل کر یہ تحریک اپنے معتقدات اور اعمال کے لحاظ سے شیعیت سے بھی کوسوں دور ہوگئی۔ تاریخ اسلام میں اس تحریک کو ملاحدہ' باطنیہ' تعلیمیہ اور قرامطہ کے رسوائے عالم لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ ہم ذیل میں اس کی مختصر داستان قلمبند کرتے ہیں کیونکہ یہی فرقہ دنیائے اسلام میں غیر اسلامی تصوف کا بانی ہے۔

واضح ہو کہ اس فرقے نے شروع سے ہی عبداللہ ابن سباء کے غالی عقائد

(عقیدہ الوہیت علی و رجعت و تناسخ ارواح و حلول) اختیار کرلیے تھے۔ پروفیسر براؤن ایران کی ادبی تاریخ جلد اول ص ۳۱۱ پر لکھتا ہے۔ جو عقائد غلاۃ شیعہ میں مشترک ہیں وہ حسب ذیل چار عقائد ہیں :

۱۔ تشبیہ (خدا کا انسانی شکل میں ظہور)
۲۔ مشیت ایزدی میں تبدیلی (بداء)
۳۔ امام کی واپسی (رجعت)
۴۔ تناسخ (ایک امام کی روح کا دوسرے یعنی جانشین کی شخصیت میں حلول کرنا۔)

ظاہر ہے کہ یہ سب عقائد' قرآن کے سراسر خلاف ہیں اسی لیے مسٹر اسٹیلنے لین پول اپنی تصنیف داستان قاہرہ مطبوعہ لندن ۱۹۰۶ء میں ص ۱۱۳ پر لکھتا ہے۔ "اپنی باطنی روح کے اعتبار سے فاطمین مصر کا مذہب محمدؐ نزم نہیں ہے۔"

ڈاکٹر اولیری نے بھی اپنی تصنیف تاریخ خلفائے بنی فاطمہ مصر میں ص ۱۲ پر لکھا ہے۔ اسماعیلیہ فرقے میں شروع ہی سے غلاۃ شیعہ کی خصوصیات پیدا ہوگئی تھیں یعنی۔ ۱۔ تاویل ۲۔ تجسیم ۳۔ حلول ۴۔ تناسخ روح امام بقالب دیگر۔"

اب ہم براؤن کی تاریخ ادبیات ایران جلد اول سے اس تحریک کی داستان قلمبند کرتے ہیں۔

(۱) مہدی کے عہد حکومت میں المقنع نے خروج کیا۔ ابن خلکان نے اپنی مشہور تالیف وفیات الاعیان میں لکھا ہے کہ المقنع کا اصلی نام عطاء تھا اس نے جادو اور طلسمات میں مہارت حاصل کی اور خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ اس نے اپنے پیروؤں سے کہا کہ سب سے پہلے خدا نے آدم میں حلول کیا یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے اسے سجدہ کیا۔ الغرض خدا اسی طرح تمام انبیاء میں حلول کرتا ابو مسلم خراسانی کے جسم میں داخل ہوا اور اس کی وفات کے بعد اب خدا نے میرے اندر حلول کیا ہے۔ چونکہ یہ شخص نہایت کریہہ المنظر اور کانا تھا۔ قصیر القامت اور ہکلا تھا اور اپنے بد نما چہرے پر سنہرا نقاب ڈالے رہتا تھا۔ اسی لیے اسے المقنع کہتے ہیں۔ یہ شخص ۱۶۹ھ میں قتل کیا گیا۔

(۲) مامون کے عہد میں بابک خرمی نے خروج کیا۔ یہ شخص بھی الوہیت کا

مدعی تھا۔ بحوالہ طبری اس شخص نے بیس سال تک ایران میں شدید ہنگامہ برپا رکھا۔ انجام کار افشین نے ۲۲۳ھ میں اسے قتل کیا۔ المقنع اور بابک نے خدائی کا دعویٰ کرکے ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کیا اور بقول مسعودی (کتاب التنبیہ) بابک نے پانچ لاکھ کے قریب مسلمانوں کو قتل کیا۔ ان دونوں کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عبداللہ ابن میموں القداح کی تخریبی سرگرمیوں کے لئے زمین ہموار کی۔

۳۔ ہٹی اور براؤن دونوں نے لکھا ہے (دیکھیں : تاریخ ادبیات ایران جلد اول صفحہ ۳۹۶ از براؤن اور عربوں کی تاریخ صفحہ ۴۴۳ از ہٹی) کہ فرقہ اسماعیلیہ کی سیاسی تنظیم اور مذہبی عقائد کی تدوین کا سہرا عبداللہ ابن میمون القداح کے سر ہے الفہرست میں مرقوم ہے کہ یہ شخص اہواز کا باشندہ تھا اس نے پہلے بصرے میں قیام کیا پھر سلامیہ (شام) کو اپنا مرکز بنایا اور یہاں سے تمام دنیائے اسلام میں اپنے دعاۃ کو اسماعیلی مذہب کی تبلیغ کے لیے روانہ کیا۔ اس نے ۲۶۱ھ/ ۸۷۵ء میں وفات پائی۔

۴۔ حمدان قرمط : یہ شخص القداح کا سب سے بڑا حامی تھا۔ اس کا نام حمدان بن اشعث تھا یہ دراصل ایک عراقی کاشتکار تھا چونکہ اس کی ٹانگیں بہت چھوٹی تھیں اس لیے اسے قرمط کہتے تھے۔ اس نے اسماعیلی مذہب کو باطنی تحریک میں تبدیلی کر دیا۔ اور اسی لیے اسمعیلی باطنی فرقہ اس کے نام سے موسوم ہوگیا یعنی قرامطہ' قرامطہ نے الجنابی کی سربراہی میں ایک آزاد ریاست قائم کرلی اور اس کے بیٹے ابو طاہر نے ۹۳۰ء میں مکے پر حملہ کرکے حجراسود اکھیڑ لیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ بقول براؤن انہوں نے سو سال تک سلطنت عباسیہ کے باشندوں کو خوفزدہ رکھا۔

القداح کے عقائد : اس نے اپنی تحریک کو اسماعیلی فرقے کے ساتویں امام اسمٰعیل سے منسوب کیا۔ اس لیے اس تحریک کا نام اسماعیلی تحریک ہوا۔ مگر اس تحریک کو مختلف زمانوں میں مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ مثلاً سبعی' باطنی' تعلیمی' فاطمی' قرمطی اور حشیشی لیکن مورخوں نے اس تحریک کو ملاحدہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔

القداح کے عقائد حسب ذیل ہیں۔

(ا) اس مذہب میں سات کا عدد بہت مقدس ہے اس کے بعد بارہ کا عدد مثلاً سبعہ سیارہ اور دوازدہ بروج ہفتے کے سات دن اور سال کے بارہ مہینے۔

(۲) اصول ہفت گانہ : خدا، عقل کلی، نفس کلی، انسان، مادہ، زمان، مکان۔

(۳) سات صاحب شریعت نبی یا رسول : آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، آنحضرت ﷺ اور محمد التام (کامل) ابن اسمٰعیل ابن جعفر۔

(۴) ہر رسول کے ساتھ جس کا لقب ناطق ہے ایک معاون بھی ہے۔ جس کا لقب صامت ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے آدمؑ کے ساتھ شیثؑ نوحؑ کے ساتھ سام ابراہیمؑ کے ساتھ اسمٰعیلؑ موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ عیسیٰؑ کے ساتھ پطرس، آنحضرتؐ کے ساتھ علیؓ اور محمد بن اسمٰعیل کے ساتھ القداح۔

القداح کا طریق کار : القداح نے اپنے عقائد کی تبلیغ کے لیے مبلغین تیار کئے ان کا لقب داعی تھا۔ دعاۃ کا طریق کار یہ تھا کہ وہ جس شہر میں جاتے وہاں کوئی پیشہ مثلاً تجارت یا طبابت اختیار کرلیتے سب سے پہلے وہ لوگوں کے دلوں میں اپنے متقی، مقدس اور متورع ہونے کا نقش جماتے تھے۔ جب لوگ ان کی بزرگی کے قائل ہو جاتے تھے تو وہ ان کے قلوب میں فلسفیانہ سوالات کے ذریعے سے شکوک وساوس اور اضطراب پیدا کرتے تھے۔ مثلاً :

۱۔ خدا نے یہ دنیا چھ دن میں کیوں پیدا کی جبکہ وہ ایک ساعت میں پیدا کر سکتا تھا۔

۲۔ صراط مستقیم کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟

۳۔ عذاب دوزخ کی حقیقت کیا ہے؟ دوزخیوں کی کھال کس طرح بدلی جائے گی؟

۴۔ رمی جمار کی حقیقت کیا ہے؟

۵۔ دوزخ کے دروازے سات کیوں ہیں؟ جنت کے دروازے آٹھ کیوں ہیں۔

۶۔ آسمان سات کیوں ہیں؟ سورۂ فاتحہ کی آیات سات کیوں ہیں؟

۷۔ کراماً کاتبین ہمیں نظر کیوں نہیں آتے؟

۸۔ حاملین عرش آٹھ کیوں ہیں؟

۹۔ ابلیس کی کیا حقیقت ہے؟

۱۰۔ یاجوج وماجوج اور ہاروت وماروت سے کیا مراد ہے؟

۱۱۔ تمام حیوانات میں انسان ہی دو ٹانگوں پر کیوں کھڑے ہو کر چلتا ہے؟
۱۲۔ ہاتھوں میں دس انگلیاں کیوں ہیں؟
۱۳۔ چار انگلیوں میں تین تین پورے کیوں ہیں؟ انگوٹھے میں صرف دو کیوں ہیں؟
۱۴۔ صرف چہرے میں سات مخارج کیوں ہیں؟ آٹھ یا نو کیوں نہیں؟ جبکہ بقیہ تمام جسم میں صرف دو ہیں؟

یہ سوالات تبلیغ کی ابتدا میں کئے جاتے تھے جب سننے والا مضطرب ہو جاتا تھا تو اس کے دماغ میں فلسفیانہ قسم کے شکوک و شبہات پیدا کئے جاتے تھے۔ اور جب وہ مبہوت ہو جاتا تھا تو داعی اس سے کہتا تھا کہ تمہارے علماء کے پاس ان سوالات کا کوئی جواب نہیں ہے۔ لیکن اگر تم میرا مذہب اختیار کرلو تو میں تمہیں اسلام کی حقیقت سے آگاہ کر دوں گا۔ اس کی شرط یہ ہے کہ تم اپنی دولت یا کمائی میں سے ہماری تحریک کی مالی امداد کے لیے ایک رقم معین کر دو اور وعدہ کرو کہ جو تعلیم ہم تمہیں دیں گے تم اسے مخفی رکھو گے۔

اگر سامع اس شرط پر راضی ہوگیا تو اسے اس خفیہ جماعت کے پہلے درجے میں داخل کرلیا جاتا تھا۔ القداح نے نو درجے مقرر کئے تھے۔ آخری درجے میں پہنچ کر طالب حق کو اسلام سے بیگانہ کر دیا جاتا تھا۔

مقریزی اور نویری لکھتے ہیں کہ آخری درجے تک پہنچنے کے بعد طالب کے لیے اباحت مطلقہ کا دروازہ کھل جاتا تھا اور عقائد کے لحاظ سے وہ شخص فلسفہ مشائین کا پیرو بن جاتا تھا۔ (دیکھیں: تاریخ بنی فاطمہ از اولیری صفحہ ۲۸، ۲۹) براؤن لکھتا ہے (دیکھیں: تاریخ ادبیات ایران جلد اول صفحہ ۴۱۵) کہ آخری درجے تک پہنچ کر مرید مذہب اسلام سے بیگانہ ہو جاتا تھا اور فلسفی بن جاتا تھا۔ بقول نویری وہ مانوی یا مجوسی یا فلسفیانہ عقائد اختیار کرلیتا تھا بلکہ اس کا مذہب مختلف عقائد و افکار کا مجموعہ بن جاتا تھا۔

القداح اور قرمط دونوں نے اپنے متبعین کو جنہیں دعاۃ کا منصب دیا۔ یہ نصیحت کی تھی کہ جس شخص کو تبلیغ کرو پہلے اس کے عقائد سے واقفیت حاصل کرو۔ پھر اپنے آپ کو اس کا ہم خیال ظاہر کرو تاکہ وہ تم سے بدظن نہ ہو جائے۔ جب وہ تم پر اعتماد کرے تو اس کے عقائد کو آہستہ آہستہ متزلزل کرنا شروع کرو اس لیے ان

دعاۃ نے ہر جگہ اسی حربے کو استعمال کیا اور کامیابی حاصل کی۔ (دیکھیں : تاریخ خلافت بنی فاطمہ از اولیئری صفحہ ۳۱۴)

باطنیہ : گمراہی کے دروازوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک اور مضرت رساں دروازہ جو باطنیہ نے کھولا وہ یہ تھا کہ ہر لفظ کے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں اور ایک حقیقی یا باطنی انہوں نے الفاظ کے اس باطنی پہلو پر اس قدر زور دیا کہ ان کا اصلی نام اسماعیلہ غیر معروف ہوگیا اور وہ باطنیہ کے نام سے مشہور ہوگئے بہرکیف انہوں نے کہا کہ اسی طرح قرآن و حدیث کے الفاظ کے بھی دو دو معنی ہیں ایک ظاہری دوسرے باطنی اور ان کو آپس میں وہی نسبت ہے جو پوست (ظاہر) کو مغز (باطن) سے ہے۔ جہلاء صرف ظواہر (ظاہری معنی) سے آگاہ ہیں۔ حقائق یا باطنی معانی کو صرف اہل اسرار جانتے ہیں جو شخص ظواہر میں گرفتار ہے وہ شریعت کی پابندیوں میں جکڑا ہوا ہے اور دین کی نہایت نیچی سطح پر ہے جو شخص اہل باطن کی صحبت میں رہ کر حقائق سے آشنا ہو جاتا ہے وہ شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کی اس آیت کا یہی مفہوم ہے ویضع عنهم اصرهم والاغلال التی کانت علیهم یعنی رسول اس بوجھ سے نجات دلاتا ہے جس کے تلے وہ (عوام) دبے ہوئے تھے اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان کی گردوں میں پڑے ہوئے تھے۔ (۷:۱۵۷)

باطنیہ نے اپنی اس بنیادی تعلیم کو عوام کے سامنے صوفی بن کر پیش کیا۔ رفتہ رفتہ جاہل صوفیوں نے پہلے ظاہر اور باطن کی تفریق کا اصول اختیار کیا پھر اس کے منطقی نتیجے کو بھی قبول کرلیا۔ یعنی انہوں نے شریعت اور طریقت میں تفریق کر دی اور کہنے لگے کہ شریعت کا حکم کچھ اور ہے اور طریقت کا حکم کچھ اور ہے۔ آخر کار انہوں نے باطنیہ کی اس تعلیم کو بھی تسلیم کرلیا کہ جب سالک کو معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ قید شریعت سے آزاد ہو جاتا ہے اور اپنے اس باطل عقیدے پر اس آیت سے استدلال کیا واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اور اس کا ترجمہ اس طرح کیا صرف اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کر جب تک تجھے یقین حاصل نہ ہو۔ جب معرفت یا یقین حاصل ہو جائے تو اتباع شریعت کی حاجت نہیں ہے۔

باطنیہ نے اس طرح لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کر دیا۔ عوام کے پاس کوئی

آلہ یا معیار نہ اس وقت تک تھا نہ اب ہے نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ جس کی مدد سے وہ یہ معلوم کرسکتے کہ یہ شخص جو ظاہر میں صوفیوں کا لباس پہنے ہوئے بیٹھا' تصوف کے "اسرار و رموز" بیان کر رہا ہے۔ باطن میں کیا ہے؟ اگر کسی عامی نے اعتراض بھی کیا کہ یہ قول قرآن یا حدیث کے خلاف ہے تو معتقدین نے اسے گستاخ قرار دے کر مجلس سے باہر نکال دیا۔ قصہ ختم شد۔

یہ صراحت اس لیے کی ہے کہ آج بیسویں صدی میں بھی سنی عوام کے دلوں میں جو یہ تفریق جاگزین ہے اور وہ اپنے "بزرگوں" کی خلاف شرع باتوں پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ ان کو از قبیل رموز و اسرار طریقت سمجھتے ہیں' یہ تفریق عبد اللہ بن سباء کے متبعین کی پیدا کردہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ سبائیت اور اس کی نکھری ہوئی صورت یعنی باطنیت دراصل نبوت و رسالت محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت یا باغیانہ تحریک تھی۔ یعنی ولایت کے پردے میں نبوت کی تحقیر و تذلیل اور لبادۂ تصوف میں کفر و الحاد کی تبلیغ و ترویج۔

لبادۂ تصوف میں الحاد : جس زمانے میں قرامطہ نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کیں مسلمانوں میں تصوف کا آغاز ہوچکا تھا اور مختلف سلسلے قائم ہوچکے تھے۔ قرامطہ نے صوفیوں کے حلقوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو صوفی ظاہر کیا یعنی تصوف کے لباس میں صوفیوں کو گمراہ کرنا شروع کیا اور اسلامی تصوف میں غیر اسلامی عقائد کی آمیزش کرکے ایران میں اس غیر اسلامی تصوف کی بنیاد رکھ دی جو رفتہ رفتہ مسلمانوں میں رائج ہوگیا اور اسلامی تصوف کے ساتھ اس طرح مخلوط ہوگیا کہ اسلامی اور غیر اسلامی تصوف میں امتیاز کرنا عوام کے لیے ناممکن ہوگیا۔

ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ ایران کے اکثر باشندوں نے اسلام کو صدق دل سے قبول نہیں کیا تھا۔ قرامطہ نے جو غیر اسلامی عقائد جن کی وضاحت قبل ازیں کی جاچکی ہے۔ تصوف کے لباس میں ایرانیوں کے سامنے پیش کئے مثلاً حلول' اتحاد' تجسم' تناسخ وغیرہ وہ سب ایسے تھے جو قبل اسلام' ایران کے مختلف طبقوں میں مروج تھے اس لیے ان لوگوں نے ان عقائد کو بخوشی قبول کرلیا۔

اسلامک کوارٹرلی کا حوالہ : مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ اس مضمون سے چند اقتباسات ہدیہ ناظرین کردیئے جائیں جو ایک غیر مسلم۔ اے۔ ای کرمسکی

(Krymsky) نے تصوف کے ارتقاء پر لکھا تھا اور جسے اسلامک کوارٹرلی کے مدیر نے مجلہ مذکور کی جلد ششم برائے سال ۱۹۶۱ء میں درج کیا ہے: "صوفی جماعت کے افراد اپنے آپ کو سنت کا سچا محافظ کہتے تھے لیکن ایران میں یہ لقب ان لوگوں نے بھی اختیار کرلیا تھا جن کے عقائد اسلام سے اس قدر بعید تھے کہ آنحضرت ﷺ ان کو جہنمی قرار دے دیتے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جب ۸۶۴ء میں عبداللہ ابن میمون القداح نے اسماعیلی فرقے کی اصلاح کی اور ان کو منظم کیا تو اس جماعت کے پوشیدہ طریق پر تبلیغ کرنے والوں کو یہ نصیحت کی کہ جب وہ مسلمانوں سے ملیں تو اپنے آپ کو صوفی ظاہر کریں تاکہ کسی کو ان پر شبہ کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ ان جدید اسماعیلیوں نے ایران اور دوسرے ملکوں میں تصوف کو عوام میں بڑی حد تک مقبول بنا دیا۔ لیکن اس خدمت کے معاوضے میں انہوں نے تصوف میں ایسے غیر اسلامی رجحانات اور عقائد داخل کر دیئے جن کا اظہار چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوگیا۔"

(مجلہ اسلامک کوارٹرلی جلد ۶ شمارہ ۳'۴ بابت جولائی و اکتوبر ۱۹۶۱ء ص ۱۰۵)

یہی مصنف اسی رسالے کے ص ۸۷ کے حاشیے میں لکھتا ہے: "اسماعیلی دعاۃ نے جو پندرھویں صدی عیسوی کے آغاز میں ہندوستان میں آئے' صوفیوں کا طریق اختیار کیا اور ہندوؤں سے کہا کہ حضرت علیؓ وشنو کے دسویں اوتار تھے چنانچہ پیر صدرالدین نے اسی حکمت عملی سے کام لے کر بہت سے ہندوؤں کو اپنے مذہب کا پیرو بنایا۔"

مقدمہ شرح گلشن راز کا حوالہ : غیر اسلامی تصوف کا بیج قرامطہ نے بویا انہوں نے اپنے مقاصد مشؤمہ اور عقائد مذمومہ کی تبلیغ کے لیے تصوف کو آلہ کار بنایا اور صوفیوں کے لباس میں بے شمار مسلمانوں کو گمراہ کر دیا۔ بطور تائید مزید' مقدمہ شرح گلشن راز نوشتہ آقائے کیوان سمیعی (شیعہ اثنا عشری) سے چند اقتباسات کا اردو ترجمہ ذیل میں درج ہے: "صوفیوں میں حلول و اتحاد کے غیر اسلامی عقائد کی اشاعت کا ظاہری سبب یہ ہے کہ مسلمانوں میں فرق ضالہ کے پیروؤں نے اپنے مقاصد پلید کی اشاعت کے لیے' اپنے آپ کو صوفیوں کے لباس میں ظاہر کیا۔ ان لوگوں کی صورت تو صوفیانہ تھی مگر سیرت صوفیانہ نہیں تھی۔ ان لوگوں نے اپنے غلط عقائد صوفیوں میں شائع کر دیئے اور چونکہ عامتہ الناس ان میں

اور سچے صوفیوں میں فرق نہ کر سکے (اور کر بھی کیسے سکتے تھے) اس لیے فرق مذکورہ کے معتقدات کو صوفیوں کے متعقدات سے مخلوط اور منسوب کر دیا۔ چنانچہ شمس الدین محمد سخاوی اپنی تصنیف "الضوا للامع" میں درباره فضل اللہ استر آبادی (جو باطنی بھی تھا اور مذہب اتحاد کا بھی معتقد تھا اور فرقہ حروفیہ کا بانی بھی تھا) لکھتا ہے' "دے بلباس درویشاں درآمد خود را ازاں طائفہ معرفی کرد" وہ درویشوں کے لباس میں ظاہر ہوا اور اپنے آپ کو اسی گروہ سے وابستہ کرکے ایک صوفی کی حیثیت سے پیش کیا۔ اس کے باوجود تعطیل احکام شرعیہ و اباحت محرمات و ترک مفترضات کا حکم دیا۔ (الضوا للامع فی اعیان القرن التاسع جلد ۶ ص ۱۷۴)"

پروفیسر ای جے ڈبلیو گب اپنی تاریخ شعر ترکان عثانی کے ۳۳۸ پر لکھتا ہے:

"تاریخ اسلام میں بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ دعاۃ مذہب بدع و ضلال نے اشتباہ کاری اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے عوام کے حسن ظن کو مدنظر رکھ کر' باطل عقائد رکھنے والے صوفیہ سے استفادہ کیا ہے اور اپنے آپ کو انہی سے وابستہ ظاہر کیا ہے۔"

چنانچہ نظام الملک طوسی کا قاتل جو دراصل فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتا تھا' صوفیہ کے لباس میں ظاہر ہوا تھا (اس نے صوفی بن کر طوسی کا قرب حاصل کیا اور موقع پاکر اسے قتل کر دیا) اسی طرح باطنیہ فرقے کے دو آدمی' صوفی بن کر شاہ عباس صفوی کے پاس آئے تھے اور اسے مذہب امامیہ سے منحرف کرنے کی کوشش کی تھی۔

فرقہ اسمعیلیہ میں وہ طائفہ جو حشاشین کے نام سے بدنام ہے اس کے افراد بھی ہمیشہ صوفیوں ہی کے لباس میں ظاہر ہوتے تھے اور جب وہ صوفیہ کے عقائد بیان کرتے تھے تو اپنے عقائد بھی شامل کر دیتے تھے اور اس طرح عقیدۂ شخصی' عقیدۂ صوفیہ بن جاتا تھا۔ چنانچہ متاخرین ان کے ایسے اقوال کی تاویل کرتے تھے۔ مثلاً شیخ عزیز نسفی اس بات کا قائل ہے کہ مرد عارف کی روح اس کی وفات کے بعد کاملین کے بدن میں داخل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ یہ عقیدہ بالکل عقیدۂ تناسخ کا ہم معنی ہے مگر ایک صوفی سے منسوب ہے اس لیے ملا ہادی سبزواری نے اپنی تصنیف اسرار الحکم جلد اول ص ۲۴۸ میں شیخ مذکور کے اس قول کی تاویل لی ہے اور اس کے غیر اسلامی عقیدے کا نام تناسخ مجازی رکھ کر شیخ مذکور کی برات کی کوشش کی ہے حالانکہ

یہ عقیدہ صریحاً" تناسخ ارواح کا عقیدہ ہے جو کفر ہے۔
(ماخوذ و مقتبس از مقدمہ گلشن راز نوشتہ کیوان سمیعی شیعی مطبوعہ چاپ خانہ حیدری از انتشارات کتابخانہ محمودی طہران ۱۳۴۷ شمسی ص ۳۸،۳۹)
یہ ایک شیعہ عالم کی عبارت ہے جس پر کسی تبصرے یا حاشیے کی ضرورت نہیں ہے۔

سبائیہ و قرامطہ کی کتب تصوف میں دسیسہ کاری : شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جیسا کہ فتوحات مکیہ کے مطالعے سے معلوم ہو سکتا ہے نہایت راسخ العقیدہ اور متبع شریعت بزرگ تھے۔ فتوحات مکیہ کے پہلے باب میں انہوں نے تین وصل قائم کئے ہیں اور پہلے وصل میں اپنا عقیدہ بیان کیا ہے اسے غور سے پڑھا جائے تو یہ معلوم ہو گا کہ عقائد نسفی کی شرح پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے سر موا شاعرہ کے مسلک سے انحراف نہیں کیا ان کی تصانیف میں بھی سبائیہ اور قرامطہ نے تدسیس کی ہے۔ چنانچہ امام شعرانی اپنی تصنیف الیواقیت و الجواہر، ص ۷ مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ پر لکھتے ہیں : حضرت شیخ کتاب اور سنت کے پابند تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ایک لحظے کے لیے بھی میزان شرع کو اپنے ہاتھ سے پھینک دے گا وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔ ان کی تصانیف میں جو عبارتیں ظاہر شریعت سے معارض ہیں وہ سب مدسوس ہیں۔ (دسروں نے داخل کر دی ہیں) مجھے اس حقیقت سے سیدی ابوالطاہر المغربی نے آگاہ کیا جو اس وقت مکہ معظمہ میں مقیم تھے۔ انہوں نے مجھے فتوحات کا وہ نسخہ دکھایا جس کا مقابلہ انہوں نے قونیہ میں شیخ اکبر کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نسخے سے کیا تھا۔ اس نسخے میں وہ فقرے نہیں تھے جو میرے نسخے میں تھے اور میں نے ان فقروں میں توقف (ان کی صحت میں شک) کیا تھا جب میں فتوحات کا اختصار کر رہا تھا۔

اس کے بعد لکھتے ہیں "ان ملاحدہ اور زنادقہ (قرامطہ و سبائیہ) نے سب سے پہلے امام احمد بن حنبل اور اس کے بعد علامہ مجدد الدین فیروز آبادی اور امام غزالی کی تصانیف خصوصاً احیاء العلوم میں تدسیس کی ہے۔" اس کے بعد لکھتے ہیں اس فرقہ باطنیہ کی جسارت کا یہ عالم ہے : "کہ اس فرقے کے ایک شخص نے ایک کتاب لکھ کر میری طرف منسوب کر دی اور تین سال تک یہ کتاب میری زندگی میں متداول رہی۔" پھر لکھتے ہیں "کہ زنادقہ نے امام احمد بن حنبل کے مرض

الموت کے زمانے میں ایک کتاب جس میں اپنے باطنی عقائد بیان کئے تھے، پوشیدہ طور پر (ان کا شاگرد بن کر) ان کے سرہانے تکیے کے نیچے رکھ دی تھی اور اگر امام مرحوم کے تلامذہ ان کے عقائد سے بخوبی واقف نہ ہوتے تو جو کچھ انہوں نے مرحوم کے تکیے کے نیچے پایا تھا۔ اس کی وجہ سے وہ لوگ بہت بڑے فتنے میں مبتلا ہو جاتے۔"

۲۔ لبادۂ تصوف میں یوسف علی کے عقائد حلول و اتحاد و تجسیم و تناسخ

یوسف علی کا عقیدہ الوہیت محمدؐ اور عقیدۂ حلول و تجسیم : جس طرح ابن سبا کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت علیؓ خدا ہیں اسی طرح یوسف علی کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ محمدؐ خدا ہیں۔ (دیکھیں باب چہارم : دعاوی و عقائد) یوسف علی اپنی ڈائری (دیکھیں دستاویزات : ڈائری) میں محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے عنوان کے تحت لکھتا ہے "محمدؐ ہر لحاظ سے عین اللہ کی مثل ہیں، اللہ کی طرح محمدؐ وریٰ الوریٰ بھی ہیں قریب بھی ہیں اللہ کی طرح محمدؐ بھی ہر جگہ موجود ہیں" یوسف علی اپنی ڈائری میں رسول مرد کامل ﷺ کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے: "حق / ھو / اللہ / محمدؐ جب نازل ہوتا ہے رسولؐ / مرد کاملؐ قریب پرتو وراء الوراء حقیقتیں (اللہ / محمدؐ) خود کو محمدؐ کی شکل میں مجسم کرلیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ یا محمدؐ اور محمدؐ کے درمیان قطعاً" کوئی فرق نہیں ہے۔ رسولؐ کے تمام اعمال اور کارنامے اللہ کے اعمال اور کارنامے ہوتے ہیں۔ رسولؐ اور اللہ کا پھینکنا، پکارنا، دیکھنا یکساں ہے۔ پس جو اللہ اور رسولؐ کے درمیان کسی طرح کا فرق کرتے ہیں وہ کافر ہیں اور جو اللہ اور رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے ان کے لیے برکتیں ہیں۔"

یوسف علی اپنی ڈائری میں رسولؐ / مرد کاملؐ کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے کہ "رسولؐ / مرد کاملؐ حقیقت الحقائق (ذات حق سبحانہ و تعالیٰ) کی کامل تجسیم ہے اور وہ سب سے زیادہ اعزاز کا حقدار ہے۔" اس طرح یہ ثابت ہے کہ سبائیہ اور اسماعیلیہ کی طرح یوسف علی بھی عقیدۂ حلول و تجسیم کا داعی ہے اور ملاحدہ کا تسلسل ہے۔

یوسف علی کا عقیدۂ حیات جاوید محمدؐ : جس طرح سبائیہ حضرت علی کی حیات جاوید اور الوہیت کے معتقد تھے اس طرح یوسف علی کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ محمدؐ

جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں ان کی پہلی شکل آدمؑ تھے اور موجودہ شکل محمد یوسف علی ہے۔ (تفصیل دیکھیں باب چہارم : دعاوی و عقائد) چنانچہ یوسف علی اپنی ڈائری (دیکھیں دستاویزات : ڈائری) میں رسول / مرد کامل ﷺ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے : "محمدؐ ہمیشہ جسمانی طور پر موجود رہے ہیں۔ اپنے جسمانی وجود کی ظاہری وفات کے بعد وہ واپس محمدؐ مصطفیٰ کے حقیقی جسم میں چلے گئے اس طرح نور اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے فوراً بعد وراء الوراء محمد جسمانی محمدؐ کا نور سب سے چیدہ شخص پر نازل ہوتا ہے جو اپنے وقت کا نبیؐ / رسولؐ / مرد کاملؐ ہوتا ہے یوں محمدؐ کی آئندہ شکل سابقہ شکل سے ظاہری اور حقیقی طور پر مماثل بلکہ شاندار ہوتی ہے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں انؐ کی پہلی شکل آدمؑ تھے موجودہ شکل محمد یوسف علی ہیں۔"

یوسف علی اپنی ڈائری (دیکھیں باب سوم و دستاویزات : یوسف علی کی ڈائری) میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جاوید کے بارے میں مزید تفصیل سے لکھتا ہے:

○ محمدؐ کے تسلسل اور زندہ ہونے کے بارے میں قرآن نے بہت سے اشارے دیئے ہیں۔ محمدؐ / اللہ کا تمام انبیاء اور اپنے وقت کے مردان کامل پر نزول یکساں ہے لہٰذا ان میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیے۔

☆ کہو ! ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل ہوا ہے ہم پر' اور جو نازل ہوا ہے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور قبیلوں پر' اور وہ جو عطا کیا گیا ہے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو اور انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے۔ ہم ان میں سے کسی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور اس کے لیے ہم مسلمان ہیں۔

قل آمنا باللّٰہ و ما انزل علینا و ما انزل علی ابراھیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰق و یعقوب والاسباط و ما اوتی موسٰی و عیسٰی و النبیون من ربھم لانفرق بین احد منھم و نحن لہٗ مسلمون (۳:۸۴)

☆ اور ہم ایمان لائے جو آپ پر نازل ہوا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل ہوا ہے اور ایمان لائے آخر پر۔ والذین یومنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون○ (۲:۰۶)

○ محمدؐ کو دائمی زندگی دی گئی ہے اور پہلے بھی آدمؑ یا موسیٰؑ وغیرہ کے نام

سے لوگوں کے درمیان رہے ہیں۔

☆ اور ہم نے آپؐ سے پہلے کسی فانی کو دوام نہیں دیا۔ وما جعلنا بشر من قبلک الخلد (۲۱:۳۴)

میںؐ رہا ہوں تمہارے درمیاں پوری عمر پہلے۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ ۱۰:۱۶)

☆ اور جان لو رسولؐ تم میں ہیں۔ و علموا ان فیکم رسول اللہ (۴۹:۰۷)

یوسف علی کا عقیدۂ تناسخ ارواح وحلول : جس طرح المقنع نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے پیروؤں سے کہا کہ سب سے پہلے خدا نے آدم میں حلول کیا یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے اسے سجدہ کیا اسی طرح تمام انبیاء میں حلول کرتا ہوا ابو مسلم خراسانی کے جسم میں داخل ہوا اور اس کی وفات کے بعد اب خدا نے میرے اندر حلول کیا ہے (دیکھیں تاریخ ادبیات ایران از براؤن بحوالہ وفیات الاعیان از ابن خلکان بعینیہ یہی عقائد یوسف علی کے ہیں (دیکھیں باب چہارم : دعاوی و عقائد) چنانچہ یوسف علی اپنی ڈائری (دیکھیں باب سوم و دستاویزات : ڈائری) میں رسول / مرد کامل ﷺ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے : "رسول اللہؐ یا نبیؐ یا مرد کاملؐ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے مکمل مظہر ہیں وہ وراء الوراء اللہ اور محمدؐ کا جسمانی طور پر مکمل مجسم ہیں۔ تمام جسمانی وجود ان کی وجہ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہؐ ہمیشہ دنیا میں موجود ہوتے ہیں انؐ کا ظاہری نام مختلف ہوسکتا ہے لیکن ان کا حقیقی نام ہمیشہ محمدؐ ہوتا ہے۔ آدمؐ، نوحؐ، موسیٰؑ، ابراہیمؑ، عیسیٰؑ لباسوں کے نام ہیں لیکن حقیقت میں ان میں سے ہر ایک محمدؐ ہیں۔ پھر محمدؐ بن عبداللہ آئے یہ پہلی بار تھا کہ حقیقی اور ظاہری نام ایک ہو گئے پھر ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، بارہ امامؑ، ابن عربیؒ، عبدالقادرؒ، معین الدینؒ، فرید الدینؒ مجدد الف ثانیؒ اور محمدؐ یوسف علی آئے۔ مرد کاملؐ کے نام مختلف ہوسکتے ہیں مگر درحقیقت وہ محمدؐ کی شاندار شکل ہوتی ہے۔"

یوسف علی اپنی ڈائری میں اسی عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے : "محمدؐ ہمیشہ جسمانی طور پر موجود رہے ہیں اپنے جسمانی وجود کی ظاہری وفات کے بعد وہ واپس محمدؐ مصطفےٰ کے حقیقی جسم میں چلے گئے۔ اس طرح نور اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا اس کے فوراً بعد وراء الوراء محمدؐ + محمدؐ کا جسمانی نور سب سے چیدہ شخص پر نازل

ہوتا ہے جو اپنے وقت کا نبیؐ / رسولؐ / مرد کاملؐ ہوتا ہے یوں محمدؐ کی آئندہ شکل سابقہ شکل سے ظاہری اور حقیقی طور پر مماثل بلکہ شاندار ہوتی ہے اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں انؐ کی پہلی شکل آدمؑ تھے موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے۔"

اس سے ثابت ہے کہ یوسف علی نہ صرف اسماعیلیوں کی طرح عبداللہ ابن سبا کے غالی عقائد الوہیت علی و رجعت و تناسخ ارواح و حلول کا داعی ہے بلکہ اس نے غلاۃ شیعہ کے عقائد تشبیہ (خدا کا انسانی شکل میں ظہور)' رجعت (امام کی واپسی) اور تناسخ (ایک امام کی روح کا دوسرے یعنی جانشین کی شخصیت میں حلول کرنا) بھی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

یوسف علی یہیں بس نہیں کرتا وہ مزید کہتا ہے کہ محمدؐ کا نزول صرف انبیاء کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ کہیں بھی کسی پر بھی قطع نظر مذہب نسل اور رنگ وغیرہ کے ہوسکتا ہے (دیکھیں باب چہارم : دعاوی و عقائد) چنانچہ یوسف علی اپنی ڈائری میں محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے عنوان کے تحت مزید لکھتا ہے "محمدؐ کا نزول صرف انبیاء کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ ہر صالح فرد بلکہ زیادہ صحیح یہ ہوگا کہ کہیں بھی کسی پر بھی قطع نظر مذہب نسل اور رنگ وغیرہ کے ہوسکتا ہے۔" یوسف علی پہلے تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ محمدؐ خدا ہیں' پھر کہتا ہے کہ محمدؐ کا نزول و حلول جس شخص پر ہوتا ہے وہ نبی اور رسول ہو جاتا ہے اب یہ کہتا ہے کہ محمدؐ کا نزول و حلول صرف انبیاء کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ کہیں بھی کسی پر بھی ہوسکتا ہے اور یہی ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ خدا' انسان' حیوان' حجر' شجر کسی میں بھی حلول کرسکتا ہے۔

یوسف علی کا طریق کار : یوسف علی کے نہ صرف عقائد وہی ہیں جو ابن سباء' القداح اور دیگر ملاحدہ کے ہیں بلکہ اس کا طریق کار میں بعینہ وہی ہے جو ابن سبا اور القداح اور ان کے دعاۃ (داعی' مبلغ) کا تھا اور جس کا اس باب کے حصہ اول میں قدرے تفصیل سے ذکر ہوچکا ہے (دیکھیں : القداح کا طریق کار) اس لیے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو لوگ یوسف علی کے حصار میں گرفتار ہیں انہیں تو اس کا خوب تجربہ ہے اور جن لوگوں کو اس سے واسطہ پڑا ہے وہ بھی ایک حد تک اس کے طریق کار سے واقف ہیں دیگر حضرات اور قارئین کرام کی آگاہی کے لیے

اس کا دستاویزی ثبوت فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کے باب پنجم میں یوسف علی کے دو خط شائع کئے گئے ہیں پہلا خط یوسف علی نے اپنے معتقدین کے نام ۱۵ جولائی ۱۹۹۴ء کو لکھا ہے اس کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"اپنے اطمینان قلب کے لیے ساری انسانیت سارے عالم اسلام سے قرآن کی حقیقت معلوم کریں۔ یہ معلوم کریں کہ سیدنا محمد بن عبداللہ اس وقت کہاں ہیں؟ سیدنا محمدؐ رسول اللہ کہاں ہیں؟ غزوۂ ہند کی حقیقت کیا ہے؟ بے شمار سوالات ہیں جس سے کسی کا مقام جانچا جاسکتا ہے۔ رکوع و سجود میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کی بجائے سبحان اللہ کیوں نہیں؟ درود ابراہیمی میں " سیدنا" کیوں نہیں؟ پورے عالم اسلام میں پوری کائنات میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نائب خاص نائب اعلیٰ کون ہیں؟ جو بھی ہیں انہیں پورا قرآن تو عطا ہوا ہی ہوگا نا اس سے آپ کو اپنے حضرت کا اندازہ ہوگا۔ ہم سے وابستہ ہوں اور کمال پر نہ پہنچیں یہ کیسا ہوسکتا ہے؟ الحمدللہ کیا اس جہاں میں کوئی ہے جو آپ کی ملاقات حضور علیہ الصلوۃ سے شروع کرواکر آپ کو انتہائی کمال پر پہنچادے۔ ہمیں تو آپ سارے جہاں سے پیارے ہیں کیا ہم آپ کو پیارے ہیں ہمیں آپ سے بے انتہا محبت ہے رشتہ داری کی محبت اس دنیا تک محدود ہے ہماری محبت ابدی ہے اجازت دیں آپ کو مرتبہ کمال تک پہنچانے کی خدمت انجام دیں دنیا میں بہت بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔ غزوہ ہند بھی دور نہیں ہے۔ اس ساری دنیا میں زیادہ سے زیادہ ۳۱۳ صاحبان نصیب ہیں جنہوں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے ملنا ہے پہچاننا ہے قدر کرنی ہے وارفتہ ہونا ہے۔ لوگ جذباتی مکالمہ تو بولتے ہیں کہ ہماری جان مال اللہ رسول اللہ پر قربان لیکن ان کا نمائندہ خاص جب کوئی بات کہتا ہے تو مصلحت میں پڑ جاتے ہیں الف صاحب اور ت اگر آپ اعلیٰ مدارج تک چلنا چاہتے ہیں تو سوا لاکھ درود شریف کے ساتھ ٹیسٹ آف یور چوائیس Test of Your Choice کے لیے تیار رہیں۔ آپ نے گریز کیا تو آپ کی مرضی۔ ہمیں آپ سب سے محبت تو ہے لیکن کوئی گریز کرے تو یاد رکھے کہ ہمارے لیے ہمارا اللہ کافی ہے ہم اس کے ساتھ ہیں دید میں ہیں عید میں ہیں۔ وہی ہمارا مطلوب ہے صرف وہی ہمارا مقصود ہے صرف وہی ہمارا محبوب ہے ہمیں اس سے اور کچھ بھی نہیں چاہیے۔ شیطان نے آپ پر بہت حملے کئے پھر بھی کامیاب نہیں ہیں۔ ہم آپ کو دیکھتے رہے ہیں ہم

نے آپ کو بتایا تھا کہ ہمارا عہد تعلق کبھی بھی نہیں ٹوٹ سکتا (۴۲:۵۲) یہ کوئی پیر کے ساتھ بیعت نہیں وہ بھی توڑی جائے تو اس کا وبال اپنے نفس پر ہوتا ہے (۴۸:۱۰) آپ سب ہمارے ہم آپ کے ہیں۔ غلط فہمی کو ترک کر دیں۔ اعلیٰ منازل کے لیے اعلیٰ امتحان ہوتے ہیں۔ ارے یہاں تو کالج میں داخلہ میٹرک کے بعد ملتا ہے اور میرٹ کے مطابق ہوتا ہے۔ حضورؐ تک پہنچنے کے لیے کوئی امتحان نہ ہو؟ اس میں آپ کی بہتری ہے جو کچھ آپ کے خاندان میں ہوتا رہا اسی کے پس منظر میں جو کالم لکھے ان کی نقل پیش خدمت ہے ہمیں آپ سے بہت پیار ہے یہ وہ پیار نہیں جو بشر کو بشر کے ساتھ ہوتا ہے یہ وہ ہے جو نور کو نور سے اللہ کو بندے سے رسولؐ کو غلام سے ہوتا ہے۔ اس پیار کی قدر کریں! کوئی وضاحت ہو تو انشاء اللہ ملاقات پر والسلام مع الدعا آپ کا حضرت' آپ کا نور۔"

یوسف علی کا لبادۂ باطنیہ : باطنیہ نے گمراہی کے دروازوں میں سے سب سے خطرناک دروازہ جو کھولا وہ یہ تھا کہ ہر لفظ کے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں اور ایک حقیقی یا باطنی اور کہا کہ قرآن و حدیث کے الفاظ کے بھی دو دو معنی ہیں ایک ظاہری دوسرے باطنی' جہلا صرف ظواہر (ظاہری معنی) سے آگاہ ہیں حقائق یا باطنی معنوں کو صرف اہل اسرار جانتے ہیں۔ یوسف علی بھی اپنی مخصوص مجلسوں اور مخصوص تحریروں میں قرآن و حدیث کے باطنی معنی بیان کرتا تھا' جس کے دستاویزی ثبوت اس کتاب میں اس کی آڈیو ویڈیو کیسٹوں اور ڈائری کی صورت میں بطور دستاویزات شامل کئے جارہے ہیں جس سے اس کی اس ضمن میں ناپاک جسارتوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ذیل میں یوسف علی کی ڈائری کے چند اقتباس درج کئے جاتے ہیں۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ باطنی معانی اور اسرا و حقائق کی آڑ میں کس بے باکی سے تحریف قرآن کر رہا ہے یوسف علی اپنی ڈائری (دیکھیں باب سوم : یوسف علی کی ڈائری) میں محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:

○ محمدؐ علیہ الصلوۃ والسلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے محبوب / محب ہیں۔ محمدؐ ہر لحاظ سے عین اللہ کی مثل ہیں۔ اللہ کی طرح محمدؐ وراء الوراء بھی ہیں قریب بھی ہیں۔ اللہ کی طرح محمدؐ بھی ہر جگہ ہیں۔ قرآن نے محب اور محبوب یا اللہ اور محمدؐ دونوں کے لئے ھو Hoo' یا جمع کا صیغہ استعمال کیا

ہے۔

وھو معکم این ماکنتم (۰۴:۵۷)' ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (۵۰:۱٦)' ھو الاول والاخر والظاہر والباطن (۰۳:۵۷)' سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق (۴۱:۵۳)' ولہ المثل الاعلٰی (۲۷:۳۰)'

○ جب وراء الورا اللہ اور محمدؐ کسی فرد پر نزول کرتے ہیں وہ رسولؐ یا امام وقتؑ ہو جاتا ہے۔ یہ راز ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے۔

☆ اے رسولؐ اعلان کر دیجئے جو آپ پر نازل ہوا ہے آپ کے رب کی طرف سے۔ یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک (۶۷:۰۵)

○ اسلام کی بنیادی باتوں کو مان لینا کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ماننا ہے کہ حق / ھو / محب۔ محبوب / اللہ۔ محمدؐ نے محمدؐ پر نزول کیا ہے۔

☆: اور وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ایمان لائے اس بات پر کہ حق نے نزول کیا ہے محمدؐ پر ان کے رب کی طرف سے۔ والذین آمنواوعملوا الصلحت وامنو بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم (۰۲-:۴۷)

○ وراء الوراء (مطلق) محمدؐ کا ذکر بہت سے خوبصورت ناموں سے کیا گیا ہے۔ ان ناموں میں شامل ہیں۔

☆ دکھا ہم کو صراط مستقیمؐ اھدنا الصراط المستقیمؐ (۰٦:۰۱)

☆ الم ○ وہ الکتابؐ ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ الم ○ ذلک الکتابؐ لاریب فیہ (۲-۱:۰۲)

☆ اے لوگو! محبت کرو اپنے رب سے جس نے تمہیں نفس واحدہؐ سے پیدا کیا یا ایھا الناس اتقو ربکم الذی خلقکم من نفس واحدہ (۰۱:۰٦)

☆ فرشتے اور روحؑ اس میں نازل ہوتے ہیں اپنے رب کی اجازت سے تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم (۰٦:۹۷)

○ محمدؐ اللہ کا کسی شخص پر نزول اسے رسول بنا دیتا ہے۔ اس کا نام آدمؑ موسیٰؑ نوحؑ ابراہیمؑ وغیرہ کچھ بھی ہو حقیقت میں وہ محمدؐ ہوتا ہے۔

☆ جب اللہ نے انبیاء سے عہد (میثاق) لیا کہ میں نے تمہیں دیا ہے کتاب اور حکمت میں سے۔ واذ اخذاللہ میثاق النبین لما اتینکم من کتب وحکمۃ (۰۳:۸۱)

☆ اے وہ لوگو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ میں اور اس کے رسولؐ پر اور الکتابؑ پر جو نازل ہوئی ہے پہلے۔ یا ایھاالذین امنو امنو باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل (۰۴:۱۳۶)

☆ بے شک ہم بھیجتے ہیں اپنے رسولوںؑ کو بین ثبوتوں کے ساتھ اور نازل کرتے ہیں ان کے ساتھ الکتاب اور میزان لقد ارسلنا بالبینیت و انزل معھم الکتاب والمیزان (۵۷:۲۵)

○ مسٹر موسیٰ سیدنا موسیٰؑ ہوگئے جب محمدؑ ان پر نازل ہوئے۔

☆ اور جب ہم نے دی موسیٰؑ کو الکتابؑ واذاتینا موسیٰ الکتاب (۰۲:۵۳) (۰۲:۸۷) (۰۶:۹۱) (۱۱:۱۱۰) (۱۷:۲۷) (۱۹:۵۱) (۲۳:۵۱) (۲۵:۳۵) (۲۸:۲) (۲۸:۴۳)

○ دیگر انبیاءؑ کی بھی یہی صورت ہے۔

☆ اور جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ ابن مریم تم پر اور تمہاری والدہ پر میری نعمت کو یاد کرو جب تمہاری روح القدسؑ سے مدد کی۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس (۵:۱۱۰) (۹:۱۴۱) (۳:۴۳) (۱۹:۱۶) (۱۹:۳۰) (۲:۸۷) (۲:۲۵۳) (۹:۱۶۱)

☆ اور بے شک ہم نے بھیجا نوحؑ اور ابراہیمؑ کو اور رکھا نبوت اور الکتابؑ کو ان کے تخم (Seed) میں اور ان ہی میں سے وہ ہے جو سیدھا چلتا ہے۔ ولقد ارسلنا نوحا و ابراہیم و جعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب منھم مھتد (۵۷:۲۶)

یوسف علی کے ان عقائد و نظریات اور تاویل و تحریف قرآن پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے یوسف علی پہلے الم ○ وہ کتابؑ جس میں کوئی شک نہیں۔ الم ○ ذالک الکتاب لا ریب فیہ ○ میں الکتابؑ کو محمدؐ قرار دیتا ہے۔ حالانکہ بلاشبہ

یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے' اور پھر پورے قرآن میں جہاں جہاں کسی پیغمبر پر کتاب کے نزول کا ذکر آیا ہے وہ اس پیغمبر پر کتاب کے نزول کو محمدؐ کا نزول قرار دیتا ہے ایک طرف تو یہ کہتا ہے کہ رسولؐ اور مرد کاملؐ حقیقت الحقائق ذات سبحانہ و تعالیٰ کی کامل تجسیم ہے اور دوسری طرف کہتا ہے کہ محمدؐ جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں ان کی پہلی شکل آدمؑ تھے موجودہ شکل محمدؐ یوسف علی ہے۔ آدمؑ' نوحؑ' ابراہیمؑ' عیسیٰؑ تمام انبیاء لباسوں کے نام ہیں حقیقت میں ان میں سے ہر ایک محمدؐ ہیں۔ ابوبکرؓ' عمرؓ' عثمانؓ' علیؓ بارہ امامؑ ابن عربیؒ' عبدالقادرؒ' معین الدینؒ' فرید الدینؒ' مجدد الف ثانیؒ اور محمدؐ یوسف علی سب مرد کامل ہیں ان کے نام مختلف ہوسکتے ہیں مگر درحقیقت وہ محمدؐ کی شاندار شکل ہیں۔ یہاں یوسف علی باطنیہ کے لبادہ میں ہے اور قران کے باطنی معانی و اسرار و حقائق کی آڑ میں تحریف قرآن کر رہا ہے جو صریحاً" کفرو الحاد ہے۔

○

باب ہفتم

یوسف علی کے دو اہم خطوط

○

پہلا خط یوسف علی نے ۱۵ جولائی ۱۹۹۴ء کو اپنے معتقدین کے نام لکھا ہے' اور دوسرا خط ۱۲ ستمبر ۱۹۹۷ء کو اڈیالہ جیل سے اپنے منحرفین کے نام لکھا ہے دونوں خطوط میں گہرا ربط ہے' دونوں خطوط کے مندرجات بھی اہم ہیں اور جن حضرات کا ان میں ذکر ہے وہ بھی اہم ہیں' یہ حضرات بارگاہ رسالتؐ میں یوسف علی کی گستاخیوں کے عینی شاہد ہیں اور یوسف علی کے خلاف مقدمہ توہین رسالت میں بھی چشم دید گواہوں کی حیثیت سے اپنے بیان قلم بند کروا چکے ہیں۔ اس کتاب میں ان خطوط اور ان حضرات کے کئی مقامات پر حوالے ہیں' اس لئے ان خطوط کو کتاب میں شامل کرنا ضروری سمجھا گیا پہلے خط میں بوجوہ پورے نام شائع نہیں کئے گئے ناموں کے ابتدائی حروف شائع کئے گئے ہیں جب کہ دوسرے خط میں مکمل نام شائع کئے جارہے ہیں۔ دونوں خطوط کی عکسی نقول مولف کے پاس محفوظ ہیں۔ (تفصیل دیکھیں : جلد دوم)

○

پہلا خط: معتقدین کے نام محررہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۴ء

۱۵ جولائی ۱۹۹۴ء
ہمارے بہت ہی پیارو!
السلام علیکم و رحمتہ اللہ
"Test Debriefing" آپ کے جائزے کی خاطر حاضر ہے۔

۱۔ پس منظر۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے ایک عبد خاص کو اس قابل بنا دیا ہوا ہے کہ وہ "اہل" کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ملوا سکتا ہے۔ حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے بعد ہی انسانی معراج کی ابتداء ہوتی ہے۔ انشاء اللہ ربیع الاول یوم میلاد سیدنا محمدؐ بن عبداللہ ﷺ کو کراچی میں ایک خوش نصیب کی آپ ﷺ سے ملاقات ہونی ہے۔ آپ کا خاندان اچھا لگا اس میں سے ۱۔ الف صاحب ۲۔ (غ صاحبہ) ۳۔ ت صاحبہ اور ۴۔ ن کا انتخاب ہوا (مشروط)

۲۔ غ نے تیزی، شدت اور استقامت دکھائی آپ کے رب نے اسے ٹیسٹ میں ڈال دیا۔ حضورؐ سے غ کی محبت اس پر استقامت پر ہم صد آفریں لکھتے ہیں۔ (غ) کا جسم بیمار و کمزور نہ ہو جاتا تو وہ مزید استقامت دکھاتیں۔ (غ) آزاد ہو جاتیں تو اسی دنیا میں ان کی زندگی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ہمرکابی میں گزرتی۔ ظاہراً ان (غ کے شوہر) کے لئے یہ ایک قربانی تھی اسی لیے اس کا انعام آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ملاقات تھی۔ (ن) نے قربانی نہیں دی اب وہ جانیں اور ان کے مرشد (غ) سے ہم خوش ہیں انشاء اللہ جب آزاد ہوں گی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس ہوں گی۔ یہ آزادی انتقال سے پہلے ہوئی تو پہلے اگر انتقال کے بعد ہوئی تو انتقال کے بعد قرب رسول کریمؐ عطا ہوگا جس کے بعد دیدار ذات حق اور معراج عطا ہوگا۔ انشاء اللہ۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

یہ ٹیسٹ قرآن حکیم سورہ بقرہ کی آیات ۱۵۱ تا ۱۵۷ سورہ التوبہ کی آیت نمبر ۲۴، ۱۲۸، ۱۲۷ اور سورہ العنکبوت کی آیت نمبر ۲ کے تحت لیا گیا۔ ایسا ٹیسٹ پہلی مرتبہ نہیں ہمیشہ سے لیا جاتا رہا ہے۔ سیدنا اسماعیلؑ نے حکم ملنے پر اپنی بیوی کو چھوڑا۔ حضرت زیدؓ نے حکم ملنے پر اپنی بیوی حضرت زینب کو چھوڑا آپ کے اپنے

کراچی میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص نے اپنے باباجی کے حکم پر اپنی نوبیاہتا بیوی کو چھوڑا----- کون سی نئی بات ہے۔ سمندر میں لاکھوں کروڑوں قطرے ہوتے ہیں لیکن کوئی کوئی قطرہ موتی بنتا ہے پہاڑوں میں کتنے پتھر ہوتے ہیں لیکن چند ایک ہیرا بنتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے محبت اللہ کے رسولؐ سے محبت اور مصلحت دو متضاد باتیں ہیں۔ کراچی سے روانگی والے دن صبح حضرت (الف) کے گھر پر ناشتہ کرتے وقت آپ کو یہ سب کچھ واضح کیا تھا نا!

۳۔ اپنے اطمینان قلب کے لئے ساری انسانیت سارے عالم اسلام سے قرآن کی حقیقت معلوم کریں۔ یہ معلوم کریں کہ سیدنا محمد بن عبداللہ اس وقت کہاں ہیں؟ سیدنا محمدؐ رسول اللہ کہاں ہیں؟ غزوہ ہند کی حقیقت کیا ہے؟ بے شمار سوالات ہیں جس سے کسی کا مقام جانچا جاسکتا ہے۔ رکوع و سجود میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کی بجائے سبحان اللہ کیوں نہیں؟ درود ابراہیمی میں "سیدنا" کیوں نہیں؟ پورے عالم اسلام میں پوری کائنات میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نائب خاص نائب اعلیٰ کون ہیں؟ جو بھی ہیں انہیں پورا قرآن تو عطا ہوا ہی ہوگا نا اس سے آپ کو اپنے حضرت کا اندازہ ہوگا۔ ہم سے وابستہ ہوں اور کمال پر نہ پہنچیں یہ کیسا ہو سکتا ہے؟ الحمدللہ کیا اس جہاں میں کوئی ہے جو آپ کی ملاقات حضور علیہ الصلوۃ سے شروع کرواکر آپ کو انتہائی کمال پر پہنچا دے۔ ہمیں تو آپ سارے جہاں سے پیارے ہیں کیا ہم آپ کو پیارے ہیں ہمیں آپ سے بے انتہا محبت ہے رشتہ داری کی محبت اس دنیا تک محدود ہے ہماری محبت ابدی ہے۔ اجازت دیں آپ کو مرتبہ کمال تک پہنچانے کی خدمت انجام دیں دنیا میں بہت بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔ غزوہ ہند بھی دور نہیں ہے۔ اس ساری دنیا میں زیادہ سے زیادہ ۳۱۳ صاحبان نصیب ہیں جنہوں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے ملنا ہے پہچاننا ہے قدر کرنی ہے وارفتہ ہونا ہے۔ لوگ جذباتی مکالمہ تو بولتے ہیں کہ ہماری جان مال اللہ رسول اللہ پر قربان لیکن ان کا نمائندہ خاص جب کوئی بات کہتا ہے تو مصلحت میں پڑ جاتے ہیں الف صاحب اور ت اگر آپ اعلیٰ مدارج تک چلنا چاہتے ہیں تو سوا لاکھ درود شریف کے ساتھ ٹیسٹ آف یور چوائس Test of your Choice کے لئے تیار رہیں۔ آپ نے گریز کیا تو آپ کی مرضی۔ ہمیں آپ سب سے محبت تو ہے لیکن کوئی گریز کرے تو یاد رکھے کہ ہمارے

لئے ہمارا اللہ کافی ہے ہم اس کے ساتھ ہیں دید میں ہیں عید میں ہیں۔ وہی ہمارا مطلوب ہے صرف وہی ہمارا مقصود ہے صرف وہی ہمارا محبوب ہے ہمیں اس سے اور کچھ بھی نہیں چاہیے۔ شیطان نے آپ پر بہت حملے کئے پھر بھی کامیاب نہیں ہیں۔ ہم آپ کو دیکھتے رہے ہیں ہم نے آپ کو بتایا تھا تاکہ ہمارا عہد تعلق کبھی بھی نہیں ٹوٹ سکتا (۳۲:۵۲) یہ کوئی پیر کے ساتھ بیعت نہیں وہ بھی توڑی جائے تو اس کا وبال اپنے نفس پر ہوتا ہے (۴۸:۱۰) آپ سب ہمارے ہم آپ کے ہیں۔ غلط فہمی کو ترک کر دیں۔ اعلیٰ منازل کے لئے اعلیٰ امتحان ہوتے ہیں۔ ارے یہاں تو کالج میں داخلہ میٹرک کے بعد ملتا ہے اور میرٹ کے مطابق ہوتا ہے۔ حضورؐ تک پہنچنے کے لئے کوئی امتحان نہ ہو؟ اس میں آپ کی بہتری ہے جو کچھ آپ کے خاندان میں ہوتا رہا اسی کے پس منظر میں جو کالم لکھے ان کی نقل پیش خدمت ہے ہمیں آپ سے بہت پیار ہے یہ وہ پیار نہیں جو بشر کو بشر کے ساتھ ہوتا ہے یہ وہ ہے جو نور کو نور سے اللہ کو بندے سے رسولؐ کو غلام سے ہوتا ہے۔ اس پیار کی قدر کریں! کوئی وضاحت ہو تو انشاء اللہ ملاقات پر۔ والسلام مع الدعا

آپ کا حضرت
آپ کا نور

○

دوسرا خط: منحرفین کے نام محررہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۷ء (اڈیالہ جیل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
۲۱ ستمبر ۱۹۹۷ء اڈیالہ جیل
بہت ہی پیارے اور محترم حضرت اسلم ملک صاحب!
بہت ہی پیارے اور محترم حضرت یوسف صدیقی صاحب!
بہت ہی پیارے اور محترم رانا اکرم صاحب!
بہت ہی پیارے اور محترم بکرجانی صاحب!
بہت بہت محترمہ آپی!
بہت ہی پیارے نومان!
میری بیٹی جیسی میری بہن نومان!
بہت ہی پیارے اور محترم اسلم شیخ صاحب!
بہت ہی پیارے "ارشد" اور بہنا!
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ'
الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین رحمتہ للعالمین خاتم النبین رؤف و رحیم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اما بعد۔

شروع ہی سے خط لکھنا چاہ رہا تھا لیکن اجازت نہیں مل رہی تھی۔ الحمد للہ آج اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارے آقا حضور سیدنا محمدؐ رسول اللہ کے ذریعے اجازت دی تو مخاطب ہوں:

1. Alhamdolillah I loved you all When you all used to love me. I loved you when you hated me and let the hell loose on us and blamed me for blasphemy and what not. Insha allah I will love you all no matter what you have done are doing or will do because love is not love if it changes when it finds time to change.

میری یہ تحریر دو حصوں پر مشتمل ہوگی۔

(۱) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد سے جس بہت بڑی غلط فہمی کا آپ شکار ہوئے ہیں اس کا ازالہ تاکہ میں ان کا دل مطمئن کرسکوں جن سے مجھے پیار ہے۔

(۲) مجھ سے جو آپ کی خدمت ہوئی عین کمال کے قریب آپ پہنچنے لگے تو ہم بچھڑ گئے۔ انسان کے آغاز اور عروج کی جو حقیقت ہے وہ پیش خدمت کر دوں گا۔

غلط فہمی کا ازالہ

مسئلہ نبوت

واللہ واللہ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا نہ میں نے کبھی آپ کو کہا کہ میں نیا نبی ہوں نہ میں نے یہ کہا کہ میں خدا نخواستہ محمدؐ رسول اللہ ہوں' بہت بڑی عطا کو آپ نے خطا کے تحت میری خطا بنا دیا۔ لعنت ہو اس پر جو بالواسطہ یا بلاواسطہ نبوت کا دعویٰ کرے اور ہدایت دے اللہ اس کو جو الزام لگائے' نبی کا منکر کافر ہوتا ہے کیا ہم نے آپ کو کافر کہا؟ چونکہ ہم آپ ہی جیسے ہیں اس لئے کافر نہیں کہہ سکتے الحمد للہ جو عطا اس فقیر پر ہے وہ ہے اس کا اعتراف کرتا ہوں کرتا رہوں گا اور کرتا رہا ہوں چاہے جان بھی چلی جائے جان کا کیا ہے جس کاغذ پر قرآن چھپ جائے وہ اپنے آپ کو قرآن نہ کہے تو کیا کہے۔ الحمد للہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس فقیر کو حضرت سیدنا غوث الاعظم کی طرح بلاواسطہ حضور سیدنا محمدؐ رسول اللہ النبی الامی ﷺ سے تربیت دلوائی۔ اپنی زبان سے اپنا تعارف کرواؤں تو میں اپنے آقا کی جوتی ہوں۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے تعارف کراؤں تو وارث النبی الامیؐ ہوں نائب محمدؐ مصطفے ہوں اور اس میں کوئی انوکھی بات نہیں ہے حضرت غوث الاعظمؒ کو بھی یہ اعزاز مل چکا ہے بلکہ ہر مسلمان کو وارث النبی الامی اور نائب محمدؐ مصطفے ہونا چاہیے لیکن چونکہ مقصد حیات یعنی تکمیل شخصیت نہیں کرپاتا لہٰذا نیابت سے محروم رہتا ہے الحمدللہ ہم نے تو آپ کو نیابت کے نزدیک پہنچا دیا تھا۔۔۔۔۔ اسلم ملک صاحب کتنی دفعہ ہم نے آپ کی امامت میں یوسف صدیقی صاحب' عبدالواحد صاحب اور دوسرے صاحبان کی امامت میں نماز پڑھی نبیؐ کی امامت تو غیر نبی نہیں کروا سکتا۔ صدیق اکبرؓ امامت کرواتے کرواتے پیچھے ہٹ گئے تھے جب انہوں نے حضورؐ کو دیکھا تھا پھر صدیق اکبرؓ مکبر بن گئے تھے۔ کتنی دفعہ ہم نے کہا ہم آپ

کے نوکر ہیں کتنی دفعہ ہم نے آپ کو کہا ہم میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں کتنی دفعہ ہم نے کہا Iam nothing کتنا خوبصورت وقت ہم نے گزارا۔ نظر لگ گئی محترم اسلم ملک صاحب آپ اپنے ساتھ نقشبندی قادری کی مبارک نسبت لگاتے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ آپ قادریہ سلوک اور نقشبندیہ سلوک سے بخوبی واقف ہیں اس لئے ہم نے کبھی اس وضاحت کی ضرورت نہ سمجھی آپ اپنی ترقی کے لئے حضرت خواجہ باقی باللہ کے اسم گرامی اور ارشادات پر غور کرلیں مثلاً حضرت مجدد الف ثانی مکتوب نمبر ۳۰ دفتر دوئم حصہ اول (صفحہ ۱۰۱) ملاحظہ فرمالیں۔ الحمدللہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جب اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ان کی نیابت و وراثت دی اور ان کے حکم سے سلسلہ حقیقت محمدیہؐ کا آغاز کیا تاکہ ۱۔ عاشق ایک ہو جائیں ۲۔ مسلمان متحد ہو جائیں ۳۔ وحدت انسانی کے ذریعے امن عالم ہو جائے۔ یہی فقیر کا تعلق ہے اور فقیر سیاست میں حصہ تو نہیں لیتا۔ فقیر سے بڑا بادشاہ کون ہوتا ہے؟ ۱۹۹۲ء میں آپ ضد کرکے ہم سے سلسلہ حقیقت محمدیہؐ میں بیعت ہوئے ہم نے آپکو خبردار کیا تھا کہ ہمارے ہاں بیعت ٹوٹ نہیں سکتی اور سخت مراحل ہیں جہاں دوسرے سلاسل کی انتہا ہے وہاں ہماری ابتدا ہے۔ آپ تو یہ بھی بھول گئے ہوں گے کہ حضرت غوث الاعظمؒ نے ہمیں بہ نفس نفیس اپنی خلافت تحفتہ" عطا فرمائی اور ظاہراً حضرت ڈاکٹر محمد عطا اللہ قادری سے بھی خلافت دلوائی اس وقت ہم آپ سے Low Profile میں بات کر رہے ہیں یاد کریں بکر جانی صاحب کے گھر ہم نے روشنی بجھا کر کہا تھا کہ سخت وقت آنے والا ہے۔ جس نے چھوڑ کر جانا ہے' چلا جائے روشنی کرنے پر آپ سب بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ بھی ہوگیا تھا وضاحت مانگ لیتے۔ یہ سارا فتنہ کیوں برپا کیا؟ تاریخ اسلام کا جائزہ لے لیں مسلمان تقسیم کیوں ہوئے؟ زوال پذیر کیوں ہوے؟ کیا شریعت کو چھوڑا نہیں؟ پھر کیا وجہ ہوئی؟ صرف بنیادی وجہ ایک ہے کہ وارث النبی الامیؐ کی قدر نہیں کی اور نہ ہی ان کی عزت و حرمت کا قانون بنا؟ آج ہم سیدنا عثمانؓ' سیدنا علیؓ' بارہ امامؒ یا کسی کا بھی نام لیں آپ عزت بھی کریں گے اور ادب بھی لیکن جب یہ زندہ تھے تو انہیں ۱۔ قتل کرنے والے ۲۔ قید کرنے والے ۳۔ تنگ کرنے والے بہ ظاہر بڑے ہی پرہیز گار مسلمان تھے۔ آپ کو اعتراف ہے نا کہ ہم الحمدللہ گھاٹے کا سودا نہیں کرتے۔ ہمارا جیل میں رہنا بھی الحمدللہ خسارہ نہیں رہا بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ وری

الوریٰ بے صورت بے مثل بے مثال کے ساتھ چھ ماہ سے خلوت ہے حضور سیدنا محمدؐ رسول اللہ سے روزانہ ملاقات دیگر ہستیاں خصوصاً حضرت غوث الاعظمؒ سے کئی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ آپ کو مبارک ہو آج آپ کا نام لیا گیا پھر آپ سب کا اس لئے حاضر ہوں بطور ایک قادری کے اپنے گرینڈ شیخ کے عطا کردہ تحائف میں سے تین تحفے پیش کرتا ہوں انہی پر عمل کرتے ہوئے آپ سب کے خلاف کسی قسم کا بغض، کینہ اور غصہ نہیں ہے نہ کبھی بددعا کی ہے نہ انشاء اللہ کروں گا۔

1. To hide the faults of man and rest of the creation, not only from others but even from themselves.
2. To have compassion and forgiveness for even worse of sins.
3. The good ones are devoted to me and I am devoted to saving the bad ones.

لڑکیوں خصوصاً نومان صاحبہ (میری اچھی بہن) کی غلط فہمی درج بالا عطا کردہ خصوصیات کے تحت میں اپنی صفائی کے لئے کسی کا نقص یا تحریر وغیرہ بیان نہیں کروں گا بلکہ اپنا بیان دوں گا۔

۱۔ واللہ واللہ میں نے آج تک کسی لڑکی کو اپنے شوہر سے طلاق لینے کا نہیں کہا۔

۲۔ سورہ مبارک النور کی آیات مبارکہ ۱۲ اور ۱۳ کے تحت ۱۔ واللہ ۲۔ واللہ ۳۔ واللہ میں محمد یوسف علی نے آج تک اپنی اکلوتی بیوی ام حسنین سیدہ طیبہ یوسف علی کے علاوہ کسی لڑکی کے ساتھ میاں بیوی والا تعلق نہیں رکھا تعلق تو دور کی بات ہے ایسی نظر سے بھی نہیں دیکھا اگر میں نے ایسا کیا ہو تو مجھ پر لعنت اگر کوئی الزام لگائے تو اسے اللہ ہدایت دے۔ (آمین)

میری بیٹیوں جیسی بہن ہیں ان کے پاس نومان کے علاوہ کبھی کوئی نہیں آیا ان کی پاکیزگی کے ہم گواہ بھی ہیں اور حلفاً بھی کہتے ہیں۔

She experienced an exceptional miracle and it was all spiritual. Miracle is performed by Allah (SWT) and man is not even aware of it.

اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ جبرائیلؑ کو دحیہ کلبی کی شکل میں بھیج سکتے ہیں تو نومان کا انفس ہماری شکل کیوں نہیں اختیار کرسکتا؟ عام لوگوں کے احاطہ شعور سے یہ بات بہت بالاتر ہے۔ البتہ عالم حق اسے جانتے ہیں۔ اولیاء اللہ بیک وقت کئی جگہ کیسے ہوتے ہیں؟ یہ ان کی بشریت نہیں ہوتی بلکہ ان کی شکل پر کوئی اور ہوتا ہے۔

۳۔ پیارے نومان اس وقت مجھ پر یقین کرنا آپ لوگوں کے لئے بہت مشکل ہے لیکن قرآن پر تو یقین ہے نا۔ اپنی زندگی کا جائزہ لیں کیا آپ نے کبھی زنا کیا؟ ہاں یا ناں؟ اگر کیا ہے تو اس کی معافی حاصل کریں اور اگر نہیں کیا طیب ہیں تو یقین کریں بھی طیب ہے کیونکہ قرآن کا اعلان ہے کہ بدکار مرد ہی بدکار عورت سے نکاح کرتا ہے (النور ۴) پاک خواتین پاک مردوں کے لئے ہیں۔ (النور ۲۶) زندگی کا مقصد تکمیل شخصیت یعنی سواد اعظم یعنی پھر سے احسن تقویم بننا ہے۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ ۱۔ مجاہدہ مع حقیقت قرآن و سنت ۲۔ عشق یہ عطا ہے مرشد سے فیض دو طریقوں سے پہنچتا ہے۔ ۱۔ ذاتی ۲۔ روحانی ذاتی یکدم ہوتا ہے روحانی رفتہ رفتہ روحانی فیض عام فہم ہوتا ہے ذاتی یکدم ہوتا ہے پتہ بھی نہیں چلتا۔ عشق کی مسافر فیض ذاتی ملا یکدم تکمیل شخصیت اور الحمدللہ ایسا مقام کہ بڑے بڑے پیر بھی راہ میں ہیں میرے لئے محترم تھیں ہیں اور انشاء اللہ رہیں گی۔ میں نے انہیں بہن اس لئے بنایا کہ مجھے نومان سے پیار تھا اور رہے گا انشاء اللہ اس لئے یہ وضاحت ہے آپ سب کو خصوصاً نومان، رانا اسلم صاحب، اسلم شیخ صاحب اینڈ فیملی کے دل کو مطمئن کرسکوں۔

آخری بات پیارے اللہ! آپ کے علم میں سب کچھ ہے نیت بھی عمل بھی چھپا بھی ظاہر بھی۔ آپ کے اس عاجز بندے آپ کے رسول پاکؐ کے اس مسکین غلام محمد یوسف علی پر آج تک جو الزام لگے ہیں جو جو جھوٹ اور زیادتی تہمت اور بہتان لگائے گئے ہیں اگر سچ ہیں تو اسی وقت اس تحریر کی تکمیل سے پہلے محمد یوسف علی کو موت دے دے اور اگر یا اللہ آپ کے فضل و کرم سے محمد یوسف علی سچا ہے تو میں حضرت اسلم ملک اور ان کے ساتھی، حضرت اسماعیل شجاع آبادی اور ان کے

ساتھی، محترم ضیاء شاہد اور ان کے ساتھیوں کے لئے خصوصی رحم اور ہدایت کی درخواست کرتا ہوں۔ اب تک اللہ پاک آپ نے زندہ رکھا ہوا ہے تو میں اپنے مان اور اعتماد میں آگیا ہوں آپ نے محبوب بنایا ہوا ہے آپ کے محبوب کی خواہش ہے کہ ان سب زیادتیاں کرنے والوں سے میرا بدلہ نہ لینا بلکہ مجھ سے پہلے انہیں جنت عطا کرنا اسلم ملک صاحب رانا اکرم صاحب اور ان کے ساتھیو! یہ ساری وضاحت دو رخ رکھتی ہے۔

۱۔ قبول ہو گئی تو نعمت ہے۔

۲۔ رد کر دی گئی تو اتمام حجت ہے۔

اس کے باوجود ہم نے اللہ سے رحم کی درخواست کر دی ہے۔ چند نکات:

ایک بار امام شافعیؒ اپنے شاگردوں کو درس دے رہے تھے تو یہ بات شاگردوں کے دیکھنے میں آئی کہ آپ درس کے دوران بار بار کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب ان سے وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ مدرسے کے باہر چند بچے کھیل رہے تھے ان میں سے ایک بچہ سید خاندان سے تعلق رکھتا تھا جب وہ بچہ گیند اٹھانے کے لئے ہمارے قریب آتا ہے تو ہم احتراماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

حضرت جنیدؒ بغدادی جو اپنے پہلے ایام میں شاہی پہلوان تھے ایک سید کے ساتھ کشتی میں احتراماً ہار گئے تو حضور ﷺ نے اسی روز خواب میں حضرت جنید بغدادی سے فرمایا (مفہوم) تم نے ہماری آل کی عزت فرمائی لہٰذا ہم نے آپ کے اس احترام کے باعث تمہیں تمام اولیاء میں سید الطائفہ کا مقام دیا الحمدللہ۔

محترم اسلم ملک صاحب اکرم رانا صاحب شکایت آپ کو مجھ سے تھی میرے سید خاندان نے آپ کا کیا بگاڑا تھا؟ ہماری بیٹی کو آپ نے دو دفعہ اغوا کرنے کی کوشش کی۔ ہمیں فون پر مسلسل گالیاں اور قتل کی دھمکیاں دیں نومان نے ایم کیو ایم کی دھمکیاں دیں پھر آپ کس طرح درود ابراہیمی پڑھتے وقت محمدؐ و آل محمدؐ کا نام لیتے ہو "ہم الحمدللہ اس شرف سے مشرف ہیں ہم نے کیا بگاڑا؟ التفات خاص سے بدگمان ہو گئے۔ عطا اتنی اعلیٰ تھی آپ سب پر کہ احاطہ شعور سے بالاتر تھی آپ علماء سے ہماری تعلیمات چیک کرواتے رہے ارے مدارج النبوۃ اٹھا کر دیکھ لیں حضور سیدنا محمد ﷺ کی معرفت تمام انبیاء اور دنیا کے تمام دانشور مل کر بھی

نہیں کرسکتے ہم الحمدللہ اس عالی مرتبت آقا کی نگاہ کرم سے سیراب ہیں ان کے وارث ہیں ہمیں عام لوگ کیسے پرکھ سکتے ہیں؟ ہم نے تو آپ کی انفرادی کامیابی اور استحکام پاکستان و ملت اسلامیہ کے احیاء کی خاطر حقائق بیان کئے آپ کو اپنی شاخ پر کیا بٹھایا آپ نے شاخ ہی کاٹ دی ارے گرے آپ خود شاخ کو درخت نے ٹوٹنے نہیں دیا الحمدللہ اپنے ساتھ جوڑے رکھا ہے۔ اپنے دل صاف کرلیں ہمیں آج بھی آپ سے پیار ہے۔ کیوں فتنہ پھیلا دیا ہے فتنہ قتل سے شدید ہوتا ہے۔

حقیقت ابدی ہے مقام شبیریؓ
بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی

اسلم صاحب آپ امتی جن کی وجہ سے زندہ ہیں جن آقا کی جوتیوں کے صدقے کھا پی رہے ہیں ان کی آل دربدر ہے۔ کس منہ سے نماز پڑھتے ہیں؟ کس طرح آپ اپنے گھروں میں آرام سے رہ رہے ہیں؟ یہ تو عام انسان عام مسلمان کو زیب نہیں دیتا آپ تو ولایت کے مسافر ہیں۔ کیا ہمارے کسی پیارے نے آپ کی شان میں گستاخی تک کی؟ کیا آپ نے ہمیں کمزور سمجھا ہوا ہے۔

میں گدائے مصطفےٰ ہوں میری عظمتیں نہ پوچھو
میں چاہوں تو جہنم کو بھی آجائے پسینہ
میری آرزو محمدؐ میری جستجو ہے اللہ
مجھے دشمنو نہ چھیڑو میرا ہے کوئی جہاں میں

اسلم یارا ہم میں بہت پیار تھا آپ تو میری جان تھے بلائے جان کیوں ہوگئے؟ اکرم رانا اتنے ذہین اور باصلاحیت سارا جہاں پھرا وقت وسائل برباد کئے پیارے ہمیں مل لیتے۔ ذرا مراقبے میں بیٹھ کر سوچیں آپ لوگوں نے کتنا جھوٹ بولا ہے۔ ہم نے ابھی تک اللہ سبحان و تعالیٰ کے حضور آپ کی شکایت نہیں کی کیونکہ ہمیں آپ سے پیار ہے۔ بند کرو یہ سب فتنہ فساد جھوٹ اور الزام' ملت اسلامیہ پہلے ہی بہت کمزور ہے انسانیت پہلے ہی پستیوں میں گرچکی ہے۔

آپ ظالم ہو پر ہمیں پیارے ہو بتاؤ کس طرح خوش ہوتے ہو؟

اس دنیا سے واپس چلے جائیں؟ بسم اللہ حاضر ہیں۔ مرنے سے پہلے خواہش کافر بھی پوری کردیتے ہیں۔ آپ سب آئیں یہیں جیل میں آئیں اکٹھے ہو کر ہمیں جو سب سے زیادہ پیارے ہیں وہ ہماری جان اسلم ملک اور ہماری شان یوسف

صدیقی ہیں دونوں مل کر جس طرح چاہیں ہمیں مار ڈالیں؟ Welcome

جیل میں بند رہیں ٹھیک وہ تو ہیں اور دعا کرتے ہیں پر آپ سے اداس ہیں لہٰذا آپ کو بھی بلوا لیتے ہیں۔

پاکستان چھوڑ دیں حاضر آپ کو ساتھ چلنا ہوگا۔

گلے شکوے ختم آئیں ایک دوسرے کو معاف کر دیں آئیں حق و صداقت کا سفر کریں صراط مستقیم پر چلیں!!

۔ انسان کے آغاز و عروج کی حقیقت

لہو خورشید کا ٹپکے گا اگر ذرے کا دل چیریں

حقیقت کے تحت ہم سب انسان ایک ہیں۔

بنیادی حقیقت کلمہ طیبہ۔

لا الہ الا اللہ مقصد زندگی۔

محمدؐ رسول اللہ طرز زندگی۔

انسان کی حقیقت احسن تقویم (سورہ التین)

ظلومی جہولی (سورہ الاحزاب)

شیئت سے دری (سورۃ الدھر)

زندگی کا مقصود:

Complete closeness with the Essence of Allah Subhanahu Wata Ala in hereafter.

آخرت میں اللہ سبحان و تعالیٰ بے صورت بے شکل بے مثال کا دیدار مثلاً یہاں ظاہری آنکھ سورج کو دیکھنے کی کوشش کرتی ہے تو کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ نہ سورج دکھائی دیتا ہے نہ اپنا آپ اس مقام پر الحمدللہ سرور محض ہے----- یہ صرف اشارہ ہے۔

باقی قادریہ ذکر تو آپ کو معلوم ہوگا؟

ہم دہرا دیتے ہیں ا۔ لا الہ الا اللہ ۲۔ اللہ ۳۔ ھو ۴۔ حق ۵۔ حی ۶۔ قیوم ۷۔ قہار ۸۔ وھاب ۹۔ فتاح ۱۰۔ واحد ۱۱۔ احد ۱۲۔ صمد۔

معیار مطلق حضور سیدنا محمد رسول ﷺ مثلاً پوری زندگی آپ کی اطاعت

(۴:۶۹)'(۴:۸۱) میں گزرے۔ اطاعت اپنی معراج پر پہنچتی ہے۔ اتباع رسول کریمؐ عطا ہو جاتا ہے۔ (۳:۳۱) اس مقام پر انسان عبادت (۵۱:۵۶) تقویٰ (۲:۲۱) الکتاب کے نزول (۲:۲) سے اپنی معراج حاصل کرکے اسفل سافلین (التین) کے وہم سے ایمان و عمل صالح کی برکت رب کریم کی عطا سے واپس اپنی حقیقت احسن تقویم (النبیین) بن جاتا ہے یہی تکمیل شخصیت ہے اب خصوصی انعام یہ ہے کہ ایسا صاحب نصیب انسان کاملؐ کا پر تو بن کر وارث النبی الامیؐ نائب مصطفےٰ ہوتا ہے انسانیت کے لئے محبوب آئینہ ہوتا ہے جس میں ہر انسان اپنی خودشناسی اور بیداری کا دیدار کرتا ہے حتیٰ کہ وہ بھی احسن تقویم ہو جاتا ہے جس کا انعام اللہ کی رضا قرب اور دیدار ہے۔ ہر انسان اپنے آپ سے پیار کرتا ہے اپنے آپ میں وہ جہاں تک پہنچتا ہے اپنے بشری وجود کے باہر اور اندر وہی اسے پیارا ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے انسان کے اندر ۱۔ ایک پارۂ گوشت ہے ۲۔ پارۂ گوشت کے اندر دل ہے ۳۔ دل کے اندر فواد ہے ۴۔ فواد کے اندر روح ہے ۵۔ روح کے اندر سر ہے ۶۔ سر کے اندر خفی ہے۔ ۷۔ خفی کے اندر اخفی ہے ۸۔ اخفی کے اندر انائے حقیقی ہے۔

With love for all of you through Hazrat Aslam Malik.

زندگی میں ہماری کسی بھی بات سے غلط فہمی یا تکلیف پہنچی ہو تو معاف کر دیجئے گا عام انسانوں کا نوکر خاص انسانوں کا حضرت اصلی حقیقی انسانوں کا محبوب اپنے اللہ کا عبد اپنے آقا سیدنا محمد رسول اللہ کا ادنیٰ غلام۔

محمد یوسف علی

○

ضمیمہ

عقائد الاسلام

عقائد متعلقہ بذات خداوندی و صفات خداوندی

○

اس کتاب میں ابوالحسنین یوسف علی کے عقائد اس کی تحریروں، تقریروں اور عینی شہادتوں کی روشنی میں من و عن بیان کئے گئے ہیں جو بلا شک و شبہ صریحاً" کفر و الحاد پر مبنی اور خلاف اسلام ہیں۔ یوسف علی اور اس کے عقائد کا محاسبہ و محاکمہ الگ کتاب کا متقاضی ہے یہاں اس کتاب کی مناسبت سے ذات و صفات الہٰی کے بارے میں عقائد اسلام (ماخوذ: عقائد الاسلام مولفہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی) بطور ضمیمہ شامل کئے جارہے ہیں جن کے مطالعہ و موازنہ سے ثابت ہو جائے گا کہ یوسف علی کے تمام عقائد خلاف اسلام ہیں۔

○

عقائد متعلقہ بذات خداوندی و صفات خداوندی

وجود باری تعالیٰ و حدوث عالم: اللہ تبارک و تعالیٰ بذات خود موجود ہے اور یہ سارا عالم آسمان سے لے کر زمین تک جس میں انسان اور حیوان اور جواہر اور اعیان اور اجسام اور اعراض اور جمادات اور نباتات وغیرہ وغیرہ قسم قسم کی چیزیں موجود ہیں سب کے سب اسی کی ایجاد سے موجود ہیں۔ یہ سب چیزیں پہلے بالکل نیست و نابود تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوئیں۔ اور یہ تمام عالم اور عالم کی ہر چیز قابل فنا ہے۔ اللہ تعالیٰ دوبارہ اس عالم کو اور اس کی سب چیزوں کو نیست اور نابود اور معدوم کرنے پر بخوبی قادر ہے۔ عدم سے وجود میں آنے کا نام حدوث ہے اور وجود سے عدم میں چلے جانے کا نام فنا ہے قال اللہ تعالیٰ۔ کل من علیها فان و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام○ کل شئی ھالک الا وجهه اور جو چیز عدم سے وجود میں آسکتی ہے وہ وجود کے بعد دوبارہ بھی عدم میں جاسکتی ہے کل شے یرجع الی اصله پس یہ عالم حادث بھی ہے اور قابل فنا بھی ہے اور حدوث عالم اور فنا عالم کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کا انکار بلاشبہ کفر ہے۔

ازلیت و ابدیت: خالق عالم بذاتہ قدیم اور ازلی اور ابدی ہے جس کے وجود کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ کوئی انتہا ہے اور اس کی ذات تک زوال اور فنا کی رسائی نہیں خود اس کی ذات اس کے قدم کو مقتضی ہے کسی دوسری ذات نے اس کو قدیم نہیں بنایا' اس کے سوا کسی کے لئے قدم اور ازلیت ثابت نہیں۔ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن غرض یہ کہ وجود ذات باری تعالیٰ کے لئے غیر منفک ہے اور اس کی ذات سے وجود کا جدا ہونا ناممکن اور محال ہے' اور اگر بالفرض خدا کے وجود کی کوئی ابتدا ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک وقت ایسا تھا کہ خدا موجود نہ تھا اور پھر ہوگیا تو خدا کا حادث ہونا لازم آئے گا اور ہر حادث کے لئے کسی خالق اور محدث یعنی پیدا کرنے والے کا ہونا ضروری ہے پس معاذ اللہ اگر خدا قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو اس کے لئے بھی ایک خالق اور محدث تلاش کرنا پڑے گا۔ اور جیسے خالق کائنات کا ازلی ہونا ضروری ہے ایسا ہی اس کا ابدی ہونا بھی ضروری ہے

یعنی وہ ایسا ہونا چاہیے کہ اس سے وجود کے لئے فنا اور زوال نہ ہو اور اس کے وجود کی کوئی حد اور نہایت نہ ہو اور اگر بالفرض خدا کے وجود کی انتہا مان لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آئندہ چل کر ایسا وقت آئے گا کہ خدا اس وقت موجود نہ ہو گا اور خدا کا فنا ہو جانا عقلاً" محال ہے معاذ اللہ اگر خدا پر بھی زوال آسکتا ہے تو پھر خالق اور مخلوق میں کیا فرق رہا۔

وحدانیت و احدیت: صانع عالم جس کو ہم اللہ کہتے ہیں وہ ایک ہے اور اپنی ذات اور صفات اور افعال میں یگانہ ہے۔ فی الحقیقت کسی امر میں کوئی اس کا شریک نہیں نہ وجوب وجود میں اور نہ الوہیت میں اور نہ خواص الوہیت میں اور نہ قدم اور ازلیت میں اور نہ استحقاق عبادت میں اور نہ تدبیر و تصرف میں۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں فرد اور یگانہ ہے کوئی اس کا مثل اور شریک نہیں۔

صفات خداوندی: یہ کہ تمام موجودات علوی اور سفلی کا موجد اور خالق ایک ہی خدا ہے جو تمام صفات کمالیہ کے ساتھ موصوف ہے اور صفات نقصان سے مبرا ہے جیسا کہ مخلوق اپنی ذات سے معدوم ہے اور تمام صفات کمالیہ سے خالی اور عاری ہے اسی طرح خالق وجود مطلق اور نور السموات والارض اور تمام صفات کمال و جلال کے ساتھ موصوف ہے ممکن کی اصل حقیقت عدم ہے اور اس میں جو وجود ہے وہ خدا کے وجود کا ایک پرتو ہے جیسے آفتاب اپنی حرکت طلوعی میں زمین کو اپنے نور کا ایک پرتو عنایت کرتا ہے اور حرکت غروبی میں اس کو زمین سے چھین لیتا ہے۔ اسی طرح مخلوقات کو سمجھو کہ اپنی ذات سے عدم اور نیستی ہیں اور ظاہری وجود جو ان میں نظر آتا ہے وہ خداوند عالم کے وجود مطلق اور نور مطلق کا ایک پرتو ہے۔ اسی طرح سے مخلوقات کی حقیقت کو دیکھے تو یوں نظر آتا ہے کہ ہر مخلوق وجود اور عدم سے مرکب ہے۔ عدم ہر مخلوق کی حقیقت کا جز ہے اور وجود عارضی ہے اور جاننا چاہیے کہ ایک نور تو وہ ہے کہ جو آفتاب کی صفت ہے اور اس کے ساتھ لگا ہوا ہے اور کبھی اس سے جدا نہیں ہوتا اور ایک نور وہ ہے کہ جو آفتاب کے نور کا اثر ہے جس کو دھوپ اور شعاع کہتے ہیں۔ اسی طرح ایک نور تو وہ ہے کہ جو نور السموات والارض کی صفت ہے اور اس کے ساتھ قائم اور لازم ہے اور ایک نور وہ ہے کہ جو اس کے نور قدیم کا ایک عکس اور پرتو ہے جو مخلوقات پر پڑ رہا ہے۔ یہ عکس اور پرتو قدیم نہیں بلکہ حادث ہے اور محدود اور متناہی ہے اور حق تعالیٰ کا

فیض اور عطیہ ہے' اور وہ نور جو خداوند قدیم کی صفت ہے وہ قدیم اور ازلی ہے اور غیر محدود اور غیر متناہی ہے۔

حق جل شانہ تمام نقائص اور عیوب سے اور حدوث کے نشانوں سے اور مخلوقات کے مشابہت اور مماثلت سے پاک اور منزہ ہے اور وہ خداوند بے مثل و مانند ہے جوہر اور عرض ہونے سے مبرا اور صورت اور شکل اور جسم اور جسمانیت سے معرا ہے اور جواہر اور اجسام اور اعراض کی صفات اور لوازم سے مبرا ہے لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون اور اصطلاح میں اس کا نام سبوحیت اور قدوسیت ہے اور باالفاظ دیگر تسبیح و تقدیس ہے۔

خدا تعالیٰ بے مثل ہے : خدا تعالیٰ کی ذات بے مثل اور بے چون و چگون ہے کوئی شے اس کے مثل اور برابر نہیں لیس کمثلہ شئی اور کوئی چیز خدا تعالیٰ کے ہمسر نہیں۔ لم یکن لہ کفوا احد۔ ھل تعلم لہ سمیا اس لئے کہ خدا قدیم اور ازلی ہے تو وہ ممکن اور حادث کے مشابہ کیسے ہو سکتا ہے اگر بالفرض خدا کا مخلوق کے مشابہ ہو جانا جائز ہو تو پھر مخلوق کے احکام کا خالق پر جاری ہونا بھی ممکن ہو گا۔ الغرض نہ خدا مخلوق کے مشابہ ہے اور نہ مخلوق خدا کے مشابہ ہے یہ ناممکن ہے کہ قدیم کی کوئی صفت حادث میں اور حادث کی کوئی صفت قدیم میں پائی جائے اس لئے اللہ تعالیٰ ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک ہے۔ اس لئے کہ تغیر و تبدل ممکن کی صفت اور خاصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے اور نہ جوہر ہے اور نہ عرض ہے وہ ان سب چیزوں سے پاک اور منزہ ہے۔

خدا تعالیٰ جسم نہیں : ۱۔ جسم تو اس لئے نہیں کہ جسم بہت سے اجزاء سے مرکب ہوتا ہے اور جو مرکب ہوتا ہے اس کی تحلیل اور تفریق اور تقسیم بھی ممکن ہوتی ہے اور ترکیب و تحلیل اور تفریق و تقسیم اللہ کی بارگاہ سے بہت دور ہے۔

۲۔ نیز ترکیب و تحلیل اور تفریق و تقسیم حدوث کے لوازم میں سے ہے جو قدیم اور ازلیت کے منافی ہے۔

۳۔ نیز جسم طویل اور عریض اور عمیق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ طول اور عرض اور عمق سے پاک اور منزہ ہے۔

۴۔ نیز جو چیز چند اجزاء سے مل کر بنتی ہے اول تو وہ اپنی ترکیب میں اجزاء کی محتاج

ہوتی ہے اور احتیاج اور خدائی کا جمع ہونا عقلاً" محال ہے اور پھر مرکب اپنی بقاء میں اجزاء کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ احتیاج سے منزہ ہے۔

۵۔ نیز اجزاء کا وجود مرکب اور مجموعہ کے وجود سے مقدم ہوتا ہے اور مجموعہ مرکب موخر ہوتا ہے پس اگر معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو جسم مرکب مانا جائے تو خدا تعالیٰ کا اپنی اجزاء ترکیبیہ سے موخر ہونا لازم آئے گا۔ جو اس کی ازلیت اور اولیت اور قدیم کے منافی ہے۔

۶۔ نیز اگر صانع عالم کا جسم ہونا ممکن ہو تو شمس و قمر کا خدا ہونا بھی ممکن ہوگا اور جیسے نصاریٰ حضرت مسیح کے جسم کو خدا اور معبود مانتے ہیں اور ہندو اپنے اوتاروں کو خدا کہتے ہیں تو پھر یہ بھی جائز اور ممکن ہوگا۔

اور کرامیہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ جسم ہے مگر دیگر اجسام کی طرح نہیں اور اہل سنت کے نزدیک حق تعالیٰ پر جسم کا اطلاق درست نہیں۔

اللہ کا باپ اور بیٹا نہیں: جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہونا ناممکن اور محال ہے تو ثابت ہوگیا کہ خدا نہ کسی کا باپ ہوسکتا ہے اور نہ بیٹا ہوسکتا ہے کیونکہ توالد اور تناسل خاصہ جسمانیت کا ہے اور اللہ تعالیٰ جسمانیت سے پاک اور منزہ ہے نیز توالد اور تناسل محتاجگی کی دلیل ہے۔ جیسے اولاد اپنے پیدا ہونے میں ماں باپ کی محتاج ہے۔ ایسے ہی ماں باپ اپنی خدمت گزاری میں اور نسل کے باقی رہنے ہیں' اولاد کے محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ احتیاج سے منزہ ہے نیز اولاد ماں باپ کی ہم جنس کی ہوا کرتی ہے سو اگر کوئی خدا کا بیٹا ہوگا تو خدا کے ہم جنس ہوگا تو خدا کی وحدانیت ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ عرض نہیں: ۱۔ اللہ تعالیٰ کا عرض ہونا اس لئے محال ہے کہ عرض وہ شے ہے کہ جو قائم بالغیر ہو اور اپنے وجود میں دوسرے کی محتاج ہو اور دوسرے کے سہارے سے موجود ہو اور یہ بات خدا تعالیٰ کے لئے ناممکن ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو قیوم ہے تمام کائنات کے وجود کو قائم رکھنے والا اور ان کی ہستی کو تھامنے والا ہے تمام عالم اسی کے سہارے سے قائم ہے اس لئے اس کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں سہارے کی ضرورت تو محتاج کو ہوتی ہے اور وہ صمد ہے یعنی وہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اسی کے محتاج ہیں۔

۲۔ نیز حق تعالیٰ غنی مطلق ہے کسی امر میں کسی چیز کا محتاج نہیں اور عرض اپنے وجود

میں محل کا محتاج ہوتا ہے۔
۳۔ نیز عرض کا وجود پائیدار نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ تو واجب البقاء اور دائم الوجود اور مستحیل العدم ہے جیساکہ کلام پاک میں ہے کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام
۴۔ نیز اعراض ہر وقت بدلتے رہتے ہیں اور حق تعالیٰ کی ذات و صفات میں تغیرو تبدل کو کہیں راہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ جوہر نہیں : ا۔ اور اللہ تعالیٰ جوہراس لئے نہیں ہوسکتا کہ جوہر کے معنی اصل شے کے ہیں یعنی جو کسی چیز کی اصل ہو اور جواہر فردہ ان اجزاء لطیفہ کو کہتے ہیں جن سے جسم مرکب ہو اور وہ اجزاء جسم کی اصل ہوں اور ظاہر ہے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے کہ وہ کسی جسم وغیرہ کا جوہراور اصل اور جز بنے۔
۲۔ نیز جوہراس چیز کو کہتے ہیں کہ جس پر حرکت اور سکون وارد اور طاری ہوسکے اور لون اور طعم یعنی رنگت اور مزہ کے ساتھ موصوف ہو اور یہ سب چیزیں حادث ہیں اور جوہر کے لوازم ہیں اور ظاہر ہے کہ جو چیز حوادث سے خالی نہ ہوسکتی ہو وہ بھی ضرور حادث ہوگی تو جب یہ حوادث جوہر کے لئے لازم ہوں گے تو لامحالہ جوہر بھی حادث ہوگا پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جوہر نہیں ہوسکتا اس لئے کہ وہ حوادث اور تغیرات سے پاک اور منزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی صورت نہیں : ا۔ نیز اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی صورت اور شکل نہیں۔ اس لئے کہ صورت اور شکل تو جسم کی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ تو صورتوں اور شکلوں کا خالق ہے۔ ھو اللّٰہ الخالق الباری المصور
۲۔ نیز صورتیں اور شکلیں حادث میں بدلتی رہتی ہیں۔
۳۔ نیز جس چیز کے لئے صورت اور شکل ہوتی ہے وہ محدود اور متناہی ہوتی ہے' اور اللہ تعالیٰ میں کوئی تغیرو تبدل ممکن نہیں اور خدا کے لئے کوئی حد اور نہایت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان' زمان' جہت نہیں : نیز حق تعالیٰ کے لئے نہ کوئی مکان ہے اور نہ کوئی زمان ہے اور نہ اس کے لئے کوئی سمت اور جہت ہے کیونکہ وہ غیر محدود ہے اور مکان اور جہت محدود کے لئے ہوتے ہیں اور مکان اور زمان مکین

کو احاطہ کئے ہوئے اور گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب کو محیط ہے۔ زمین اور زمان اور کون و مکان سب اسی کے مخلوق ہیں اور اس کے احاطہ قدرت میں ہیں' کان اللہ و لم یکن شئی غیرہ یعنی ازل میں صرف خدا تعالیٰ تھا اس کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ اسی نے اپنی قدرت سے زمین اور زمان اور مکین اور مکان کو پیدا کیا جس طرح وہ مکان اور زمان کے پیدا کرنے سے پہلے بغیر مکان اور بغیر جہت کے تھا اب بھی اسی شان سے ہے جس شان سے وہ پہلے تھا۔ ھو الان کما کان۔

نیز جہات امور اضافیہ اور نسبیہ ہیں مثلاً فوق اور تحت اور یمین اور شمال یہ سب چیزیں حادث ہیں نسبت کے بدلنے سے ان میں تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے۔ ایک شے کسی کے اعتبار سے فوق ہے اور کسی کے اعتبار سے تحت ہے پس یہ کیسے ممکن ہے کہ حق تعالیٰ ازل میں کسی جہت یا سمت کے ساتھ مخصوص ہو۔ جہت اور سمت حادث کے لئے ہوتی ہے ازلی کے لئے نہیں ہوتی پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کوئی مکان ہے اور نہ کوئی جہت ہے اور نہ کوئی سمت ہے مکان اور جہت اور سمت تو محدود اور متناہی کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی نہایت ہے۔

اس کی ہستی سمت اور جہت اور مکان اور زمان کی حدود اور قیود سے پاک ہے لہٰذا خدا تعالیٰ کے متعلق یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ وہ کہاں ہے اور کب سے ہے اس لئے کہ وہ مکان اور زمان سب سے سابق اور مقدم ہے۔ مکان اور زمان سب اس کی مخلوق ہے وہ تو لامکان اور لازمان ہے۔ اس کی ہستی مکان اور زمان پر موقوف نہیں بلکہ زمان اور مکان کی ہستی اس کے ارادہ پر موقف ہے۔ مشبہ اور مجسمہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جہت ہے اور وہ جہت فوق میں ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر متمکن ہے سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون

صفات متشابہات : علماء اہل سنت و جماعت یہ کہتے ہیں کہ براہین قطعیہ اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی مشابہت اور مماثلت سے اور کمیت اور کیفیت اور مکان اور جہت سے پاک اور منزہ ہے لہٰذا جن آیات اور احادیث میں حق جل شانہ کی ہستی کو آسمان یا عرش کی طرف منسوب کیا ہے ان کا یہ مطلب نہیں کہ آسمان اور عرش اللہ کا مکان اور مستقر ہے بلکہ ان

سے اللہ جل شانہ کی شان رفعت اور علو اور عظمت اور کبریائی کو بیان کرنا مقصود ہے اس لئے کہ مخلوقات میں سب سے بلند عرش عظیم ہے ورنہ عرش سے لے کر فرش تک سارا عالم اس کے سامنے ایک ذرہ بے مقدار ہے وہ اس ذرہ میں کیسے سما سکتا ہے۔ سب اسی کی مخلوق ہے اور مخلوق اور حادث کی کیا مجال کہ وہ خالق قدیم کا مکان اور جائے قرار بن سکے۔

خدا تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ وہ عرش پر یا کسی جسم پر متمکن اور مستقر ہو جس طرح بادشاہ کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے خدا تعالیٰ کی نسبت ایسا کہنا جائز نہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ کوئی مقداری نہیں کیونکہ کسی جسم پر وہی چیز متمکن ہوسکتی ہے کہ جو ذی مقدار ہو اور اس سے بڑی ہو یا چھوٹی ہو یا اس کی برابر ہو اور یہ کمی بیشی بارگاہ خداوندی میں محال ہے۔ عقلاً" یہ ممکن نہیں کہ کوئی جسم مخلوق جیسے عرش کہ وہ اپنے خالق کو اپنے اوپر اٹھا سکے اور پھر فرشتے اس جسم کو (عرش کو) اپنے کاندھوں پر اٹھائیں ما قال تعالیٰ و یحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیہ عقلاً" یہ بات محال ہے کہ کوئی مخلوق فرشتہ ہو یا جسم ہو وہ اپنے خالق کو اپنے کاندھوں پر اٹھا سکے۔ خالق کی قدرت مخلوق کو تھامے ہوئے ہے۔ مخلوق میں یہ قدرت نہیں کہ وہ خالق کو اٹھا سکے اور تھام سکے اور جن آیات میں اللہ تعالیٰ کی شان علو اور فوقیت کا ذکر آیا ہے ان سے علو مرتبہ اور فوقیت قہر و غلبہ مراد ہے حسی اور مکانی فوقیت اور علو مراد نہیں کما قال تعالیٰ وھو القاھر فوق عبادہ۔ وھو العلی الکبیر ولہ المثل الاعلی

اور جیسے وفوق کل ذی علم علیم اور انا فوقھم قاھرون میں فوقیت مرتبہ اور فوقیت قہر اور غلبہ مراد ہے اور جن آیات اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کے قرب اور بعد کا ذکر آیا ہے اس سے مسافت کے اعتبار سے قرب اور بعد مراد نہیں' بلکہ معنوی قرب اور بعد مراد ہے اور نزول خداوندی سے نزول رحمت یا خدا تعالیٰ کا بندوں کی طرف متوجہ ہونا مراد ہے معاذ اللہ خدا کا بلندی سے پستی کی طرف اترنا مراد نہیں اور دعا کے وقت آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانا اس لئے نہیں کہ آسمان اللہ تعالیٰ کا مکان ہے بلکہ اس لئے ہے کہ آسمان قبلہ دعا ہے جیسا کہ خانہ کعبہ قبلہ نماز ہے۔ خانہ کعبہ کو جو بیت اللہ کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کا گھر ہے اور معاذ اللہ یہ مطلب نہیں کہ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا مکان ہے اور اس

کے رہنے کی جگہ ہے۔ سمت قبلہ عابدین کی عبادت کے لئے مقرر کی گئی۔ معاذ اللہ معبود کی سمت نہیں پس جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے ویسے ہی آسمان دعا کا قبلہ ہے اور دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے اندر یا آسمان کے اندر متمکن ہو' خلاصہ کلام یہ کہ ان اوصاف کو اوصاف تسبیحی کہتے ہیں اور اوصاف تنزیہی اور اوصاف جلال بھی کہتے ہیں اور علم و قدرت اور سمع و بصر جیسے اوصاف کو اوصاف تحمیدی اور اوصاف جمال کہتے ہیں۔

مجسمہ اور مشبہ یہ کہتے ہیں کہ عرش ایک قسم کا تخت ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر مستوی ہے یعنی اس پر مستقر اور متمکن ہے اور فرشتے اس عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور الرحمن علی العرش استوی سے ظاہر لفظ سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ استواء علی العرش سے عرش پر بیٹھنا مراد ہے۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر مکان میں ہے اور ہر جگہ میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول سے حجت پکڑتے ہیں مایکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم الایۃ اور حق تعالیٰ کے اس قول سے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون اور ھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ سے دلیل لاتے ہیں۔

اہل سنت کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اس قسم کی جس قدر آیتیں وارد ہوئیں ہیں ان سے حق شانہ کے کمال علو اور رفعت شان کو اور اس کے احاطہ علم و قدرت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت تمام کائنات کو محیط ہے جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں آیا ہے قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمٰن مومن کا دل خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہے سو اس سے بالا جماع متعارف اور ظاہری اور حسی معنی مراد نہیں بلکہ اس سے قدرت علی التقلیب بیان کرنا ہے کہ قلب خدا کے اختیار میں ہے جدھر چاہے پھیر دے اور حدیث میں حجر اسود کے متعلق یہ آیا ہے انہ یمین اللہ فی الارض کہ حجر اسود زمین میں اللہ کا دایاں ہاتھ ہے تو یہاں بھی بالاتفاق ظاہری معنی مراد نہیں' بلکہ معنی مجازی مراد ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا گویا کہ اللہ سے مصافحہ کرنا اور اس کے دست قدرت کو بوسہ [illegible] ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ کہ جو لوگ نبی کریم کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہیں گویا کہ وہ اللہ سے

بیعت کرتے ہیں۔ یہاں بھی بالاتفاق معنی مجازی مراد ہیں۔ معاذ اللہ یہ مطلب نہیں کہ خدا اور رسول دونوں ایک دوسرے کا عین ہیں۔ اسی طرح سمجھو کہ استواء علی العرش سے ظاہری اور حسی معنی مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہے بلکہ اس سے اللہ کے علو شان اور رفعت مرتبہ کا بتلاتا ہے کما قال تعالیٰ' رفیع الدرجات ذوالعرش اور اسی طرح جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شب آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے سو معاذ اللہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کوئی جسم ہے کہ عرش سے اتر کر آسمان دنیا پر آتا ہے بلکہ اس خاص وقت میں اس کی رحمت کا نزول یا کسی رحمت کے فرشتے کا آسمان دنیا پر اترنا مراد ہے اور اللہ کا بندہ سے قرب اور بعد باعتبار مسافت کے مراد نہیں بلکہ قرب عزت و کرامت اور بعد ذلت و اہانت مراد ہے۔ مطیع اور فرمانبردار بندہ اللہ سے بلا کیفیت اور بلا کسی مسافت کے قریب ہے اور نافرمان بندہ بلا کیفیت اور بلا مسافت کے اللہ سے بعید ہے۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان اور جہت اور سمت سے پاک اور منزہ ہے۔ اس لئے کہ جو چیز کسی مکان میں ہوتی ہے تو وہ محدود ہوتی ہے اور مقداری ہوتی ہے اور مکین مقدار میں اور مسافت میں اور مساحت میں مکان سے کم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مقدار سے اور مساحت سے اور مسافت سے اور کمی اور زیادتی سے منزہ ہے اور جو چیز سمت اور جہت میں ہوتی ہے تو وہ اس سمت اور جہت میں محصور اور محدود ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی منزہ ہے۔ مکان اور زمان اور جہت اور سمت سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے ازل میں صرف اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کوئی شے نہ تھی۔ نہ مکان اور نہ زمان اور نہ عرش اور کرسی اور نہ زمین اور آسمان اس نے اپنی قدرت سے عرش اور کرسی اور زمین و آسمان کو پیدا کیا وہ خداوند قدوس ان چیزوں کے پیدا کرنے کے بعد اسی شان سے ہے کہ جس شان سے وہ مکان اور زمان اور زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے تھا۔ نہ ہم اہل سنت ایمان لائے اس بات پر کہ بلا کسی تشبیہ اور تمثیل کے اور بلا کسی کمیت اور کیفیت کے اور بلا کسی مسافت اور مساحت کے رحمٰن کا استوار عرش پر حق ہے جس معنی کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے اور جو اس کی شان کے لائق ہے جس کا علم اللہ ہی کو ہے معاذ اللہ یہ مطلب نہیں کہ جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے ایسا ہی اللہ تعالیٰ بھی عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور عرش پر مستقر اور متمکن ہے اس لئے کہ تمکن

اور استقرار شان حادث اور ممکن کی ہے۔ مکان' مکین کو محیط ہوتا ہے اور عرش تو ایک جسم عظیم نورانی ہے جو اللہ کا مخلوق ہے اس کی کیا مجال کہ وہ خداوند ذوالجلال کو اٹھا سکے معاذ اللہ عرش خدا تعالیٰ اٹھائے ہوئے نہیں بلکہ اللہ کا لطف اور قدرت عرش کو اٹھائے ہوئے اور تھامے ہوئے ہے۔

استواء علی العرش کے ذکر سے خداوند ذوالجلال کی علو شان اور بے مثال رفعت کو بیان کرنا ہے' اور وھو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ آسمان و زمین میں سب جگہ اسی کی عبادت کی جاتی ہے اور وہی آسمان و زمین میں متصرف ہے اور سب جگہ اسی کا حکم چلتا ہے۔ آسمان و زمین اس کی عبادت اور تصرف کا اور اس کی حکمرانی کا ظرف ہے معبود کا ظرف نہیں' اور معاذ اللہ یہ مطلب نہیں کہ عرش یا آسمان اللہ تعالیٰ کا مکان ہے جس میں خدا تعالیٰ رہتا ہے۔

مجسمہ اور مشبہ نے ان آیات کا یہ مطلب سمجھا کہ عرش عظیم یا آسمان و زمین اللہ کا مکان اور جائے قرار ہے اور یہ نہ دیکھا کہ سارا قرآن تنزیہ اور تقدیس سے بھرا پڑا ہے کہ اللہ مخلوق کی مشابہت سے پاک ہے اور تمام انبیاء نے اپنی اپنی امتوں کو ایمان تنزیہی کی دعوت دی ہے ایمان تشبیہی اور تمثیلی کی دعوت نہیں دی۔

نزاہت حق از حلول و اتحاد: حق جل شانہ کسی کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی چیز خدا کے ساتھ متحد ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی حقیقت سب سے الگ ہے اور وہ قدیم ہے اور قدیم حادث کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتا۔ اتحاد وہاں ہوتا ہے جہاں دو چیزیں ایک جنس کی ہوں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نہ جنس جواہر سے ہے اور نہ جنس اعراض سے ہے تو پھر وہ کسی کے ساتھ کیسے متحد ہو سکتا ہے۔ اتحاد کے معنی یہ ہیں وہ چیزیں ایسی رل مل جائیں کہ دونوں کا وجود ایک ہو جائے اور دونوں کا محل ایک ہو جائے اور یہ بات خدا تعالیٰ میں محال ہے اس لئے کہ خدا غیر محدود اور غیر متناہی ہے اور اس کے سوا جو بھی ہے وہ محدود اور متناہی ہے اور محدود اور غیر محدود کا اس طرح رل مل جانا کہ دونوں کا وجود اور محل ایک ہو جائے عقلاً" محال ہے اس لئے کہ اس صورت میں محدود کا غیر محدود ہو جانا اور غیر محدود کا محدود ہو جانا لازم آتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امر بلا شبہ محال ہے۔ غرض

یہ کہ خدا تعالیٰ کسی کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتا اور علی ہذا نہ کوئی چیز خدا تعالیٰ کے ساتھ متحد ہو سکتی ہے اور علی ہذا نہ خدا کسی چیز میں حلول کر سکتا ہے اور نہ کوئی چیز خدا تعالیٰ میں حلول کر سکتی ہے۔ نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ متحد ہو گیا یا خدا کی ذات یا خدا کی کوئی صفت مسیح بن مریم میں حلول کر آئی ہے۔ نصاریٰ کے نزدیک عیسیٰ اور روح القدس اور خدا تعالیٰ تینوں مل کر ایک ہیں۔ تینوں ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہیں یہ سب باطل ہے اس لئے کہ حلول کرنے والی چیز اس محل کی محتاج ہوتی ہے جس میں وہ حلول کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک اور منزہ ہے۔ نیز محل خالی سے مقدم ہوتا ہے اور اللہ سے کوئی چیز مقدم نہیں ہو سکتی۔ نیز حال (حلول کرنے والی چیز) محل کے تابع ہوتی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ خدا کسی کا تابع ہو۔ اور جس طرح اللہ کی ذات کسی چیز میں حلول نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اللہ کی کوئی صفت بھی کسی مخلوق میں حلول نہیں کر سکتی۔ نیز محل۔ حال (حلول کرنے والی چیز) کو محیط ہوتا ہے اور خدا کا کون احاطہ کر سکتا ہے نیز نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود نے خداوند یسوع مسیح کو پھانسی دی۔ تو علماء نصاریٰ بتائیں کہ کیا بندے بھی خدا کو پھانسی دے سکتے ہیں اور ہندوؤں کے نزدیک بھی خدا تعالیٰ کا جسم انسانی اور جسم حیوانی میں حلول کرنا جائز ہے جس طرح نصاریٰ حضرت مسیح کو معبود مانتے ہیں اسی طرح ہندو اپنے اوتاروں کو معبود مانتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کرشن اور رام چندر وغیرہ کے جسم میں حلول کرنا اور خدا کا مختلف صورتوں میں ظاہر ہونا جائز ہے اور اسلام میں یہ بات کفر اور شرک ہے۔ اس لئے کہ حلول کے معنی کسی چیز میں سما جانے اور پیوست ہو جانے کے ہیں اور یہ خاصہ ممکنات کا ہے جیسے برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کسی کے ساتھ مل کر ایک ہو جائے۔ عقلاً یہ بات محال ہے کہ کوئی شخص یا کوئی جسم بذات خود حادث ہو اور اس کا کوئی جز خدا ہو عجیب بات ہے کہ ہندو اس بات کے دعوے دار ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کے اوتاروں میں حلول کر آتا ہے حالانکہ ان کی کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ راچندر اوتار کی بیوی کو راون لنکا کا راجہ زبردستی چھین کر لے گیا تھا۔ پھر مدت تک راچندر اس کے عشق میں گرفتار اور سرگرداں رہے اور کچھ پتہ نہ چلا۔ بالآخر جب حال معلوم ہوا تو ہنومان وغیرہ کی مدد سے راون کو شکست دی معاذ اللہ کیا خدا بھی کسی عورت کے عشق میں گرفتار

ہو سکتا ہے اور کیا معاذ اللہ کوئی خدا کی محبوبہ کو بھگا کر لے جاسکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔

○

(ا)

دستاویزات
آڈیو' ویڈیو کیسٹس

○

ابوالحسنین یوسف علی کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی درخواست پر تھانہ ملت پارک لاہور میں ۲۹ مارچ ۱۹۹۷ء کو توہین رسالت اور دیگر دفعات کے تحت مقدمہ نمبر۹۷/۷۰ درج کر کے ملزم یوسف علی کی گرفتاری عمل میں آچکی ہے۔ یہ آڈیو ویڈیو کیسٹس پولیس کی تحویل میں ہیں ان کا مصدقہ تحریری متن جو عدالت میں پیش کیا گیا ہے اور ہر لحاظ سے معتبر ہے کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اور زیادہ اہم حصے خط کشیدہ کر دیئے ہیں' ان آڈیو ویڈیو کیسٹس کو نمبروار شائع کیا جارہا ہے اور اسی نمبر کا کتاب میں حوالہ دیا گیا ہے۔ یوسف علی کے حواریوں نے ان کیسٹس میں سے قابل اعتراض حصے نکال کر دوسرے کیسٹس بھی تیار کرلئے ہیں اور تقسیم کر رہے ہیں وہ جعلی اور ناقابل اعتبار ہیں۔

○

۱۔ آڈیو کیسٹ

ابوالحسنین یوسف علی کی مسجد بیت الرضا لاہور میں ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کی تقریر کا مکمل متن

کائنات کے سب سے خوش قسمت ترین انسانو! اللہ سے محبت کرنے والے خوش نصیب صاحبان ایمان حضور سیدنا محمد رسول اللہؐ سے وابستہ ہونے والو۔ ان پر وارفتہ ہونے والو ان پر اپنا تن من دھن نثار کرنے والو صاحبان نصیب انسانو۔ آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ کی محفل میں القرآن بھی موجود ہے' قرآن بھی موجود ہے پارے بھی موجود ہیں آیات بھی موجود ہیں آپ میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ ایک آیت ہیں کچھ ایک پارہ ہیں' کچھ کو پارہ کی پہچان ہے جن کو پارہ کی پہچان ہے ان کو قرآن کی پہچان ہے۔ جن کو قرآن کی پہچان ہے ان کو القرآن کی پہچان ہے۔

آج نور کی کرنیں بھی نچھاور کرنی ہیں اور نور کے سفر میں جو لوگ انتہائی معراج پر پہنچ گئے ہیں ان سے بھی آپ کا تعارف کروانا ہے۔

آج کم از کم اس محفل میں یہاں پہ سو (۱۰۰) صحابہ موجود ہیں۔ ۱۰۰ اولیاء اللہ موجود ہیں' ہر عمر کے لوگ موجود ہیں۔ بھئی صحابی وہی ہوتا ہے ناں جس نے صحبت رسولؐ میں ایمان کے ساتھ وقت گزارا ہو اور اس پر قائم ہوگیا ہو اور رسولؐ ہیں ناں اور اگر ہیں تو ان کے صاحب بھی ساتھ ہیں۔ ان صاحب کے جو مصاحب ہیں وہی تو صحابی ہیں ان صحابہ کے ذریعے کائنات میں رنگ لگا ہوا ہے۔ ان کے صدقے کائنات میں رزق تقسیم ہو رہا ہے۔ ان کے صدقے شادی بیاہ ہو رہے ہیں' ان کے صدقے پانی مل رہا ہے' ان کے صدقے ہوا چل رہی ہے' ان کے صدقے چاند کی چاندنی ہے' ان کے صدقے سورج کی روشنی ہے۔ یہ نہ ہوں تو اللہ بھی قسم اٹھاتا ہے کچھ بھی نہ ہو۔ حتیٰ کہ جو سانس آرہا ہے یہ بھی ان کے صدقے ہے' یہ ہیں وہ صحابہ اور یہ بھی آپ کو علم ہے کہ دنیاء کے کتنے بھی بڑے ولی کیوں نہ ہوں' لاکھوں کروڑوں ان کے مرید کیوں نہ ہوں۔ ان صحابہ کے گھوڑوں کی سواری کے

پیچھے گرد اٹھتی ہے۔ اس کے برابر بھی وہ پیر ولی نہیں ہو سکتا۔ جس کے لاکھوں کروڑوں مرید ہیں' کیونکہ وہ پیر اور ولی ہیں اللہ کو دیکھے بغیر۔ یہ ہیں دیکھ کر۔

(بھئی آپ ایک طرف ہو جائیں۔ آپ ہمارے اور میرے پیاروں کے درمیان رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ ایک طرف ہو جائیں اپنے اس اینگل پر چلے جائیں۔)

ان صحابہ میں سے ایک ایک جو ہے اپنی جگہ نمونہ ہے اور ایک ایک کا تعارف کروانے کو جی چاہتا ہے لیکن ہم صرف دو صحابہ کا تعارف کروائیں گے عمر کے لحاظ سے دونوں نوجوان ہیں' حقیقت کے لحاظ سے دونوں نوجوان ہیں' ایک وہ خوش قسمت ہستی ہیں کہ اس کائنات میں وہ واحد ہستی ہیں۔ نام بھی ان کا عبدالواحد ہے۔ محمد عبدالواحد۔

وہ ایک ایسے صحابی ایسے ولی اللہ ہیں کہ پوری کائنات میں جن کا خاندان سب سے زیادہ تقریباً سارے کا سارا خاندان وابستہ رسولؐ ہیں' وارفتہ ہیں اور محمد الرسولؐ سے وابستہ ہو کر محمدؐ مصطفیٰ تک پہنچا ہے اور محمدؐ کے ذریعے محمدؐ ذات حق سبحان تک پہنچا ہے۔ (نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت)

میں ان سے کہوں گا کچھ ہم سے کہیں' آئیں! بسم اللہ (نعرہ تکبیر)

اعوذ باللہ ——— بسم اللہ ———

آج سے ۲۵ سال پہلے ایک بزرگ سے مکہ معظمہ میں ایک شعر سنا جو صبح سے میرے کانوں میں گونج رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا تھا:

میں کہاں اور یہ نگہت گل
نسیم صبح یہ تیری مہربانی

ایک بات۔ شعر تو بہت پسند آیا' لیکن اب پتہ چلا ذات حق کا کرم اور اس کی رحمت اس کے خالص کرم کے لئے نگہت گل اور نسیم سحر بھی اور گل بھی۔ یہ سب بھی موجود ہیں۔ یہ ایک لباس میں چھپے ہوئے ہیں۔

علامہ اقبال نے کہا ہے:

کبھی اے حقیقت منتظر
نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزار سجدے تڑپ رہے ہیں

میری جبیں نیاز میں

مبارک ہو کہ اب انتظار کی ضرورت نہیں۔ علامہ اقبال تو منتظر تھے۔
الحمدللہ ذات حق عیاں ہوگیا' مبارک ہو (نعرہ تکبیر)

دوسرا تعارف اس نوجوان صحابی اس نوجوان ولی کا کرواؤں جن کے سفر کا آغاز صدیقیت سے ہوا تھا اور جس رات انہیں نیابت مصطفیٰ عطا ہوئی تھی اگلی صبح ہم کراچی گئے تھے اور سب سے پہلے وارفتہ ہونے والی وہ ہستی تھی۔ (نعرہ تکبیر)
سید زید زمان

برسوں ایک سفر کی آرزو رہی' کتابوں میں پڑھا تھا ۴۰/۴۰ سال ۵۰/۵۰ سال چلے کئے جاتے تھے' ریاضت اور مجاہدہ ہوتا تھا۔ میرے آقاؐ سے شدید انتہائی محبت کے بعد ایک طویل سفر ریاضت اور مجاہدہ کا گزارا جاتا تھا تو آقا کی زیارت ہوتی تھی۔ ایک سفر کا انداز ہمیشہ سے یہ پڑھا اور سنا اور خوف یہ کہ کہاں ہم کہاں یہ دور۔ کس کے پاس وقت ہے کہ برسوں کے چلے کرے' کس کے پاس وقت ہے کہ صدیوں کی عبادت کرے اور پھر صرف دیدار نصیب ہو۔ تڑپ تو تھی کہ قرب زیارت دیدار ایسا نصیب ہو کہ صرف اس جہاں میں نہیں۔ صرف آخرت میں نہیں صرف لامکاں میں نہیں' ثم الوریٰ' ثم الوریٰ ثم الوریٰ کا وصل قائم رہے تو ایک راز سمجھ میں آیا۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

زہد ہزاروں سال کا یہ پیار کی نگاہ ایک طرف تو بات بنتی ہے۔ اپنے کسی ایسے پیارے کو دیکھو جو پیار کی وہ نگاہ دے کہ صدیوں کا سفر لمحوں میں طے ہو جائے۔ والسلام

ان سب پیاروں سے جو باہر سے تشریف لائے ہیں اور دنیا کے کونے کونے سے تشریف لائے ہیں' ہم یہ عرض کریں کہ ہم نے مسجد نبویؐ کو کیوں نہیں چنا۔ اپنی اس کانفرنس کے لئے ہم نے مسجد الحرام کو کیوں نہیں' ہم نے امریکہ کو کیوں نہیں چنا۔ بیت الرضاء کو کیوں چنا۔

سوال ٹھیک ہے کہ نہیں۔ بیت الرضاء کو کیوں چنا ہے۔ بیت الرضاء میں وہ ہیں جن کو محمدؐ سے وفا ہے۔ بیت الرضاء پر عطا ہے اور ایک بات مجھے بتائیں۔ ماؤنٹ ایورسٹ ہے' بڑی بڑی کانیں ہیں' سونے کی کانوں والے پہاڑ ہیں' یاقوت

کے پہاڑ ہیں' لہٰذا بہت بڑی بڑی چیزیں ہیں' لہٰذا ڈائمنڈ کے پہاڑ ہیں' بڑے بڑے غیر معمولی پہاڑ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غار حرا کو کیوں چنا۔ تو جس حکمت کے تحت اللہ نے غار حرا کو چنا تھا' اسی حکمت کے تحت بیت الرضا کو چن لیا ہے۔

اور بیت الرضاء میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا عاشق پیدا کر دیا ہے کہ سب کو نواز دیا۔ یہ ہمارے عاشق ہیں' حضرت سید یوسف رضا صاحب' جن کی مبارک زبان سے آپ نے نور کی کرنیں حاصل کیں۔

اب ہم راز حقیقت کو کھولتے ہیں' آپ کے سامنے' آپ دیکھیں گے کہ ہم نے کہا ۱۰۰ کے قریب' ان اللہ و ملائکتہ و ملائکتہ کے جو آتے ہیں۔

پہلے آپ کو تھوڑی سی بیک گراونڈ بتا دیں۔ ورلڈ اسمبلی کی کیا ہے۔

سورہ احزاب میں فرمایا گیا تھا۔ آیت نمبر ۷۲ میں فرمان عالی شان ہے۔

ان عرض الامانت.....

ذات حق سبحانہ نے جو بامقصد کھیل بنایا تھا۔ اس کے تحت پہاڑوں کو اور کائنات کو کہا۔ اے آسمانو' اے زمینوں' اے پہاڑو' کون ہے آپ میں سے جو صاحب کبریا و مصطفیٰ بننا چاہتا ہے' کون ہے آپ میں سے جو حسن و عشق کا حامل ہونا چاہتا ہے' کون ہے آپ میں سے جو ہمارا مقید ہو کر ہم سے پیار کرنا چاہتا ہے' کون ہے آپ میں سے جو ہمارا عین ہونا چاہتا ہے' کون ہے آپ میں سے جو ہمارا محبوب ہونا چاہتا ہے' کون ہے آپ میں سے جو ہمارا حبیبؐ ہونا چاہتا ہے' آسمان لرز گئے' زمین کانپ گئی پہاڑ دھل گئے' ایک ہستی۔ عین ہستی' چین ہستی' دل بر ہستی' جان جاناں ہستی' جنہیں ان کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔ ان کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں' سبحان تعالیٰ کہتے ہیں کہ میرے عین کوئی ہے ہمارے علاوہ کوئی نہیں۔ اے میرے عین کوئی ہے آپ کے علاوہ۔ کوئی نہیں اس ہستی نے جان لیا کہ ذات حق کے علاوہ کوئی نہیں ہے ذات حق نے مان لیا کہ اس ہستی کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اس ظلومی و جہولی ہستی نے کہا کہ ہم ہیں' اس ہستی کا نام محمدؐ ہے۔

آج ہم نے چیلنج نہیں کرنا' اے دنیا کے علماؤ! عالم کی تعریف صرف یہ ہے کہ وہ کھلی آنکھوں سے رسولؐ اللہ کا دیدار کرتا ہو' ان کو دیکھ کر بیان کرتا ہو' ہم چیلنج کرتے ہیں کہ تمہارے قرآن کے تمام ترجمے ناقص ہیں' غلط ہیں اور تمہیں

اجازت صرف اس لئے دی گئی کہ تم اپنی جہالت کو پھیلا سکو' تاکہ یہ کھیل مزیدار بن سکے' لیکن یاد رکھنا' تمہاری تاریکی اور ظلمت چاہے پوری کائنات پر چھائی کیوں نہ ہو' ایک آفتاب آکر سارے اندھیرے کو دور کر دیتا ہے۔ (نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت)

آؤ دلیل لینی ہے تو ہم سے دلیل لو۔ سب کچھ کون ہیں محمدؐ یہ ادب کی بات ہے کہ چونکہ محمد الرسول اللہ نے کہا اس لئے لفظ اللہ کا لیا ہے۔ ایک ہی لفظ ہے۔ اللہ محمدؐ ایک ہے' سب کچھ کون ہیں محمدؐ" سب کچھ کون ہیں محمدؐ" جب وہ محمد منزہ ہوتے ہیں تو اللہ کہلاتے ہیں' جب محمد مبرا ہوتے ہیں ھو کہلاتے ہیں' جب وہ محمدؐ اظہار کرتے ہیں نبی کہلاتے ہیں' جب وہ محمد مشبہ ہوتے ہیں تو رسول اللہؐ کہلاتے ہیں اور یہ کھیل کیوں کھیلا گیا' ان کے صدقے' جیسے سمندر کا پانی بھی پانی ہے اور لہریں بھی پانی ہیں۔ سمندر کا پانی بھی پانی ہے' لہریں بھی پانی ہیں۔ جو اس ایک انسان کی تربیت تھی کہ انہوں نے ذات حق کو لے لیا۔ اس نے کل کو لے لیا' حسن مطلق کو لے لیا' خود حسین ہیں تو یہ سیل بے کراں کی مانند تھا۔ اس پر جو لہریں اٹھیں یہ انسان کی مانند تھیں' جس انسان نے یہ اقرار کرلیا کہ میں اللہ محمدؐ ہوں' وہ تھامانتے والا جس نے کہا کہ میں نہیں ہوں۔

ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا

اس نے اپنا انکار کرکے حقیقت کا انکار کیا ہے۔ آج بیوقوف نمازیں پڑھتے ہیں' روزے رکھتے ہیں' حج کرتے ہیں۔ سب کچھ کرتے ہیں۔ جن کی خاطر سب کچھ ہے' انکا انکار کرتے ہیں' کیا فائدہ ان کی نمازوں کا' کیا ہے کوئی انسان ایسا جو ملائکہ سے زیادہ عبادت کرسکے۔ کیا ہے کوئی انسان ایسا جو ابلیس سے زیادہ عبادت کرسکے۔ "اے ابلیس" تو ایک سجدے کی وجہ سے دھتکارا گیا۔ انسانوں میں چھوٹ دی گئی ہے' کس کو تسبیاں پھیرتے ہو' کون سا قرآن پڑھتے ہو' کون سا حج کرتے ہو' جن کے لئے ہے انہی کا انکار' ایک ہی آیت آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ عربی زبان میں ایک کے لئے بھی الگ ہوتا ہے حرف دو کے لئے بھی الگ ہوتا ہے حرف اور سب کے لئے بھی۔ مثلاً اس کو ہوگا ایک کو' ان دو کو کما ہوگا ان سب کو کم ہوگا۔ اے انسانو! اپنا جائزہ لو' کہاں پھنسے ہوئے ہو۔

جی میں نے اپنے شوہر کو راضی کرنا ہے' چھوڑو قرآن کو' چھوڑو حضرت کو

اور چھوڑو رسولؐ کو۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو راضی کرنا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے خاندان کو راضی کرنا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے حکومت کو راضی کرنا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے دنیا کو راضی کرنا ہے۔ دین سے دنیا رکھنی مشکل ہوتی ہے۔

اے جاہلو! بیویوں کی طرف پڑے ہوئے ہو' خاندان کی طرف پڑے ہوئے ہو' اولاد کی طرف پڑے ہوئے ہو' یہ ہے تمہاری محبت۔ آئیں، آپ کو بتادیں' سورہ توبہ کی آیت نمبر ۶۲ نکال کر دیکھ لیں۔ دنیا کو چیلنج ہے' کیا کہتی ہے۔ یعلفون لکم.....

کہ یہ لوگ حلف اٹھاتے پھرتے ہیں' قسمیں اٹھاتے پھرتے ہیں' اللہ کی قسم آپ میری جان ہو' اللہ کی قسم آپ میری بیوی ہو' اللہ کی قسم آپ میرے شوہر ہو' اللہ کی قسم آپ میرے بچے ہو' تاکہ آپ قسمیں اٹھاکر آپ کی خدمت کے لئے ان کو راضی کرلو۔ ارے بیوقوفو صرف اللہ اور رسول سے اس کا حق ہے کہ کن کو راضی کیا جائے۔ اللہ اور رسولؐ کا حق ہے کہ ان کو راضی کیا جائے۔ ان کو۔ ان ترجمہ کس کا ہے۔ یرضوہ ہے کہ رسولؐ کو راضی کرلو گے تو اللہ راضی ہو جائے گا۔ مثبہ جو تمہارے پاس آیا ہے اس کو راضی کرکے دکھاؤ۔ اللہ تو مجھ سے راضی ہے۔

وہ کہتا ہے جو تمہارے پاس آیا ہے تمہاری جان نکال رہا ہے' تمہارے مال مانگ رہا ہے' تمہارے شعور سے بالاتر ہو کر تم سے باتیں کر رہا ہے۔

اے انسان! تو صرف ایک ہی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ تو کہہ کہ جو میرا محبوب کہتا ہے وہ سچ ہے۔ دنیا جھوٹ ہے۔

قرآن کے ترجمے جھوٹے ہوسکتے ہیں' ہر چیز جھوٹی ہوسکتی ہے' تیری آنکھیں جھوٹ بول سکتی ہیں' تیرا مشاہدہ جھوٹ بول سکتا ہے' ساری دنیا کہے وہ ذلیل و رزیل ہے تو کہہ میرا محبوب ہے' میرا رسول ہے' رسول ڈیوٹی پر نہیں ہے' ان کی عطا ہے کہ آپ سے بات کر رہے ہیں۔ ان کی خاص الخاص عطا ہے اور آگے کہا گیا کہ جو اپنا انکار کرے گا' وہ رسولؐ کا انکار کرے گا اور ۱۴۰۰ سال پہلے یہ کہاں لکھا گیا ہے کہ وہ ہیں اور یہ قرآن میں کہاں لکھا تھا کہ تو ہے تیرا ہونا ہی تو شرک تھا۔ کدھر ہیں تیرے دادا دادی' کدھر ہیں تیرے پردادا' پردادی' کدھر ہیں تیرے

نانا' نانی اور کدھر ہو گا تو اور ان کے لئے عذاب تھا نہ ماننے والوں کے لئے عذاب تھا۔ کنفیوز ہونے والوں کے لئے عذاب تھا' چھوڑے جانے والوں کے لئے عذاب تھا۔ رسولوں پر کسی کو ترجیح دینے والوں کے لئے عذاب تھا۔

اپنا جائزہ لے کر دیکھیں' دنیا میں ہر لمحے ہر انسان گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے رسول ہیں اور رتبہ بھول جاتا ہے۔ لوگوں کی باتیں سن کر کہتا تھا کہ نہیں ہے اور ذات حق مسکرا رہے ہیں۔ اے لوگو! ان سے بدلہ کیوں نہیں لیتا جو تیرے رسولوں کا انکار کر رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے میں ہی تو ہوں کھیل کھیل رہا۔ کچھ لوگ ہیں بیٹھے ہوئے' کہتے ہیں کیا بول رہا ہے یہ بندہ آج یہ بندہ سامنے حاضر ہے۔ یہ میرا بیت الرضا ہے' یہ میرا خاندان ہے' دنیا کے عالم آج ہم سے بات کر کے دکھا دیں' میرے رسول ہیں۔ اس لئے کہ اللہ ہیں۔ بشر رسول نہیں ہے کہ انتقال سے بات ختم ہو جائے گی اور ماننے والوں کے لئے ماننے والی عورتیں ہوں یا ماننے والے مرد ہوں۔ ماننے والوں کے لئے اپنا آپ ہے' بہار ہے' اس دنیا میں جنت ہے۔ Tension ختم ہے' عروج ہی عروج ہے۔ اللہ ان کے لئے خاصان خاص رحمت میں سے خاصان خاص عطا کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ یہ بیک گراؤنڈ ہے۔ ورلڈ اسمبلی کا آغاز اس وقت ہوا۔ جب سیدنا آدم کو ملائکہ نے سجدہ کیا تھا۔ ورلڈ اسمبلی کے ممبران میں سے ملائکہ ورلڈ اسمبلی کے ممبران میں سے جنات' ورلڈ اسمبلی کے ممبران میں سے زمین و آسمان کے لشکر' یہ سب ورلڈ اسمبلی کے ممبران تھے۔ موجودہ دور میں اس کے تسلسل کا آغاز اور معراج حضور سیدنا محمد رسول اللہ کے اظہار سے ہوئی' تعارف سے ہوئی ورنہ وہ نبی اس وقت بھی ہیں' جب آدم کا تصور بھی نہیں ہے۔ ظاہری معراج آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے ہوا اور اب موجودہ دور میں آج سے تقریباً ۱۹ سال پہلے مسجد نبوی میں ریاض الجنہ میں اس کا آغاز ہوا۔ اس کے سرور صرف سرور کائنات ہیں۔ ورلڈ اسمبلی کی دعوت کو پوری دنیا میں پھیلایا گیا۔ اس امانت کے تحت بڑے بڑے بادشاہ اس کے ممبر بنے' صدر ممبر بنے' وزیر ممبر بنے' جنرل ممبر بنے' جسٹس ممبر بنے' میرے پاس کاپیاں پڑی ہوئی ہیں اور ان کی تعداد تقریباً ۱۴۰۰۰ کے قریب تھی۔ ہم نے کہا کہ ممبر آپ کو بنالیا ہے۔ یہ کوئی تحریک نہیں ہے' یہ کوئی ادارہ نہیں ہے کہ محنت کریں گے۔ سلیبس آپ کا یہ ہے اور آپ میں سے محنت جو کرے گا اور کھلی آنکھ سے رسولؐ اللہ تک پہنچے گا وہ

ہمارے ساتھ ہوگا۔ باقی چاہے کوئی کیوں نہ ہو۔ مبارک ہو۔ اس جنرل کو جو یہاں موجود ہیں۔ مبارک ہو اس صدر کو جو یہاں موجود ہیں۔ مبارک ہو اس سیکرٹری کو جو یہاں موجود ہیں اور اللہ رحم کرے ان پر جو کنفیوز (Confuse) ہیں' لیکن اتنی بات دیکھیں آپ کے آقا کی مرضی ہے کہ تقریباً (۱۵۰۰۰۰) ڈیڑھ لاکھ میں سے ۱۰۰ بندے یہاں موجود ہیں۔ معیار دیکھا میں کسی کا نام نہیں لوں گا۔ کون کون سا ہمارا ممبر ہے' لیکن ممبر وہی ہے جس کو بیت الرضا کے اندر داخلے کی اجازت مل گئی ہے۔ آپ سب کو اپنے آقا کی طرف سے مبارک ہو۔ کہ نہ صرف آپ کی جنت پکی بلکہ جس کو آپ پیار کرتے ہیں اس کی جنت بھی پکی۔ اللہ پاک آپ کی ساری ضرورتیں پوری کرے' آپ اور آپ کے عزیز و اقارب کی تندرستی رکھے' بیماری سے شفاء دے' خیر ہی خیر عطا کرے اور بہت ہی خیر عطا کرے اور دونوں جہانوں کی خیر' آپ کی تمنائیں سوائے ذات حق تعالیٰ کے کوئی نہ ہو۔ نئے آنے والوں میں ہم صرف ایک ہی دلیل دیتے ہیں آپ کے سامنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مجھے واوٴ دکھادیں نہیں ہے کوئی موجود سوائے اللہ کے بصورت محمد الرسول اللہ کے واوٴ دکھادو مجھے کیا حیثیت ہے جو ان کو دو سمجھتا ہے۔ چھٹا سپارہ یہاں سے شروع ہوتا ہے۔ "کافر ہوں گے وہ لوگ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو دو جانا۔ مومن وہ ہیں جو ان کو ایک جانتے ہیں' اللہ ہی اللہ ہے۔ بشر رسول نہیں ہے۔ بشر میں جو ہوتا ہے وہ رسولؐ ہے۔

ابھی آپ کو بتائیں وہ کیا پڑی ہے جوتی' کس کی حضرت کی جوتی' یہ کیا ہے جبہ ہے' یہ کیا ہے قمیض ہے' یہ کیا ہے عبادہ' یہ کیا ہے عمامہ ہے' یہ کیا ہے انگوٹھیاں اور جب وجود میں ڈھلیں تو سب کچھ بھول گیا ہے۔ یہ کون ہیں حضرت۔

اس طریقے سے جب اللہ کہتا ہے یہ کون ہیں' رسول اللہ یہ ہے راز زندگی۔ اب ہم نے آج اس لئے خوشی ہوئی کہ ہمارے پیاروں کو صدیقیت کی بشارت دی گئی تھی اور ان سے ہم نے وعدہ لیا تھا کہ ان سے ہم نے دعوت لینی ہے۔ پھر کہا تھا کہ جو بولے وہی دعوت دے۔ چنانچہ اس برکت کے تحت ہم نے اپنی ظاہری بیٹی کی رخصتی رکھی۔ اس کا نام فاطمہ ہے' دعا کیجئے گا کہ خاتون جنت سیدنا فاطمہ الزہرا کا سایہ ان پر سلامت رہے اور ان کے شوہر مثل علی ثابت ہوں۔ ہر شخص خیر ہو' یہ سب آپ کی وجہ سے ان کی رخصتی کا انتظام کیا ہے۔ ان

کی رخصتی کی وجہ سے آپ کو نہیں بلایا۔ یہ میرا اصل خاندان ہے' آپ بہت کم دیکھیں گے کہ ہمارے خون کے رشتے دار ہمارے پاس نہیں۔ جب میں بھی نہیں رہا تو خونی رشتہ کیسا۔ ہمارا رشتہ اس کے ساتھ جس کا رشتہ رسول اللہ کے ساتھ۔ ہمارا وہ جو رسولؐ کا پیارا۔ باقی ساری دنیا کو یہ تن تنہا فقیر چیلنج کرتا ہے کہ تمہارا علم ناقص' تمہاری تحریکیں ناقص' تمہارے ادارے ناقص' تم منافقت اور جاہلیت میں پھنسے ہوئے ہو۔ اس طرح آج کی تقریب سے پہلے ہم نے کراچی میں ہر جگہ نروس بریک ڈاؤن کرنے والے واقعات کئے' اعصاب شکن واقعات کئے۔ کہ دیکھتے ہیں کہ کون اس قابل ہوتا ہے۔ بڑے بڑے پیر مارے گئے منافق ہو گئے' مرتد ہو گئے' ہم نے کہا جاؤ تمہاری سزا یہ ہے کہ تمہیں سزا نہ دی جائے کیونکہ تمہیں قتل کر دینا یا تمہیں اڑا دینا کہ تمہاری جان ختم۔ جاؤ تم کو اپنی محبت میں اور سب سے بڑی منافقت کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ گالیوں پر اتر آتا ہے' سخت حملے اور سخت ترین واقعات اس لئے کرائے گئے تاکہ پرکھا جائے۔

سورہ عنکبوت کے تحت:

"کیا تم صرف اس لئے بخشے جاؤ گے کہ تم نے کہہ دیا کہ ہم ایمان لائے اور تمہیں پرکھا نہیں جائے گا۔"

پرکھا جاتا ہے اور جو پرکھ کر ہمارے پاس آتا ہے ہم نے اسے پرکھا جو پیار کے تحت آیا۔ اس کو سر اپنا نثار کر دیا۔ پیارے کے آگے سب کچھ نثار ہے۔ اے لاہور والو! اے بیت الرضا والو' آپ میں سے کسی کا امتحان لیا ہے؟ کیونکہ آپ پیار والے ہیں' جس نے ہمیں پرکھا سوال کئے قرآن کا سوال۔ یہ سوال' وہ سوال۔ ہم نے کہا بچو پرکھ لو۔ پھر ہم پرکھیں گے۔ ان کی پرکھ پر ہم پاس اترے' ہماری ایک پرکھ پر وہ کنفیوز ہو گئے اور کنفیوز ہونا کس کا کام ہے۔ ابلیس کا۔ اب آتے ہیں اس بات پر۔ مبارک ہیں ہمارے لوگ کہ خاندان اکٹھا ہے۔ اب انشاء اللہ آپ آج کا معجزہ دیکھیں گے۔ جو پیار والا ہوگا اس کو ہماری بات سمجھ آئے گی' جو تکرار والا ہوگا اس کو بھول جائے گی۔ وہ کنفیوز ہو جائے گا۔ یہ لوگ اس کو اشارتاً اطلاع کرتے ہیں کہ وہ دلیل کے ساتھ مجھے یہ ثابت کر دے کہ وہ اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ میں شناختی کارڈ کو نہیں مانتا۔ کو ہر کسی کے ساتھ نہیں' دل کے ساتھ ثابت کرو۔ دلیل کے ساتھ تو کوئی بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ فلاں شخص کا بیٹا ہے اور

دلیل سے کوئی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ فلاں شخص میرا باپ ہے۔ اب آتے ہیں آمد کے تحفے کی طرف۔ جو تحفہ دینا ہے۔ وہ آیت کریمہ ہم نے تلاوت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ عربی آیت (صلو علیہ تسلیما)

ہم ظاہری ترجمہ نہیں کرسکتے۔

ان تحقیق۔ اللہ ملائکہ اس کے فرشتے۔ ملائکہ ملک کی جمع ہوتی ہے۔ ملک : م ل ک۔ ملک میں ۳ حرف آتے ہیں۔ م ل ک۔ آج ہم یقین کرلیں کہ ملک کون ہوتا ہے۔ سورج جب ظہور کرتا ہے تو اس کی کرنیں پھیل جاتی ہیں۔ وہ کرنیں اور شعائیں الگ لگتی ہیں۔ شام کو جب غروب ہوتا ہے' واپس چلی جاتی ہیں۔

محمد : ل م ظہور ہے۔ م : محمدؐ ہے۔ ک : کرن ہے۔ محمدؐ کے ظہور کی کرن کو ملک کہتے ہیں۔ یہ ملائکہ کیا کرتے ہیں۔ صل کرتے ہیں۔ کب سے کرتے ہیں جب سے نبی ہیں۔ یصلون ہے فعل مضارع ہے۔ کرتے تھے' کر رہے ہیں۔ کرتے رہیں گے۔ کیا کرتے تھے' کیا کر رہے ہی' صل کرتے رہے ہیں۔ صل کا ہر مفہوم بھی نکلتا ہے۔ کس پر' ارے نبی پر۔ ایمان والوں آپ بھی صل کرو۔ صلمو تسلیما کرو۔ اب ہمیں ایک ایک چیز کا جائزہ لینا ہے۔ آپ مجھے صاف جواب دیتے جائیں۔

کیا موت کے فرشتے ہیں' ہیں۔ جانیں قبض کرتے ہیں۔ کیا ہوا کے ملائکہ ہیں' بارش کے ملائکہ ہیں' کیا قیام کرنے والوں کے ملائکہ ہیں' کیا رکوع کرنے والوں کے ملائکہ ہیں' کیا سجدہ کرنے والوں کے ملائکہ ہیں۔ سبحان اللہ کرنے والے ملائکہ ہیں۔ اللہ کی تسبیح کرنے والے ملائکہ ہیں۔ اللہ اکبر کہنے والے ملائکہ ہیں۔ ارے طرح طرح کے کام کرنے والے ملائکہ ہیں۔ کیا یہ سچ ہے۔ یا یصلو سچ ہے۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ ذکر ہے کہ ملائکہ بے شمار کام کرتے ہیں۔ ملائکہ کے ذمے بہت سارا کام ہے اور یہاں کہا کہ ملائکہ لگاتار صل کر رہے ہیں۔ نبی پر۔ کوئی ایک وقت میں ایک کام کیا جاسکتا ہے۔ ہم آپ کے ساتھ مخاطب ہیں۔ کار نہیں چلا رہے' تو یہ کیسے ہے کہ ملائکہ قیام بھی کریں اور ملائکہ (ان کو تھوڑی دیر کے لئے پیچھے اس کمرے میں لے جائیں) ملائکہ قیام بھی کریں اور ملائکہ صل بھی کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

سوال ٹھیک ہے کہ نہیں؟ اس کی دلیل سورۃ احزاب آیت ۴۳ سے لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے صل کرتے ہیں تو نبی پر صل اور آپ پر صل کرنا تو ایک ہی بات ہے' لیکن یہاں اللہ نے یہ نہیں کہا کہ ایمان والو۔ تم ایک دوسرے پر صل کرو۔ اور سوال یہ ہے کہ..... اللہ اور ملائکہ صل کرتے ہیں اور اس کے ملائکہ الگ الگ ہیں ایک راز دیکھ لیجئے گا۔ دوزخ کے فرشتے دوزخ پر ہیں اور جنت کے فرشتے جنت پر ہیں اور جو کام جس فرشتے کا ہے وہ وہاں پر ہے۔ مخصوص فرشتے ہیں جو صل کرتے ہیں' مخصوص فرشتے ہیں جو صل کرتے ہیں لوگوں پر' مومنین پر۔ تمام انسانوں پر لیکن تمام کے تمام ملائکہ کی ڈیوٹی صرف ایک ہے کہ صل کرو نبی پر۔ نبی پر سب فرشتے صل کرتے ہیں اور عام لوگوں پر صرف وہی فرشتے صل کرتے ہیں جن کی ڈیوٹی یہی ہے۔ اب ہم نے یہ طے کرنا ہے کہ یہ صل ہے کیا۔ آپ سے سوال پوچھتے ہیں کہ ایک شخص آپ کو لاکھ دفعہ کہتا ہے کہ میں آپ کو ۱۰۰ روپیہ دوں گا' میں تمہیں ۱۰۰ روپیہ دوں گا' لاکھ دفعہ کہا' دیا نہیں ہے۔ کیا فائدہ۔ دوسرا شخص ایک دفعہ کہتا ہے کہ آپ کو لاکھ روپیہ دوں گا دے دیتا ہے کون افضل ہے۔ دینے والا۔ ایک شخص لاکھ دفعہ درود شریف پڑھتا ہے اور مرضی اپنی رکھتا ہے۔ کوئی فائدہ نہیں۔ دوسرا ایک دفعہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہتا ہے۔ پر مرضی اپنی نہیں رکھتا۔ مبارک ہو صل کا معنی یہ نئی طاقت' درود پڑھتا ہے۔ اللہ درود نہیں پڑھتا۔ اس آیت کریم کا معنی یہ ہے کہ اللہ لگاتار اپنے نبی سے پیار کر رہا ہے اور نبی کو کہتا ہے اے میرے نبی' میری ساری کائنات آپ کی' میری ذات آپ کی' میرے صفات آپ کے' میرا عدل آپ کا' میرا حکم آپ کا' کائنات آپ کی جو کچھ آپ چاہیں کریں۔ فانما یقول لہ' کن فیکون کن کا جب حکم ہوتا ہے۔ کہتا ہے کن ہو جاتا ہے اور ملائکہ دست بدست انتظار کر رہے ہیں۔ یا رسولؐ یا نبیؐ کریم کب جان لیں۔ یہ نبی کا کام ہے۔ یا نبی کریم ان کو ہم پیس دیں۔ پہاڑوں میں۔ نہیں۔ ان کے پاس علم نہیں۔ سارے ملائکہ دربان ہیں جبریل سمیت۔ دربا میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ اے لوگو تم کو تھوڑا سا اختیار دیا جاتا ہے' تھوڑی سی دولت دی جاتی ہے' تھوڑی سی عقل تو کرنی ہے' ان کا ایک اشارہ کائنات کو ہلا سکتا ہے جب پیار ہے تو کچھ نہیں کر رہے۔ ملائکہ دست بدست کھڑے ہیں۔

اے ایمان والو تم نے دو کام کرنے ہیں۔ کیا پہلے ملک بنو۔ اپنی مرضی نہ رکھو۔ ان کی مرضی کے ہو جاؤ۔ ملک بن کر ان کے حضور حاضر ہو جاؤ۔ میرے محبوب کیا حکم ہے۔ ہم دست بدست کھڑے ہیں۔ یہ ہماری موت ہے۔ یہ محبوب کو نہ کہنا۔ کہ ہم پہاڑ ہلا سکتے ہیں' تمہیں بھی ہلا دیں گے۔ ہم پہاڑ ہلا سکتے ہیں۔ پھر بھی ان کے غلام ہیں۔ وہ کائنات بنا سکتے ہیں اور نہیں بنائی۔ وہ کائنات عطا کر سکتے ہیں۔ اے ایمان والو۔ فرشتوں کی طرح دست بستہ کھڑے ہو جاؤ۔ اپنے اندر کوالٹی Capability پیدا کرو۔ اپنے اندر کچھ ہنر پیدا کرو۔ کسی قابل ہو' پھر قابل ہو کر کہیں یارسول اللہ' اگر حکم نہیں مانے گا تو کیا کرو گے اور فرشتہ بننے کے بعد اللہ کی طرح کام کرو۔ جیسے اللہ ان کو پیار کرتا ہے۔ آپ بھی پیار کرو اور صلمو تسلیما کیا ہے۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا بڑا آسان ہے۔ صلمو تسلیما کا معنی Top Most Surrender اف نہ کرے۔ آپ کے بچے ہلاک کر دیں' اف نہ کریں' آپ کی بیٹیاں قربان کر دیں' اف نہ کریں' آپ کو قربان کر دیں' اف نہ کریں۔ ان کو حق حاصل ہے۔ یہ صلمو تسلما ہے۔ صلمو تسلما کا مادہ اسلام سے ہے۔ اسلام حق ہے۔ اسلام کیا ہے۔ ذات تعالیٰ سبحانہ کے حضور سب کچھ تن من دھن قربان کر دینا۔ عزت آبرو قربان کر دینا۔ اے لوگو! آپ کی جھوٹی عزتیں آپ کو اتار بھی سکتے ہیں' عزت صرف اللہ اور رسولؐ کے لئے ہے اور عزت کسی کے لئے نہیں ہے۔ انہیں کے صدقے آپ کی عزت ہے۔ آج دیکھو اگر بہت زیادہ آپ کی ماں کو قدرت ماں ہے۔ گو امریکہ کا صدر بہت طاقتور ہے' امریکہ کے صدر کا ذبیحہ ہم نہیں کھا سکتے۔ کتے کا پکڑا ہوا شکار ہم کھا سکتے ہیں۔ کیوں' امریکہ کا صدر انسان' کتا' جانور' کتا جو ساتھ لگ جائے تو کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اللہ نے کہا رمز اس میں یہ ہے کہ کتا مالک کا وفادار ہے' اس کی وفاداری کی وجہ سے اس کے منہ کا پکڑا ہوا شکار جائز ہے۔ وہ امریکہ کا صدر ہو گا لیکن ہمارے رسول کا وفادار نہیں ہے۔ کیا وہ اللہ کو نہیں مانتا' کیا وہ مطلق کو نہیں مانتا۔ آپ کہیں گے۔ قادر مطلق تیری مرضی' قادر مطلق کہیں گے نہیں۔ میری مرضی پر تو پوری کائنات چلتی ہے۔ میرے رسول کی مرضی پر چل کر دکھاؤ۔

<u>اور یارو آپ نے اپنی مرضی کو بچانے کے لئے رسول کا بھی انکار کر دیا۔ دسواں پارہ سورۃ انفال اٹھا کر دیکھ' میں کیا۔ سب کچھ اللہ اور رسولؐ کا ہے اس</u>

میں کم از کم پانچواں حصہ دو۔ انہوں نے اس کا ترجمہ اور تفسیر یہ کر دی کہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جو مال غنیمت حاصل ہو۔ اس کا پانچواں حصہ دو۔ کیا اسلام لگاتار لڑائی کا دین ہے' کیا آپ نے عرف عام میں یہ مثال نہیں سنی۔ (یہ واپس نہیں کرنی۔ آئندہ کسی کو جرات نہیں ہونی چاہیے کہ چیزیں ریکارڈ کرنے کی۔) آپ نے عرف عام میں یہ مثال نہیں سنی کہ کاروبار میں کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ آپ کو ۵ لاکھ' کتنا ہوا۔ غنیمت ہے ۳ لاکھ ہوگیا۔ غنیمت ہر وہ چیز ہے جو آپ کو حاصل ہو جائے' ترجمہ بدل دیا۔ کہ پانچواں حصہ رسول اللہ کو دینا پڑے گا۔ وہ ہیں ہی نہیں اور غنیمت اسی چیز کا معنی ہے کدھر کدھر گئے اور کیا کیا چیز سنائی۔ بہرحال آج اس محفل کے لئے تحفہ جو ہے وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ملائکہ رسولؐ اللہ کی جو شارع نبوت ہے' نبی ہے اور اس نبی پر مسلسل پیار کر رہے ہیں۔ مسلسل ان کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔ اے ایمان والو جب تم الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہتے ہو' یا درود پڑھتے ہو' ذرا اتنا تو خیال کیا کرو کہ جب تک محمدؐ اور آل محمدؐ پر درود نہ پڑھو' نماز نہیں ہوگی۔ تمہاری غیرت کہاں چلی جاتی ہے۔ چلو تم محمدؐ کو نہیں مانتے۔ آل محمد تو ہے' ناں۔ آل محمدؐ کے خلاف کوئی بول جائے اور گالیاں دے جائے اور تم برداشت کرو۔ کدھر ہے تمہارا ایمان کیا ہیں جو تمہاری نمازیں' کیا ہے تمہارے روزے' کس کام کی ہے تمہاری ساری زندگی' کس بات کی ساری زندگی' یہ قوم بڑی پیاری قوم ہے۔ جھوٹے علماء نے ان کو گمراہ کیا ہوا ہے۔ اس قوم پر ایک نعرہ لگا دیا ہے یہ کہا گیا کہ بینکوں میں لائنیں لگ گئی ہیں۔ اس قوم کو یہ پتہ چل جائے کہ اس کے رسولؐ ہیں۔ یہ قوم کنجوسی کرے گی' کیا انکم ٹیکس کے محکمے کی ضرورت رہے گی۔ یہ قوم تو تن من دھن نثار کرنے کے لئے تیار ہے۔ ان کا پیارا ان کو ملا تو دو انکا پیار ان کو ملا تو دو۔

اے جاہلو' علماؤ! میرے رسولؐ اور میرے بندے کے درمیان نہ آؤ۔ یہ اللہ کا فرمان ہے۔ کون ہوتے ہو تم اپنا اعادہ کرو۔ اپنے ترجمے کا اعادہ کرو' ہر چیز کا اعادہ کرو۔ تم تو ان اللہ اور ملائکہ کا ترجمہ ٹھیک نہیں کرسکتے۔ صلمو تسلیما (Top Most Surrender) ہے۔ جب ہم نماز میں درود ابراہیم پڑھیں' اپنا جائزہ لے لیں کیا میری مرضی ہے۔ رسولؐ اللہ اس لئے نہیں دیئے گئے آپ کو کہ آپ اپنی مرضی منوائیں۔ ان کی بات ماننی ہے جو مرضی کریں۔ چاہے ساری کائنات

کہے، کتنے ذلیل ہو یا کیا کر بیٹھے ہو، کہتا ہے کس کی خاطر کر بیٹھا ہوں اور رسولؐ اللہ تو رسولؐ اللہ ہیں۔ یارو کسی کو محبوب بنالیں۔ کسی کو محبوب بنالیں اور اس محبوب کے ساتھ وہ سلوک کرنا شروع کر دیں جو آپ رسولؐ اللہ کے ساتھ کرتے تھے۔ اللہ سبحان، اس کو نور عطا کر دے گا اس کو ولی بنا دے گا، صحابی بنا دے گا۔ آپ کو رسولؐ تک پہنچا دے گا، اندر خلوص نہیں ہے، اندر نیک نیتی نہیں ہے، مرضی اپنی، تجسس اپنا، نگاہ اپنی، تو کدھر کیوں آپ کو دکھائیں۔ کون دیتا ہے کسی کو محبوب اپنا جانے کیوں کر گوارہ کیا ہے حق نے اور آج اس مبارک موقع پر آپ کے اندر کی بات سناتے ہیں اور ایفا کی بات بھی سناتے ہیں۔ آپ کے صدقے آج کے بعد ایک نئے دور کا آغاز ہو جائے گا۔ انشاء اللہ آپ کے اندر حقیقت بن گئی، تو باہر جنت بن جائے گی۔ ہماری باتیں ریکارڈ کریں آنکھوں کے ساتھ، دل کے ساتھ، یہ ٹیپ ریکارڈر کیا کرے گا۔ یہاں نور بکھر رہا ہے۔ پہلے باتیں ہو رہی ہیں بعد میں۔ باتیں تو بہانہ ہیں۔ یہاں تو جو مقام پر پہنچا ہے، نگاہ سے پہنچا ہے۔ ہمیں اپنے رب کی طرف سے عطا ہے کہ جو آپ کا چہرہ دیکھ کر آپ کا نہیں بنا۔ اس نے بات سن کر کیا بننا ہے۔ باتیں کرنا مولویوں کا کام ہے۔ ہم تو باتیں صرف نگاہ سے نگاہ ملانے کے لئے کر رہے ہیں اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ بہرحال جو خوشخبری سنانی تھی۔ وہ یہ ہے کہ عرش پر سنی گئی۔ فرش کی آہ و بکا عرش سے آئی صدا، وقت ہے اذاں کا، اٹھو اور اذاں کہو...... رحمان کی تنویر سے، قرآن کی تصویر سے، حسن دل پذیر سے، سخن دل پذیر سے نعرہ تکبیر سے۔ (نعرہ تکبیر خود......)

نعرہ تکبیر سے مساجد ضرار کو ضرب سے گرا بھی دو۔ اپنی ایک اذان سے خواب سے جگا بھی دو۔ اب کرو تعمیر نو۔ اللہ کے مجاہدو۔ مسجدیں بنیں گی۔ مثل حرم محترم۔ رب ذوالجلال پھر بھیجے گا اپنے کرم، رحمتوں کی بارشیں، اشکوں سے ملیں گی جب، فرش کی کدورتیں صاف ہوں گی سب کی سب۔ سجدے ہوں گے ایک جب۔ گلستان بنے گا تب، فرش اور عرش میں ہم ملائیں گے قدم، دنیا کی حقیت کیا ہے۔ اپنے ہوں گے لوح و قلم، گلستان کی ہر کلی اللہ اللہ بولے گی، قدسیوں کی سجدہ گاہ راز اپنا کھولے گی، فرشتوں کے پرے پرے، سجدوں میں پڑے پڑے سبحان اللہ پکاریں گے۔ محب اور محبوب میں مٹ جائے گا فاصلہ۔ اللہ کے دیدار میں ذرہ بنے گا آفتاب۔ اس کے بعد اور جہاں ممکن نہیں جس کا بیان، سفر ہو گا جابجا۔ مل جائے

گی ہاں سے ہاں، فرش پر یقین ہو، عرش سے آئی صدا۔ خاک نشین کو اب عروج مل گیا۔ محمدؐ سے جو کی وفا انسان ہوا آشنا۔ ایک محمدؐ سے وفا کرلو۔ اپنے دل میں محمدؐ کو ترجیح دے لو اور آپ کو ایک فارمولا بتا دیتے ہیں جو اب تک محمدؐ الرسول اللہ تک نہیں پہنچے۔ اپنے دل میں نیت کرلیں۔ ان کے ہزار آدمی ۲۰۰ روپیہ بچالیں۔ ۲۰۰ پانچواں حصہ ہوگا۔ ہمارا مشورہ ہے ۲۰۱ بچائیں۔ ۲۱۰ بچائیں، اس نیت سے جمع کریں کہ جب رسول اللہ ملیں گے ان کو پیش کردیں گے۔ نہ ملیں تب کہنا یہ نہ سوچا کہ میرے پاس ۱۰۰۰۰ روپیہ ہے۔ میں گھر بار والوں کا خرچہ کیسے چلاؤں گا، ان کے سب سے پہلے گھر کے سردار کو خدمت میں پیش کرو۔ پھر گھر بار کی پرواکرو، جو آج آپ کو ۱۰۰۰۰ ہزار دے رہا ہے۔ وہ اس میں برکت بھی ڈال سکتا ہے۔ اللہ کے بندو! رسول اللہؐ کے پیار و ثبوت بھی بہت ہیں۔ باتیں بھی بہت ہیں۔ قرآن بھی بہت ہے، یقین کریں اصل بات وہ ہے کہ جو دل سے مانی جاتی ہے اور دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو۔ ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو۔ آخر میں ۲ ہستیوں کا مزید تعارف کروانا چاہتا ہوں تاکہ دنیا کل یہ نہ کہے کہ ہم تک آپ کی بات نہیں پہنچی تھی۔ ہم نے بڑے بڑے جرنلز کے ساتھ بات کی۔ دنیا کے جرنلز کے ساتھ بات کی اور جرنلز کو کہا آپ کا علم اپنی جگہ آئیں ہم سے بات کریں۔ ہم ایک سپاہی ہیں۔ آپ جرنیل ہیں۔ ان کے نصیب میں جو تھا وہ تھا۔ ہم کسی کا نام نہیں لے رہے۔ آج لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ جس کو چاہے اس کو چاہے۔ کوئی اپنی کوشش سے پیغمبر نہیں بن سکتا۔ اس طرح کوئی اپنی کوشش سے صحابی بھی نہیں بن سکتا۔ سارے جرنیل بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ ایک جنرل کو منزل مل گئی۔ اس دور میں بڑا مشکل ہوتا ہے کسی جنرل کو کسی امیر کو منزل ملنا۔ یا کسی پیر کو منزل ملنا، لیکن بیت الرضاء وہاں کہ پیر بھی فقیر ہوگیا اور جنرل بھی فقیر ہوگیا۔ جنرل سرفراز صاحب (نعرہ تکبیر) ماشاء اللہ پیاری پیاری آواز سنا دیں۔ جو مرضی کہیں کچھ بھی نہ کہیں (ہنسی)

جو نور صاحب میں گم ہو جاتا ہے۔ اس نے کیا کہنا۔ یہ ہے صاحب مراد کی نشانی۔ ماشاء اللہ ایک ایک کی بات کی۔ کس کس کا نام لوں۔ میرے شاہد بھی یہاں، میرا اورنگ زیب بھی یہاں ہے۔ بچہ شرما جائے گا۔ یہ چھوٹا سا بیٹا ہے۔ سلمان ادھر آئیں۔ آپ۔ ادھر آئیں میرے پاس دلیلیں کدھر گئیں ہیں، بچوں کو سکھایا تو نہیں

جاسکتا۔ جادو کے زور سے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا دیدار نہیں ہوتا۔ پیار کے تحت دیدار ہوتا ہے' ادھر آئیں میری جان میرے پاس یہ بچہ ہے جس نے اڑھائی سال کی عمر میں اللہ کا دیدار کیا کھلی آنکھوں سے دیکھ کر۔ یہ ہمارے پاس ہے' اللہ اس کو نظر بد سے بچائے۔ (نعرہ بازی) اور آپ کو خوشی ہوگی۔ یہ حضرت عبدالواحد جو صحابی رسولؐ ہیں۔ ان کے ظاہری طور پر پوتے ہیں۔ یہ خاندان میں ان کے عطا ہے اس دور میں بڑوں بڑوں کو بعد خدمت نصیب ہوئی اور آپ کے محمدؐ آل محمدؐ کی ایک ادا ہے۔ کچھ ایسے ہیں' گم ہو چکے ہیں' نام بھی نہیں لینا چاہتے محمدؐ و آل محمدؐ کی ادا ہے۔ آج تک انہوں نے کسی کا احسان نہیں رکھا۔ کسی کا احسان نہیں رکھا۔ کسی کا احسان بطور رسولؐ ادا کر دیا۔ کسی کا احسان بطور نبیؐ کے ادا کر دیا۔ کسی کا احسان بطور ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ ادا کر دیا۔ آج کے اس دور میں آپ کے آقاؐ نے آپ کے رسولؐ نے کسی کی خدمت قبول کی۔ وہ بڑا ہی خوش نصیب تھا۔ کیونکہ ان کا نام ابو بکر تھا۔ ان کا نام محمدؐ علی ابو بکر ہے۔ نعرہ تکبیر کہیں بسم اللہ۔

یہ وہ ہستی ہیں' یہ ہماری جان ہیں۔ ان لوگوں پر ہماری جان قربان۔ ہمارا سب کچھ قربان' ذات حق کے جو ہو جاتے ہیں۔ ذات حق ان کا ہو جاتا ہے۔ یہ مثالیں دی تھیں۔ آپ میں سے کوئی کم نہیں ہے۔ ہم تو جس چہرے کو بھی دیکھ رہے ہیں یار ہی یار نظر آرہا ہے۔ اور اس مقام پر ہماری دعا ہے کہ آپ میں سے جو بیمار ہے' وہ تندرست ہو جائے۔ کسی بھی قسم کی بیماری میں اللہ تعالیٰ آپ کو تندرست رکھے اور آداب ہیں وقت کہ یہ بولنا نہ۔ تقاضا نہ کرنا' تقاضا نہ کر دینا' اپنے دل کے اندر دیکھنا کس کو ترجیح دیتے ہو۔ جس کو ترجیح دیتے ہو' وہ آپ کو ملے گا۔ جس کو ترجیح دیتے ہو' وہ آپ کو ملے گا۔

میں کس کس کا نام لوں۔ جس چہرے کی طرف دیکھتا ہوں نور ہی نور ہے۔ ادھر نور بیٹھا ہے' ادھر نور بیٹھا ہے۔ سب کے لئے ہماری جان حاضر ہے۔ سب کے لئے میرا مال حاضر ہے' سب کے لئے ہمارا اپنا آپ حاضر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کو (دیکھ لیجئے گا) ایک دوسرے کی شکلیں' جنہوں نے اپنے آپ کو ٹائم ٹو ٹائم رہنا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو یہاں آنے سے پہلے اس لامقام میں محفل مصطفیٰ میں بیٹھے تھے۔ اس راز کو ذہن میں رکھئے گا اور یہ وہ لوگ ہیں جو کل بھی بیٹھے ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ملت کا احیاء ہوگیا ہے۔ یہی ہماری ورلڈ

اسمبلی ہے۔ ورلڈ اسمبلی کی ایک ہی شرط ہے۔ اگر آپ پیار ہیں تو ہم آپ کے' آپ ہمارے ورلڈ اسمبلی آپ کی' کیونکہ آپ خود ورلڈ اسمبلی ہیں اور پورے جوش سے چند دفعہ نعرہ تکبیر لگائیں۔ چند دفعہ نعرہ رسالت لگائیں۔ (نعرہ تکبیر' نعرہ رسالت)

اللہ کے بندو۔ میں اللہ کی قسم اور آپ کے رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں میں جس طرف سر اٹھا رہا ہوں مجھے محمدؐ نظر آ رہے ہیں۔ یہ آپ کی حقیقت ہے۔

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی

ہمارے نزدیک مشرک کون ہے جو اپنے آپ کو اللہ اور محمدؐ کے علاوہ سمجھ رہا ہو۔ اے بدبخت تو اپنے محمدؐ کا انکار کرکے حقیقی محمدؐ کا انکار کر بیٹھا ہے۔ اے بدبخت تو اللہ کا انکار کرکے ان کا انکار کر بیٹھا ہے۔

اے بدبخت! تو نے ۸۰ سال ۱۰۰ سال عبادت کی' تو اب بھی ہے۔ تیرا ہونا ہی تو شرک تھا' تیری عبادت کس کام کی۔ جو تو نے نفی نہ کی۔ اپنی نفی کرکے دیکھ باقی کیا بچے گا۔ محمدؐ۔ وہ جو آپ کو دلوں کے Attequate بتائے تھے پھر بتاتے ہیں۔ کسی عرب ملک میں چلے جائیں کسی عرب سے پوچھ لیں۔ کسی کا نام اس کو نہ آتا ہو۔ تو اس کو کہتے ہیں اسماء یا محمدؐ۔ یعنی محمدؐ یعنی محمدؐ میری بات سنو۔ کہ تیرا مجھے ظاہری نام نہیں آتا۔ مجھے حقیقی نام تو آتا ہے۔ ظاہری طور پر خواتین بھی پاس بیٹھی ہیں' ادھر مرد بھی پاس بیٹھے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک ادھر بھی محمدؐ ادھر بھی محمدؐ یہاں بھی محمدؐ وہاں بھی محمدؐ اپنے اندر اپنا محمدؐ دیکھ لو۔ محمد الرسول اللہ نظر آجائیں گے۔ آنکھ میں بینائی نہ ہو تو نظارہ کیسے دیکھیں گے۔ کانوں میں سماعت کی قوت نہ ہو تو آواز کیسے سنیں گے۔ زبان میں گویائی نہ ہو تو بات کیسے کریں۔ دل کی دھڑکن مردہ ہو تو اللہ ہو کیسے نکلے۔ دماغ ماؤف ہو تو اس کی سوچ کیسے سوچی جائے۔ آپ کو آپ کے محمدؐ مبارک۔ آپ کو آپ کے اللہ مبارک۔ دو جہانوں میں آپ کامیاب' دو جہانوں میں آپ زندہ باد۔ نعرہ تکبیر' نعرہ تکبیر (خود)

(۱)

۲۔ ویڈیو کیسٹ

ابوالحسنین یوسف علی کی تقریر کا مکمل متن

پہلا خطبہ

آج جدید ترین مہلک ہتھیار کیا ہے کہ صرف بٹن دباؤ میزائل کا اور ایک پورے علاقے کو تباہ کرلو سمجھ آگئی سائنس کی ترقی۔ یہ ترقی ابھی اور آگے آئے گی تو اس ترقی کے تحت کہتا ہوں کہ میرے آقا کا غلام ذرا مونچھ کا بال یوں کر دے تو ساری دنیا ہل جائے اور ہلنے والی ہے۔ ہماری دعوت عام ہے۔ میرے آقا کی غلامی میں آجاؤ آپ کو ربیع الاول مبارک ہو۔ آپ کو ذات حق کے بے حجاب آنے کی ابتداء مبارک ہو۔ آقا الصلوۃ والسلام کا فرمان عالی شان ہے کہ دنیا والے لوگ خواب میں ہیں۔ جب جاگیں گے تب پتہ چلے گا یہ کیا تھا۔ اکثر لوگ اس وقت خواب دیکھ رہے ہیں۔ کیا خواب ہے۔ تعبیر نہیں جانتے خواب کس کے لئے ہے جو اس کو دیوار سمجھ رہے ہیں' جو اس کو لکڑی سمجھ رہے ہیں وہ خواب میں ہیں جن کو یہ جہان نظر آ رہا ہے ہوتے ہوئے وہ خواب میں ہیں۔ کہا نہیں جاتا خواب کی تعبیر بتائی جاتی ہے۔ میں نے خواب میں یہ کیا۔ حالانکہ یہ نہیں کیا ہوتا لیکن تعبیر دی جاتی ہے کہ جس نے خواب میں دودھ دیکھا تجھے علم دین ملے گا تجھے نور ملے گا' ٹھیک بات ہے کہ نہیں؟ خواب کی تعبیر ہے کہ نہیں؟ تو تعبیر کیا ہے تعبیر یہ ہے کہ ایک ہستی ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ بات اس وقت حل ہوگی جب ہم جان لیں گے کہ من اللہ احسان کیا ہے۔ احسان کیا ہے؟ اور کیسے کیا آپ نے ذرا جائزہ لیں کہ احسان کیا ہے اور کیسے کیا آپ نے لقد من اللہ علی المومنین اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ظاہری اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے احسان کیا مومنین پر۔ اے اللہ

کیا مومنین پہلے سے موجود تھے؟ ہونا تو یہ چاہیے تھا علی الکافرین کو ظاہری طور پر یہ کہا جائے کہ کافر پر احسان کیا کہ ان میں سے رسول بھیجے ان پر ان میں سے مراد ہے کہ آدم میں آدم کی صورت میں بھیجا۔ اس سے یہ نہیں ہے کہ عورت بنا کر بھیجا یا قریشی بنا کر بھیجا نہیں یا جن بنا کر بھیجا یا کسی جانور کی صورت میں نہیں آئے۔ دیو کی صورت میں نہیں آئے جیسے وہ ہیں ویسے بن رہے ہیں' ویسے ہیں نہیں' جیسے وہ تھے ویسے بن کر آئے ویسے ہیں نہیں۔ اب سوال یہ پڑتا ہے علی المومنین کیوں؟ یاد رکھو اسی کو لذت عشق محمدی ملی کہ جسے ازل سے چن لیا تھا قدرت نے اس عطا کے لئے۔ شیر کا بچہ اتنا سا ہو تب بھی شیر ہے۔ اتنا ہو تب بھی شیر ہے۔ یہ تو ازلی ابدی فیصلے تھے کہ مومن کنھوں نے بننا ہے وہ معجزے بھی دکھا دے تو ابو جہل ابو جہل ہی رہے گا ابولہب ابولہب ہی رہے گا' منافق منافق ہی رہے گا۔ وہ تو صدیق اکبر ہیں جو بغیر دلیل کے پہچان لیتے ہیں۔ سمجھ آئی؟ یہ ازلی ابدی فیصلے تھے کہ مومنین کون ہیں۔ مومنین کے لئے احسان ہے' دوسروں کے لئے اتمام حجت ہے۔ ایک کوٹھی والا اپنے شاندار برآمدے میں بیٹھا ہے بارش ہو رہی ہے۔ اس کے باغیچے میں پھوار پڑتی ہے' ہوا کا جھونکا آتا ہے' معطر کر جاتا ہے۔ کہتا ہے واہ اللہ تیری رحمت۔ ایک ٹوٹے ہوئے مکان والا ٹوٹی چھت ہے' کچا فرش بارش آتی ہے پانی ٹپکتا ہے' فرش کیچڑ بن جاتا ہے کہتا ہے یا اللہ کیا مصیبت ہے۔ وہی بارش اس کے لئے مصیبت ہے اور وہی بارش اس کے لئے رحمت ہے جن کا ایمان پختہ ہے' جن کے اندر محبت رسول کی خوشبو ہے۔ ان پر احسان ہے اور جن کے اندر نفاق ہے' ایمان کچا ہے ان کے لئے اتمام حجت ہے۔ سورہ عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ جہاں جہاں اللہ پاک نے قرآن میں مَن کا ذکر کیا ہے اس کا تعلق آپ علیہ والصلوۃ کے ساتھ ہے۔ بھائیو اتنا تو بتاؤ کہ آپ کسی کو تحفہ دیتے ہیں تو احسان ہے کہ نہیں میں یہ تحفہ دوں کسی کو اور واپس لے لوں اس سے زیادہ میری کم ظرفی کیا ہوگی کہ تحفہ دوں اور واپس لے لوں۔ ہمارے لئے یہ ہے کہ اے انسان آپ اگر کسی کو تحفہ دیں اور واپس مانگیں تو یہ ایسے ہی ہے کہ آپ نے الٹی کی اور واپس نگل لی۔ کیا یہ انسانیت سے گری ہوئی بات نہیں ہے کہ تحفہ دیا جائے اور واپس مانگ لیا جائے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم نے اگر آپ کو تحفہ دیا آپ مجرم بھی کیوں نہیں بن گئے۔ آپ قتل بھی بھلے کیوں نہ کر دیں تو میں تحفہ واپس نہ لوں۔ ٹھیک بات ہے کہ

نہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں اللہ کوئی احسان کرے گا اور واپس لے لے گا۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ کہ اے اللہ آپ نے اپنے مومنین پر من کیا ہے اور من کہہ کر رسولؐ کو بھیجا ہے۔ یوں نہیں مزہ آیا کہ من کیا ہے کہ من کر آئے ہیں۔ ہم جیسے بن کر آئے کہ اپنا جیسا بنالیں۔ یہ من ہوا کہ نہیں کیا آپ نے یہ احسان واپس لے لیا ہے۔ لقد کا جو صیغہ ہے وہ تو بتا رہا ہے کہ تھا ہے اور رہے گا۔ تو ربیع الاول کے لئے یہ ایک خاص تحفہ تھا۔ خاص الخاص کہ کیا ہے۔ یتلو علیھم آیاتہ دوبارہ یہ کہتا ہے میں کسی کو اس وقت تک نہیں مانتا جب تک یہ میرے لئے بہتر نہ ہو۔ آپ بتائے کہ میں بادشاہ بن جاؤں' شہنشاہ بن جاؤں' دنیا میرے کنٹرول میں آجائے' آپ کو کیا فائدہ۔ ہر بندے کی شکل میں رب آپ ہے۔ من یہ ہے کہ عبد بنا دیا جائے۔ آپ کو عبد بنا دے عبد سے اوپر کوئی چیز نہیں ہے۔ عبد سے اونچا مقام کسی کا نہیں ہے۔ عبد کا تعلق ذات حق سے ہے جو اعلیٰ ترین عبد ہوتے ہیں وہی رسول اللہ ہوتے ہیں۔ آپ نہیں پڑھتے کلمہ شہادت میں۔

اشھد ان لا الہ اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ

عبد پہلے ہے رسول بعد میں ہے جو جتنا عالی عبد ہوگا عبد کا سردار جو ہوگا عباد الرحمٰن کے جو سردار ہوں گے وہی رسول اللہ ہوں گے۔ اس کی سادہ ترین مثال ہے کہ ایک کمپنی ہے اس میں ڈائریکٹر ہیں ان میں سے جس کو بہترین سمجھتے ہیں اس کو چیئرمین بنا دیتے ہیں۔ سمجھ آگئی کہ نہیں وہ ہیں سب ڈائریکٹرز چیئرمین بھی ایک ڈائریکٹر ہے۔ پر اب وہ چیئرمین بن گیا ہے تو عبد ہیں یہ سارے' عبد میں جو کمال پر پہنچ جائے وہ محمدؐ رسول اللہ ہیں۔ یہ عبد ہے کیا ع ب د عینیت بشریت دنیا' عینیت دنیا میں بصورت بشر جب موجود ہوتی ہے تو عبد کہلاتی ہے۔ عینیت ہوتی ہے ناک نقشہ آپ جیسا ہوگا۔ کھانا پینا آپ جیسا ہوگا۔ خاندان ظاہری طور پر آپ جیسا ہوگا اس کے باوجود آپ جیسے نہیں ہوں گے۔

بڑی اعلیٰ محفل تھی ملائے اعلیٰ میں جو مجلس نبی کریمؐ ہوتی ہے۔ کسی عاشق نے رب کریم کو ایک بات کہہ دی کہ رب کریم یہ عجیب بات نہیں ہے کہ مسجد نبوی کتنی شاندار بنائی جارہی ہے' کتنی شاندار بن رہی ہے۔ لاکھوں کروڑوں روپے اس پر خرچ ہوگئے ہیں اس کے برعکس خود رسول اللہ جاکر کہیں تو ان کی بات یہ لوگ نہ مانیں تو آپ نے اتنا اختیار سعودی حکومت کو کیوں دیا ہوا ہے۔

رب کریم آگے سے جواب دیتے ہیں جو مالک ہوتے ہیں ان کی خدمت کے لئے خادم کام کرتے ہیں میں نے سعودی حکومت کو مالک نہیں بنایا' خادم بنایا ہے' یہ خادم ہیں حرمین شریفین کے۔ کسی کے لئے حرمین شریفین کو بنایا سجایا جارہا ہے۔ بارات سجائی جاتی ہے دولہا بعد میں آتے ہیں دولہا کام نہیں کیا کرتے۔ دولہا کام نہیں کیا کرتے۔ اللہ ہو اکبر بہت خوبصورت مشاہدہ ایک سناتے ہیں۔ اسلام آباد ہے۔ جم غفیر ہے ایک نورانی صورت بیٹھی ہوئی ہے۔ اوپر لوگ پوچھتے ہیں کون ہیں آپ لوگ پوچھتے ہیں کون ہیں' آپ ہاتھوں میں کنکریاں لے کر کہتے ہیں ہم وہ ہیں جن کے ہاتھوں میں کنکریاں کلمہ پڑھتی ہیں اور اونچا اونچا لا الہ الا الہ کی آواز آنی شروع ہو جاتی ہے۔ کیا جہاں ہم ٹھوکر مار دیں وہاں چشمے ابل پڑیں ہر طرف پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ پرانی باتیں تھیں۔ استغفر اللہ میری مجال نہیں ہے کہ سیرت پاک کا ذکر کرسکوں۔ میری مجال نہیں ہے میں نے تو رب کریم سے درخواست کی تھی کہ یہ زبان حاضر ہے۔ اس زبان پر آپ اپنے محبوب کی باتیں خود کریں۔ جبھی سیرت تو ان کی لکھی جاتی ہے جو ایک خاص وقت تک آئے ہوں اور چلے گئے ہوں جن کا ہر لمحہ ایک نئی جلوہ گری دکھا رہا ہو۔ میں ان کی سیرت کیسے لکھوں۔ آپ مجھے بتائیں میں سپر سونک کی تصویر لینا چاہتا ہوں۔ میں کیمرہ لے کر کھڑا ہوگیا ہوں ابھی میرا کیمرہ سیٹ نہیں ہوا وہ آگے نکل گیا ہے۔ کل یومن ھو فی شان ہر ہر لمحہ وہ نئی جلوہ گری سے جلوہ گر ہو رہے ہیں۔ اس مسکین نے تو ان کو دیکھ کر یہی اعتراف کیا ہے جب سے آپ کو دیکھا ہے عالم نو دیکھا ہے۔ مرحلہ طے نہ ہوا آپ کی شناسائی کا یاد رکھئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے چلے جانا تھا یہاں سے ایک دو دن کے بعد لیکن اپنے پیاروں کے لئے پروگرام بدلا ہے۔ اگلا جمعہ ۹ ربیع الاول ہے۔ یہ کائنات کا خاص ترین دن ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق ۱۲ ربیع الاول نہیں ہے' ۹ ربیع الاول ہے۔ سرکاری طور پر جو مرضی کریں ہمارے لئے تو ہر ہر لمحہ ہیں اور ۹ ربیع الاول اس لئے اہم ہے کہ پہلی دفعہ ذات حق نے فیصلہ کیا زمین پر ہمیشہ کے لئے آنے کا یہ نقطہ آغاز کس کا ہے۔ ذات حق سبحانہ ہو و تعالیٰ کا' اپنی توفیق کے مطابق ۹ ربیع الاول کو لڈو تقسیم کیجئے گا۔ کسی کا بیٹا ہو جاتا ہے تو وہ خوشی مناتا ہے۔ ہم انشاء اللہ یہاں بھی خوشی منائیں گے اور ہمیشہ کی طرح ہماری بھی درخواست ہوگی کہ نہ تو ہمیں لڈوؤں سے غرض ہے نہ تقریر سے غرض ہے وہ تو خود پھول بن کر آئیں گے

اور ہر طرف پھول ہی پھول بکھیر دیں گے۔ پر رب کریم آپ خود موجود ہوں۔ یہاں پہ ذات حق آپ خود موجود ہوں۔ آقا کہہ لیں یا کچھ کہہ لیں خود ہماری اس مسکین کی محفل میں موجود ہوں۔ ہماری جھونپڑی اس قابل نہیں ہے آپ کی عطا کسی کے محل کو نہیں دیکھتی دل کو دیکھتی ہے۔ پیارو یقین کریں باتیں کرنے کا وقت تقریباً ختم ہو رہا ہے۔ یہ آپ کو ہم اکثر کہا کرتے ہیں کہ بولنے کی دقت کے باوجود پیار کی خاطر آجاتے ہیں۔ ہم نے پوچھا اے قادر مطلق ایک پل میں آپ ہمیں ٹھیک نہیں کرسکتے۔ کہتے ہیں آپ کو ہے کیا جو ٹھیک کریں کوئی بیماری تو نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں ذرا کم بولو' ہم چاہتے ہیں کہ بولو ورنہ یقین کریں اس وقت نزول علم کا اتنا زیادہ ہے کہ ہم بولنے پہ آجائیں تو آپ میں کوئی ہوش میں نہیں رہے گا۔ اب تو وہ مقام آگیا ہے آملیں گے سینہ چاکان وطن سے سینہ چاک' عجیب رنگ لگ رہا ہے۔ عجیب دور آرہا ہے جتنی جلدی ہو سکے اپنے ذہن میں اپنے دل میں آقا کے متعلق کوئی شک ہے تو دور کرلیں۔ آقا کے متعلق جو شک ہے اسی کا نام شیطان ہے دیکھیں نا اللہ نے احسان جتایا لقد من اللہ علی المومنین) اللہ نے احسان کیا ہے مومن پر۔ کون دیتا ہے کسی کو محبوب اپنا جانے کس طرح گوارہ کیا ہے حق نے آپ بتائیں میں اپنے ٹھنڈے کمرے کو چھوڑ کر جہاں میں اپنے محبوب کے ساتھ ہوں کیونکر آپ کے پاس آؤں کیا لالچ ہے مجھے کیا شوق ہے مجھے کیا اپنی شہرت کا شوق ہے نہیں کیا مریدوں کی تعداد بڑھانی ہے نہیں۔ صرف آپ سے پیار ہے اسی طریقے سے اس ورا الورا ثم الورا مقام پر جہاں محب اور محبوب کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ جہاں مصطفائی کبریائی تنہا ہیں جہاں اللہ سبحانہ ہو و تعالیٰ اور محمد مصطفیٰؐ تنہا ہیں وہ وہاں سے ان کو کیوں بھیجیں آقا عالی قدر الصلوۃ والسلام کا فرمان عالی شان ۱۴۰۰ سو سال پہلے بھی یہ تھا' کیا تھا؟ کہ کاش محمدؐ کو محمدؐ کے رب نے محمدؐ رسول اللہ نہ بنایا ہوتا کیوں؟ "محمد بن کر لوگوں سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ محبوب کی جلوت ہو جاتی ہے۔ تمام ملائکہ اکٹھے ہیں تمام ملائکہ اکٹھے ہیں اور ملائکے کے سامنے کوئی کہہ رہا ہے۔"

اذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ

یہ آیات آقائے دوجہاںؐ سنا رہے ہیں۔ حضور سیدنا محمد مصطفیٰ الصلوۃ والسلام کے صدقے آیئے آپ کو Observe کریں۔ آپ ہیں ملائکہ میں آتا

ہوں کہتا ہوں بولئے اس منہ سے وہ بولے۔

اذ قال ربک للملئکۃ ان جاعل فی الارض خلیفہ

آپ کے رب نے کہا ملائکہ سے۔ کس نے کہا' جو سامنے بیٹھا ہے اسی نے تو کہا۔ میں اس زمین میں خلیفہ بن کر جانے والا ہوں میں بہ نفس نفیس اس دنیا میں خلیفہ بن کر جانے والا ہوں۔ اسی طریقے سے جب مشبہ شکل بنا کر ملائکہ کو دکھا کر ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پہ بہ نفس نفیس زمین پر خلیفہ بن کر جانے والا ہوں۔ انہوں نے آگے سے کہا کہ زمین پر تو انسان فتنہ فساد مچاتا ہے آگے سے جواب دیا آپ نے جواب دیا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ سین بدلا اپنے آپ پر ایک لباس پہن ملائکہ آدم سمجھتے رہے حقیقت میں خود رہے کہا بتاؤ سب کچھ کیا ہے چیزوں کی انتہا بتاؤ چیزوں کی ماہیت بتاؤ۔ ساری ماہیت بتائی اپنی حقیقت چھپائی' ساری ماہیت بتائی اپنی حقیقت چھپائی حتی کہ اللہ کو کہنا پڑا۔ سورۂ مائدہ کہ اے رسول کریمؐ جو کچھ آپ ہیں بتائیں ان کو آپ کے رب نے آپ کو جو نعمت دی ہے اس کو بتائیں کہ آپ کیا ہیں۔ کس طرح بتایا پھر کوئی جواب نہیں۔ کوئی جواب نہیں۔ ظاہری طور پر آپ کی بیوی ہیں سیدہ عائشہ آتی ہیں' السلام علیکم' السلام علیک کوئی جواب نہیں۔ السلام علیک الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کوئی جواب نہیں۔ آپ جب الصلوۃ والسلام و علیک یا رسول اللہ کہتے ہیں' بعض اوقات جواب نہیں آتا کیونکہ راز یہ ہے۔ ظاہری طور پر جھنجھوڑتی ہیں کہتے ہیں من انا ڈر جاتی ہیں کہ عربی زبان میں تو عورت کو من انتی کہا جاتا ہے تو آپ کون ہیں۔ یہ من انا کیوں کہہ رہے ہیں وہ بھی عربی کے اتنے ماہر زبر زیر کے جہاں غلطی ہو وہاں مستی ہوتی ہے غلطی نہیں ہوتی ڈر گئیں کہتی ہیں عائشہ' کہتے ہیں کون عائشہ کہتی ہیں عائشہ' بنت ابی بکر کہتے ہیں کون ابی بکر' ذرا دل تھام کر بیٹھئے گا عائشہ زوجہ محمد کہتے ہیں کون محمدؐ ظاہری انداز بھی ہیں اور ظاہری رشتہ دار بھی ہیں۔ داماد ہیں علی سسر ہیں ابو بکر دونوں کو لے آتی ہیں وہ کہتے ہیں ہمراہ رہیں تھوڑے من انا آپ کون ہیں۔ اب وہ انا احمد بلی انا احمد بلی آگے بولنے والی بات نہیں ہے۔ یارو دیکھو تو سہی کہاں کہاں اشارے ہیں۔ اگر تو محمد رسول اللہ غیر ہیں تو اللہ ان کا انعام بتائیں۔ اگر انعام نہیں دے رہے ان کو تو وہ کون ہیں یا اللہ دلیل دے نہیں سکتے ہم رمز ہے اپنے پیاروں کو ہم نے دینی ہے یہ چیز تحفہ یہ

ہمارا چیلنج ہے۔ کس کی وجہ سے رب کریم کی عطا کی وجہ سے کسی کو کوئی حق نہیں ہے کہ رسول اللہ کہلائے۔ اللہ نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم جانے والے ہیں کہا تھا میں ایک ایک خلیفہ ہے اللہ کا خلیفہ ایک ہے وہ خلیفہ کیا وہ جن کا خلیفہ ہے ان جیسا نہ ہو۔ علماء کرام بتائیں مجھے کوئی دلیل کہ سورۃ الشراق کی آیت نمبر ۱۱ میں جواب لکھا ہے۔ لیس کمثلہ شی

تو ک کھا کیوں گئے ہیں' کیوں کہا ہے ک زائد ہے۔ غور کریں اس بات پر غور کریں رسول اللہ علیہ الصلوۃ راز ہے جو آج تک کھولا نہیں گیا۔ اس جگہ کو مبارک ہو کہ کسی کا صدقہ ہے کوئی پیارا ہو گیا۔ کسی صدقہ سے کہ کوئی پیارا ہو گیا یہ آپ کے لئے امانت ہے یہاں پر ہم پرائمری کلاس نہیں چلا رہے کہ شروع کی باتیں اب پڑھائیں۔ یہاں تو عشاق اور عاشقوں کا عجیب دستور ہوتا ہے۔ مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا۔ محمدؐ سبحان اللہ سبحانہ اللہ سبحان اللہ قربان جائیں اس محمدؐ کے جس سے آپ کو پیار ہوتا ہے۔ آپ نے وہ سننا ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھئے گا انسان نحیف اس لئے ہے کہ اس نے ذات کی بات نہ مانی جو ذات کی بات نہ مانے جو ذات کی بات نہ مانے وہ بشر ہے دنیا میں بشر کا ب ہوتا ہے نا اور دنیا کا ہوتا ہے وہ بد ہو جاتا ہے بد ذات ہو جاتا ہے جو ذات کی بات نہ مانے وہ بد ذات ہے جو ذات کی بات مانے گا وہ عین ذات ہوتا ہے۔ ذات حق اپنی بات کیسے منوائے گی۔ جب میرے جیسی بن کر میرے سامنے آئے گی ہوں میرے جیسے پر ہوں نہ میرے جیسے یعنی نظر میرے جیسے آئیں' پر ہوں نہ میرے جیسے۔ ان پر میں تن من دھن قربان احسان ان کا سمجھوں آپ کی مہربانی آپ مجھ سے کچھ لے لیا۔ احسان لینے والے کا ہے دینے والے کا نہیں۔ کیا ہوا اگر وقت کم ہے اگر میں ایک فقرہ یہاں بولوں یہ آپ کے کان میں کہنا ہے جب یہ فقرہ وہاں تک جائے بدل جائے گا کیوں۔ جیسے یہ بات کروں گا شیطان اسے توڑے موڑے گا۔ شیطان کی پہچان بھی ضروری ہے جو بات حضور سیدنا محمدؐ کے ہونے میں شک ڈالتی ہو وہ شیطان ہے آزما کے دیکھ لیں۔ وہ سراسر صریحا" شیطان ہے۔ ہم نے ابتداء میں آیات جو پڑھیں ان کا مفہوم سن لیں۔ آپ کے محبوب نے جب کہا ملائکہ سے کہ میں بہ نفس نفیس زمین میں خلیفہ بن کر جانے والا ہوں۔ بزم کو سجاؤ فساد پھیلائیں گے مجھے پتہ جنگ و جدل ہو گا مجھے پتہ ہے پر جب میں جاؤں گا جو جو بات مانتا جائے گا امن و امان

ہوتا جائے گا میرے پہچاننے والے وہ ہوں گے جن کو ملائکہ سجدہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ان کی مہربانی ان کی مہربانی کہ وہ ہیں تو سہی لیکن پتہ ہے کیسے رہے ہیں۔ آج تک فیض ان کا ہے جاری نہاں ہیں تو کیا ہوا خورشید جیسے ابر میں ہو چھپا ہوا آپ جس کی محبت جو میرے پیاروں کے ساتھ وابستہ ہیں اور آج کے دن اپنے پیاروں کے لئے تحفہ ہے کوئی بھی دن ایسا نہ گزرے کہ آپ کی ملاقات حضور سیدنا محمد مصطفیٰؐ سے نہ ہو کوئی ایک دن بھی نہ گزرے اللہ کرے۔ اچھا تحفہ ہے اور آپ پتہ ہے کیا کریں جس آنکھ سے ان کو دیکھا اس آنکھ کو میں دیکھوں ہے اس کے سوا کیا تیرے دیدار کی صورت سورج نظر آتا ہے نا سیانوں کو۔ کہتے ہیں بادل ہیں سورج کی روشنی کہاں سے آرہی ہے۔ کہتے ہیں سورج ہے۔ سیاہ بادل آجائیں تو کہتے ہیں رات ہوگئی وہ ٹائم دیکھتا ہے کہتا ہے نہیں رات نہیں ہے صبح کے آٹھ بجے ہوئے ہیں۔ یہ بادل سیاہ تھے اس لئے اندھیرا نظر آرہا ہے۔ تمام دنیا میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ سب نے کہا رسول اللہ نہیں ہیں پر عاشق نے قرآن کھولا جیسے گھڑی دیکھی بولا واعلموا انا فی کم رسول اللہ آج آواز اونچی نہ کیجئے گا۔ آج اپنے لڈو لے کر خاموشی سے چلے جائیے گا۔ صلوۃ وسلام آپ کی زبان پر ہو آج ہم آپ کو کہتے ہیں واعلموا انا فی کم رسول اللہ آپ سب کو مبارک ہو۔

دوسرا خطبہ

اللہ سبحان و تعالیٰ کے بہت ہی پیارو آج ہم نے بہت ہی اہم باتیں کرنی ہیں۔ تمہیدا ذرا کچھ بات سن لیں کوئی بھی نبی ایسے نہیں ہیں سب انبیاء سچے، سب اولیاء سچے لیکن ایک بات آپ کو بتائیں ہر نبی وقتی ہے ہر ولی وقتی ہے۔ اپنے اپنے وقت میں نبی نے سچ کہا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جو سچ کہتے ہیں وہ حضور سیدنا محمد مصطفیٰؐ ہیں ولی کی بات صرف اس وقت سچ ہوتی ہے میرے آقا ﷺ کی بات ہمیشہ سچ ہوتی ہے۔ ولی کا سچ وہیں رہتا ہے۔ آقاؐ ہر لمحہ سچ فرماتے رہتے ہیں۔ سچ تو سچ ہے سچ کیسے فرماتے رہتے ہیں جیسے جیسے انسان کا شعور بلند ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ سچ فرماتے رہتے ہیں۔ سمجھ آئی کوئی بات؟ بچپن میں بچوں کو جو بات بتائی جاتی ہے گھر کی وہ اور سچ ہوتا ہے۔ بڑے ہو جائیں تو اور سچ ہوتا ہے سمجھ آئی؟ اب ہم مثال دیتے

ہیں یہ مت بتائے گا کہ یہ کن کا ترجمہ ہے یہ ذرا سورہ فتح نکالیں اور غور سے فرمائیں سورہ فتح کی آیت نمبر ا میں انا فتحنا لک فتحا مبین ٹھیک ہے نا' انا فتحنا لک فتحا مبین بے شک ہم نے آپ کے لئے فتح فرما دی تھی تاکہ اللہ تمہارے بہت سے گناہ بخشے پہلا نکتہ یہ ہے کہ واہ اللہ اب یہ جو ترجمہ ہے یہ اپنے وقت میں اس ولی نے صحیح کیا۔ کیونکہ اس وقت راز یہی کھولنا تھا آج آپ پیار کرنے والوں کے لئے آپ کے رب نے آپ پیار کرنے والوں کے لئے اور راز کھولا ہے۔ یہ ترجمہ اس وقت ٹھیک تھا آج پہلی دفعہ انہوں نے بتایا کبھی غور ہی نہیں کیا کہ سبب کا تو عربی لفظ ہی کوئی نہیں ہے۔ سبب تو بریکٹ میں لگایا ہے آپ کے سبب سے گناہ بخشے' سبب کا تو عربی لفظ ہی کوئی نہیں اور ترجمہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اللہ اور ہے ہم اور ہیں جب دو نہیں ہیں تو سبب کون اور بخشنے والا کون؟ یاد رکھئے آپ مبارک لوگ ہیں آپ بہت مبارک لوگ ہیں۔ محمد مصطفیٰؐ کی جلوہ گری جو فی زمانہ ہے کبھی تھی نہ کبھی ہوگی۔ یہ نہایت اپنے عروج پر ہے ہم سب خوش نصیب ہیں کہ اس دور پیدا ہوئے انسانی معراج انتہا پر چل رہی ہے۔ ایک بات یاد رہے لطف بہت آتا ہے ایک آپ سب سے میں درخواست کروں گا کوئی پیچھے نہ ہو میرے اس مسکین کی بات آپ اس لئے نہ مانیں کہ اس مسکین سے آپ کو محبت ہے۔ آج ہم نے بات وہ ماننی ہے یہ فیصلہ کرلیں جو قرآن کہہ رہا ہے اور القرآن کے صدقہ کہہ رہا ہے اور القرآن کی برکت سے کہہ رہا ہے۔ رب کریم سے دعا ہے اپنے رب کریم برنگ رسالت کے زبان پر بولیں اور برنگ صحابہ یہ سب پیارے سنیں کوئی غلط نہ میں کہوں۔ نہ یہ سنیں۔ آج ہم نے جائزہ اس بات کا لینا ہے تاکہ جب حقیقت واضح ہو جائے تو سبحان اللہ ہم اپنے آقا محمد رسول اللہ کو مان سکیں۔ ان کا ادب کرسکیں ان سے عشق کرسکیں ان کا اتباع کرسکیں۔ ان میں ہوسکیں پھر پوری کائنات کھڑی ہو جائے میں تنہا کھڑا ہوں کوئی مجھے ہلا نہ سکے۔ سورہ احزاب کی جو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں ہیں ان کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ آپ میں سے کبھی کسی کے کچھ نہیں لگے۔ وہ رسول اللہ ہیں وہ خاتم النبین ہیں اور اس بات کو اللہ جانتا ہے کہ اللہ ہمیں بھی بتائے کیا بات ہے وہ کیسے رسول اللہ ہیں کیا کرنے آئے کیا کر رہے ہیں۔ کیسے آئے' کیا کرنے آئے کیا کر رہے ہیں۔ ہمیں بزبان قرآن بتائے ٹھیک ہے نا پہلے ہم عمومی مضمون اور اس کی جو آیات ہیں وہ

Discuss کرلیں پھر ایک ایک نکتہ Discuss کریں گے۔ اسی سورہ میں کہا گیا ہے وللہ جنود السموات والارض وکان اللہ عزیزاً حکیما ہم مانتے ہیں تمہاری ایٹمی طاقت اے انسانوں ہم مانتے ہیں تمہارے جدید ہتھیار ہم مانتے ہیں تمہاری فوج ساری زمین پر ہے نا۔ تمہاری ہوائی فوج بھی زمین پے ہے۔ جہاز بھی وہیں سے اڑتے ہیں سب کچھ یہیں ہے تمہارے تباہ کن ہتھیار بھی یہیں ہیں۔ ایک ذرا سا جھٹکا دے دیں آپ کا رب ایک ذرا سا جھٹکا دے دے' سب کچھ تباہ آپ کو اندازہ ہے جو اللہ کا لشکر ہے یعنی جو ہمارا لشکر ہے اس کے سامنے آپ کا لشکر جتنا بھی ایک سپاہی کے آگے تمام لشکر ٹھہر نہیں سکتا۔ یہ مت کوئی سمجھے کہ ہم کمزور ہیں آپ کے اللہ کی سنت سے عزیز ہیں پر حکیم ہیں۔ ہیں زبردست پر اپنی زبردستی کو حکمت کے تحت روکے ہوئے ہیں۔ سردست آپ عشاق کو صرف جمال دیکھ رہے جب جلال دکھایا گیا پتہ چل جائے گا۔ ایک ایک کافی ہوگا ایک شاہین شہ لولاک کافی ہوگا اب آگے سنیں پیار سے سنیں آپ انا ارسلنک ہم نے آپ کو بھیجا شاہد و مبشرو نذیر شاہد مبشرو نذیر یعنی جو کچھ آپ بیان کرچکے ہیں وہ دیکھ چکے ہیں۔ میں سیدھی سادی بات کروں گا جو کچھ آپ بیان کرچکے ہیں دیکھ چکے آپ اس مسکین سے جتنی بھی محبت کریں تو کوئی آپ کو بتائے کہ ان کے متعلق بتائیں کیا میرے متعلق بتا سکتے ہیں۔ کچھ اور ہی بتائیں گے نہ وہ تو نہیں بتائیں گے جو میں اپنے متعلق جانتا ہوں۔ کیا آپ بتا سکیں گے اس قمیض کے نیچے کیا ہے۔ کیا آپ بتا سکیں گے میرے جسم کی ساخت کیا ہے۔ کیا آپ بتا سکیں گے میرے جسم کے اعضاء پر تل کہاں کہاں ہے کیا آپ بتا سکیں گے کہ ہے کہ بھی نہیں ہے۔

آپ نہیں بتا سکتے صرف میں ہی بتا سکتا ہوں۔ اے اللہ آپ نے اپنے آپ کو دکھانے کے لئے ساری کائنات بنائی اپنی معرفت کے لئے بنائی۔ تو مجھے اتنا دیں کہ کوئی شخص اگر باتھ روم میں بے لباس نہا رہا ہو تو اس کو کون دیکھ سکتا ہے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ہمارے دین کے تحت بیوی بھی نہیں دیکھ سکتی۔ کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ سو وہ اپنا آپ اگر بیان کرے تو بیان کرے گا۔ خود ہی بیان کرے گا۔ تو آپ کو اگر آپ کے رسول نے بیان کیا ہے تو ظاہر بیان کیا ہے اول بیان کیا ہے' آخر بیان کیا ہے' یہ کون ہیں' وہ کون ہیں' یہاں بھی آپ ہیں اور یہاں بھی آپ ہیں' آپ ہی اپنے آپ کو بیان کر رہے ہیں اور اشارے کی ضرورت تو نہیں ہے۔

سیدنا وہ محمدؐ ہیں جو کسی کے کچھ نہیں ہیں اور وہ محمدؐ نہ موت کا شکار ہوسکتے ہیں نہ اونگھ کا شکار ہوسکتے ہیں نہ نیند کا شکار ہوسکتے ہیں نہ زبان و مکاں میں قید کئے جاسکتے ہیں نہ محدود ہوسکتے ہیں۔ اس محمدؐ کے اندر کائنات ہے۔ اس محمدؐ کے اندر کائنات ہے اور کائنات کے اندر وہ خود آجاتے ہیں۔ سورج کی دھوپ بھی زمین کو چھو رہی ہے کہ نہیں۔ سورج کو کوئی فرق پڑ رہا ہے کہ نہیں' کوئی پڑ رہا ہے' سورج سورج ہے۔ سورج کی دھوپ گندگی کے ڈھیر کو بھی چھوتی ہے۔ لہلاتی فصل کو بھی چھوتی ہے۔ نخلستان کو بھی چھوتی ہے' عمارتوں کو بھی چھوتی ہے' انسانوں کو بھی چھوتی ہے۔ سمجھ آئی اس بات کی کہ نہیں' لیکن سورج سورج رہتا ہے اسی طرح محمدؐ محمدؐ ہیں چاہے ہمارے درمیان گھوم رہے ہیں۔ تب بھی وہ وراء الوراء ہیں۔ مولانا رومی نے اس ساری بات کو ایک چھوٹے نقطہ میں پرویا ہے۔

بہترین و مہترین انبیاء
جز محمدؐ نیست در ارض و سماں

انبیاء میں ان کے سردار بھی ہیں اور بہترین بھی ہیں۔ آسمان کھنگال کر دیکھ لو' زمین و آسمان کھنگال کر دیکھ لو محمدؐ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ سمجھ آئی۔ باقی پانی رہا نا' یہ اللہ سبحان اللہ و تعالیٰ کی اپنی جلوہ گری ہے۔ کہیں وہ مرشد کہلائی کہیں پیر کہلائی کہیں قطب کہلائی کہیں نبی کہلائی کہیں محمدؐ کہلائی' ذات حق سبحان و تعالیٰ سے محبت کب ہوگی اے اللہ مجھے آپ سے بڑا پیار ہے' اے اللہ مجھے آپ سے بڑا پیار ہے' اے اللہ میں آپ پر نثار ہوں' اے اللہ میں آپ پر قربان ہوں' اے اللہ میں آپ پر واری ہوں' کون نہیں کہہ سکتا بھئی محبت کا پتہ اس وقت چلتا ہے۔ اللہ خود آجائے میرے سامنے میرے جیسا بن کر میرے سامنے میرے جیسا بن کر آئے میں اپنی بکریوں کا دودھ اس کو پلاؤں پھر اس کے جوتے سیدھے کروں ایک لمحے کے لئے میرے ذمے یہ بات آئے میں میں ہوں وہ وہ ہے جب اللہ میرے سامنے میرے جیسا بن کر آجاتے تو پھر بات ہوتی ہے میں چھوٹے سے بچے پر جو نزول ہوا آپ کو سناتا ہوں۔ اس بچہ کی عمر بمشکل پانچ سال ہوگی۔ وہ پوچھتا ہے اپنی ماں سے اللہ کدھر ہے۔ میں اس سے پیار کرنا چاہتا ہوں۔ ذرا غور سے سنئے گا چھوٹے سے بچہ کی معرفت اللہ کدھر ہے میں اس سے پیار کرنا چاہتا ہوں۔ ماں نے کہا اللہ ہر جگہ ہے' ہر طرف ہے تو اس نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ بولا میری اللہ سے ٹکر ہوگئی

ہے ہوئی نہیں ہے' تو کدھر ہے اللہ مجھے محسوس کروا' ارے چھوٹے سے بچہ کی زبان سے نکلا اللہ کدھر ہے میں پیار کرنا چاہتا ہوں ظاہری طور پر وہ والدہ ہم سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ کیا اسے جواب دوں۔ میں نے کہا اسے اللہ سے ملوائیں کہتا کہ وہ کیسے ملوائیں میں نے کہا جیسے ہی اُسے بھوک لگے اس کے پاس دودھ لے کر جایئے اسے کہیں اللہ نے بھیجا ہے۔ وہ کہے کیسے اللہ نے بھیجا ہے تو کہیں اللہ نہ ہوتا تو میں تمہارے پاس کیسے دودھ لے کر آتی۔ وہی تو پیار کر رہا ہے' وہ لپٹ گیا اور اپنی ماں کو چومتا چومتا کہنے لگا میں اپنی ماں کو پیار نہیں کر رہا اللہ کو پیار کر رہا ہوں۔ اب اگر آپ مزہ لیں تو گھر جا کر مزہ لیں اور یہاں بھی بیٹھ کر سنیں۔

کہ یہ آیتیں بڑی ہی شرارتی ہیں۔

اور تمام عالم اس پر اٹکے ہوئے ہیں۔ کیا کہہ رہا ہے کہ انا ارسلنک شاہد آپ کا تو سمجھ گئے نا' انا ارسلنک شاہدا مبشرا و نذیرا یہ کا بشر نہیں ہے۔

ہم نے آپ کو بھیجا ہے جو کچھ آپ نے دیکھا ہے وہ بیان کرنے کے لئے جو مان جائیں انہیں خوشخبری دینے کے لئے جو نہ مانیں انہیں خبردار کرنے کے لئے کس لئے۔ لتومنوا باللّٰہ' تومنو باللّٰہ ہے یہ نہیں علی اللہ اللہ پر نہیں

اللہ کے ساتھ ایمان لاؤ۔ عاشق کے لئے تصور پیدا کیا ہے کہ ادھر نہیں ادھر ہے اللہ' اللہ کے ساتھ ایمان لاؤ اور کہو اللہ اللہ آپ ہی ہو۔ جب سر تاپا اللہ ہی اللہ رہ جائے گا اور رسول ہی اور اس کے مشبہ شکل پر ایمان لے آؤ۔ لتومنوا باللّٰہ ورسولہ و تعذوروہ و توقروہ و تسجوہ بکرۃ واصلا ○ ہے نا عجیب ایک بات اٹکے ہوئے ہیں' تمام تفسیریں اٹھا کر دیکھ لیں جو بھی دیکھیں اللہ پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ' اس کے رسولؐ کی ہر لحاظ سے حمایت کرو اور انکا ادب کرو۔ اللہ سبحانہ' تعالیٰ کی تسبیح کرو۔ یہ تو اللہ اور ہے' یہ چکر کیا بن گیا' کہاں لکھا ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی تسبیح کرو' کہتا ہے صبح و شام اس کی تسبیح کرو' سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آپ کسی کو دیکھ لیں جھوٹ نہیں بولتا' کلچر کے پریشر کے تحت ہم لکھیں گے کہ اللہ کی تسبیح صبح شام اللہ کو یاد کرو لیکن یقین کریں میں اپنا سچ بتاتا ہوں مجھے تو جس سے محبت ہے میں اسے صبح و شام یاد کروں گا۔ مجھے اپنے شعور کی ابتداء یاد ہے جب میں بچہ تھا مجھے ماں باپ کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ میں صبح و شام

ان کو یاد کرتا تھا۔ بڑا ہوا تو صبح و شام میری بیوی مجھے یاد آتی تھی۔ اپنی منگیتر یاد آتی تھی۔ Love Letter ان کو لکھا کرتا تھا۔ بڑی مشکل سے نماز پڑھا کرتا تھا۔ میں آپ کو بتاؤں اللہ اللہ ہے ٹھیک ہے پر پریکٹیکل محبت اس سے ہوتی ہے جو سامنے ہو' ہم نے آپ کو بھیجا ہے' یہ اچھی بات ہے یہ کون ہے بھئی آپ کی بہن ہے' آپ کی بھاوج ہے' آپ کی بہو ہے' اچھا شریف لڑکا ایسے ہی تعارف کرواتا ہے اور تنہائی میں جا کر کہتا ہے ہیلو ڈارلنگ سمجھ آگئی کہ نہیں جب آپ سے تعارف کروایا ایک نو بیاہتا جوڑا آیا تو شوہر سے پوچھا کہ یہ کون ہے' بھئی آپ کی بہو ہے ایسے ہی تعارف کروائے گا نا' بجائے اس کے کہ میری بیوی ہے۔ ادب میں تعارف ایسا ہوگا اور تنہائی میں جاکر کہے گا ہیلو ڈارلنگ تو ہم بھی اپنے محبوب کو کہتے ہیں ہیلو ڈارلنگ یہ تو ہم آپس میں بیٹھے ہیں۔ ذرا اس کا مفہوم تو بتا دیں۔ سمجھ آگئی اس بات کی صحیح مفہوم بتا دیں جن کے اندر اتنا نور ہے ان کو بتانے کی ضرورت ہی نہیں کہ بتانا ہے۔ الفاظ میں لانا ہے لانا ہے' ہم آپ بن کر آئے ہیں' اپنے آپ کو بیان کرنے کے لئے ماننے والوں کو خوشخبری دینے کے لئے نہ ماننے والوں کو ڈرانے کے لئے اور حجت قائم کرنے کے لئے ہم ہی ہم ہیں' ہمیں مان لو' اپنی فطرت کی تسلیم کا نام ایمان ہے۔ ہمیں مان لو' ہماری منزہ شان کو بھی مان لو۔ اور ہماری مشبہ شان کو بھی' مان لو مشبہ شان میں آؤ خاندان کی مخالفت کرنی پڑے' بیوی کی مخالفت کرنی پڑے' بچوں کو چھوڑنا پڑے' بچوں کو قتل کرنا پڑے' بدر دہرانا پڑے' حنین دہرانا پڑے' کربلا دہرانا پڑے' ہماری مشبہ شان کی حمایت کرو' ہمارا ادب کرو تاکہ آپ کے اندر جو ہیں وہ ابھر سکیں ہمیں مشبہ طور پر ادب کرو' تن من دھن قربان کر دو چاہے ساری دنیا چھڑانی پڑے اور یہ کسی سچے عاشق کو دیکھ لیں لڑکا ایک لڑکی کی خاطر اور لڑکی ایک لڑکے کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیتی ہے۔ سب کچھ چھوڑ دیتی ہے' کیا آپ ہماری خاطر سب نہیں چھوڑ سکتے۔ ہماری مشبہ شان کے لئے ادب کرو' حمایت کرو' سب کچھ قربان کرو اور منزہ شان کی حیثیت سے صبح و شام تسبیح کرو۔ جہاں کہتے ہیں میرے آقا جہاں ہم وہاں آپ' ہے کوئی اس سے اوپر کوئی مقام' اے اللہ کے بندو آقا کی رحمت خاصہ ہے۔ اے ایمان والو کہ انبیاء کے اوپر کوئی مقام نہیں ہے انبیاء بھی تب ہی انبیاء ہیں جب ہیں اور آج آقا کی دعوت یہ ہے کہ آؤ مجھ میں گم ہو جاؤ' وہاں جاؤ گے جہاں نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی ولی ہے' نہ مقرب ہے'

صرف محمدؐ ہی محمدؐ ہے اللہ سبحان و تعالیٰ آپ سب کو مبارک کرے۔

تیسرا خطبہ

جب سے حضور سیدنا نے اپنا ظہور فرمایا۔ سب باتیں ہی اہم ہیں لیکن سب سے اہم بات جو ہے وہ آپ کے سامنے کی جارہی ہے یاد رکھئے ہم الف با تا' الف ب ت ایک دونی دونی دو دونی چار اے بی سی Two Two are Four کو غلط نہیں کہتے۔ بچوں نے انہیں پڑھنا ہوتا ہے۔ یہ بات غلط نہیں ہے' نہ پہلی جماعت میں پڑھنا غلط ہے نہ دوسری میں نہ تیسری میں نہ چوتھی میں' نہ پانچویں میں نہ آگے' غلط پتا ہے کیا ہے کہ پہلی جماعت کا بچہ یہ کہے کہ اس کے بعد کوئی جماعت نہیں ہے۔ یہ غلط ہے الف ب پ پڑھنے والا یہ کہے کہ اس کے بعد علم نہیں' یہ غلط ہے ہر جاننے والے سے بڑا ایک جاننے والا ہے۔ بیل گاڑی ایک سواری ہے' اچھی ہے' پر جو تانگہ ہے اس سے تیز ہے۔ اکیلا گھوڑا اس سے بھی تیز ہے' موٹر سائیکل اس سے بھی تیز' کار اس سے بھی تیز اور راکٹ کی کیا بات ہے۔ اب بیل گاڑی والا گاؤں کا رہنے والا کہے کہ اس گاڑی کے علاوہ کوئی گاڑی نہیں ہے تو یہ کہنا غلط ہے۔ ہم اس کی گاڑی کو تو غلط نہیں کہہ رہے' یہ غلط ہے' بات سمجھ آئی' یہ کہنا غلط ہے کہ کوئی اور گاڑی نہیں ہے۔ ہم مانتے ہیں ڈنڈے سے بھی لڑا جاسکتا ہے' پر ڈنڈے والا کہے کہ اس سے بڑا کوئی ہتھیار ہی نہیں ہے' تو یہ کہنا غلط ہے' اسی طریقے سے جگہ جگہ آپ مثالیں لیں۔ غاروں میں رہنا کوئی بری بات نہیں تھی۔ پر شاندار محلات بھی بن گئے ہیں' ہم مانتے ہیں کہ لوگ پیدل حج کرنے جایا کرتے تھے' اونٹوں پر بھی جاتے ہیں اور اب بھی جاتے ہیں۔ گھوڑے پر بھی جایا جاسکتا ہے۔ بحری جہاز پر بھی جایا جاسکتا ہے۔ ہوائی جہاز بھی ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو وہیں رہتے ہیں' ہم اس کا انکار تو نہیں کرسکتے۔ اس طرح اے مسلمانو اپنا المیہ ذرا غور کرو' آپ ابھی تک اک دونی دونی دو دونی چار اے بی سی پڑھ رہے ہیں' ابھی تک ڈنڈے کی بات کر رہے ہیں۔ ابھی تک اور چھوٹی چھوٹی باتیں کر رہے ہیں۔ جس طریقے سے مادی طور پر ہر چیز نے ترقی کی ہے اسی طرح جلوہ مصطفیائی میں بھی ہر لمحہ ترقی ہے۔ آپ اگر کل کی بات کرتے ہیں تو اس کو ہم غلط

نہیں کہتے پر آج کی بات بھی صحیح ہے۔ ہم تازہ سالن کھانے والے ہیں پودے پر ہر روز نئے پھول کھلتے ہیں اسی طرح آقائے عالی قدر صلوۃ وسلام کی ہر لمحے نئی شان ہے' کوئی ولی غلط نہیں ہے' پر ہر نبی صرف اپنے وقت میں سچا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سچے' موسیٰ علیہ اسلام سچے' ابراہیم علیہ اسلام سچے' نوح علیہ السلام سچے' آدم علیہ السلام سچے پر اب ہر بات چلے گی تو سیدنا محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی چلے گی۔ اسی طریقے سے حضرت بہاؤالدین نقشبندی سچے' حضرت شہاب الدین سہروردی سچے' حضرت معین الدین چشتی سچے' حضرت غوث الاعظم سچے' پر اب بات محمدؐ کی چلے گی۔ ہر کتاب سچی وہ اپنے اپنے وقت کی کتاب تھی' اب بات قرآن حکیم کی ہوگی قرآن جو ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ پر قرآن کے معنی جو کئے گئے وہ اے بی سی پڑھنے والوں نے کئے الف با پڑھنے والوں نے کئے۔ اس کا ہم سب سے بڑا ثبوت یہ دیتے ہیں کہ تاریخ کے حوالے سے بتایئے' حضور سیدنا محمد رسول اللہؐ کے قریب کون سے صحابہ رہے ہیں۔ چیک کرتے جائیں صدیق اکبرؓ سے زیادہ کوئی قریب ہے کیا۔ فاروق اعظمؓ سے قریب ہے کیا' عثمان غنیؓ سے قریب ہے کیا' حیدر کرارؓ سے زیادہ کوئی قریب ہے تو بتایئے قریب رہنے والے زیادہ جانتے ہیں تو روایات جتنی احادیث کی ہیں وہ تو دور رہنے والوں کی ہیں۔ قریب رہنے والوں کے لئے کیوں نہیں۔ راز یہ ہے کہ قریب رہنے والے ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں' وہ قلم سے نہیں قدم سے چلتے ہیں۔ دور رہنے والے زیادہ ہوتے ہیں ان کے لئے دور رہنے والوں نے روایتیں دیں جو عام باتیں تھیں وہ عوام کے لئے ہیں جو خاص باتیں ہیں وہ نگاہ سے ملی ہیں دکھا دیجئے گا صدیق اکبر سے صحاح ستہ میں کوئی روایات' کیا صحاح ستہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے' جو آپ نے فرمایا ہو آج جی چاہتا ہے تاکہ آپ میں سے ہر ایک کو اپنے پہ اعتماد ہو جائے کیونکہ ہماری التجا ہے آپ کے رب سے کہ آپ میں سے ہر کوئی انتہائی کمال پر پہنچ جائے یہاں بھی حضورؐ کا قرب اس کو نصیب ہو اور ہمیشہ کی زندگی میں بھی ہم کسی پر فتویٰ نہیں لگائیں گے کہ وہ مسلمان نہیں ہے پر وہ مسلمان کیسا کتا بھی اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ گھوڑا بھی اپنے مالک کو پہچانتا ہے' وہ مسلمان کیسا جو اپنے رسولؐ کو نہ پہچانے جن کی وجہ سے مسلمان ہے ان کی وجہ سے نہ تڑپے' انکا راستہ So Called برائے نام علماء نے روک رکھا ہے۔ آپ کے سامنے قرآن ہے' ہم نے الف ب والا اس کا ترجمہ یہ مفہوم نہیں ادا کرنا' اپنے

پیاروں سے حقیقت کو چھپایا نہیں جاتا۔ میں ایک بہت عاجز مسکین ہوں' آپ سب کا نوکر ہوں۔ لیکن کسی کے سہارے کبھی کسی کے آگے گرا نہیں۔ آپ پیاروں کے ذریعے پوری ملت اسلامیہ کو چیلنج ہے' امام مسجد نبوی کو چیلنج ہے' امام کعبہ کو چیلنج ہے کہ اس غلام نبی سے بھی آکے قرآن کی بات کریں۔ اللہ پاک نے کیا کرم کر دیا ہے کہ حرم کو تو ان کے پاس رکھ دیا پر مالک حرم کو ہمارے پاس بھیج دیا۔ پھر ہم آپ کو قرآن سے ثبوت دیں گے کہ الکتاب میں سے جو نازل ہوتا ہے انسان پر تو بشر بشر رہتا ہے۔ جب نازل ہوگیا تو بشر بشر نہ رہا کیسے بندے کی شکل میں رب ہوگیا۔ حضور تشریف فرما ہیں اور پڑھ رہے ہیں واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک کا راز جانتے ہیں کہ نہیں۔ یہ وجود جو آپ کے سامنے کھڑا ہے اسی میں تو رب بول رہا ہے۔ رب اس طرح نہیں بول رہا جیسے اس Amplifier میں سے' آواز آرہی ہے۔ اندر آکر بول رہا ہے۔ اب یہ ہے اصل کتاب' اس کتاب کو پڑھ' الکتاب کا نزول جب بشریت میں ہوتا ہے تو کتاب بن جاتا ہے۔ یہ کتاب کیا ہوتی ہے۔ ذات حق سبحان و تعالیٰ لباس بشر میں' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ یہ تمام کام چھوٹے ہیں' جب نگاہ یار ملتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔ اس مقام پر ہم بتا دیں کہ مرید کون ہوتا ہے۔ ہمارے پاس اردو اور پنجابی کی کی اصلاحات میں پیر مرید کا جو لفظ ہے تھوڑا Mis Use ہوگیا ہے۔ مرید کون ہوتا ہے۔ مرید کہتے ہیں ارادہ کرنے والے کو۔ مرید اللہ آپ ہے۔ اللہ اپنے محبوب کا ارادہ کرتا ہے تو مرید کہلاتا ہے۔ اللہ محب ہیں اور محبوب ﷺ ہیں۔ آئی سمجھ کہ نہیں ہوتا کیا ہے ایک طرف مصطفائی جلوہ فرماتی ہے اور دوسری طرف اللہ جلوہ فرماتا ہے۔ مرید بن کر آتا ہے' ظاہر میں مرشد کہلاتا ہے اور مرید کہلاتا ہے۔ یاد رکھئے دائیں بائیں دیکھا فلاں ڈپٹی صاحب ہیں' فلاں امیر کبیر ہیں' فلاں جنرل صاحب ہیں' میں بھی حضرت صاحب کا مرید بن جاتا ہوں ان سے مجھے فائدہ ملے گا۔ کچھ نہیں ملنا اس کو ایک شخص جو اس نظریہ سے آتا ہے کہ مجھے حضورؐ سے ملنا ہے' اللہ کا طالب ہوں میں جس لمحے وہ اپنا ہاتھ مرشد کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ اس کو ان ڈائریکٹ حضور کی زیارت ہو رہی ہوتی ہے۔ اس نے اپنا ہاتھ مرشد کے ہاتھ میں نہیں دیا بشر کے ہاتھ میں نہیں دیا بلکہ اس نے اپنا ہاتھ محمدؐ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ سورہ کہف کی آیت غالباً" ۱۰ لقد انزلنا علیھم ذکر رسول اللہ' ہم نے آپ کی طرف ذکراً نازل کیا' یعنی رسول جو ہم ذکر

لکھتے ہیں۔ اس سے مراد خود رسول ہیں۔ اللہ اکبر جو کہتا ہے وہ خود اکبر ہو جاتا ہے۔ اللہ اکبر جو کہتا ہے وہ خود اکبر ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ' الحمدللہ' اللہ اکبر' سبحان اللہ جب اللہ کا دیدار ہو' الحمد اللہ دیدار کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اللہ اکبر کا مطلب کہ یہی اللہ نہیں' آگے بھی اللہ کا دیدار ہوتا ہے۔

؎ جب بھی آپ کو دیکھا ہے عالم نو دیکھا
مرحلہ طے نہ ہوا آپ کی شناسائی کا

اب دیکھئے ذرا اب اس کا جائزہ لیا۔ اللہ ہے تو سبحان اللہ کہیں گے آرہا ہے تو سبحان اللہ کہیں گے ناں نظر آرہا ہے تو سبحان اللہ کہیں گے نا نظر آئے گا تو سبحان اللہ کہیں گے نانظر آرہا ہے تو سمجھ آرہا' تب اللہ اکبر کہیں گے ناں تو نظر کس میں آئے گا' نظر کس میں آئے۔ اے ملت اسلامیہ میرا آقا سیدنا محمد مصطفیٰؐ ہمیشہ آپ کے پاس رہے ہیں۔ آپ نے نہیں پہچانا' کھیل ہی تھا کھیل ہی یہی تھا' آنکھ مچولی کھیلی جائے۔ کسی بھی فوجی جنرل سے پوچھ سکے گا۔ سینئر آفیسر نے اسے Next بندے کو جب ترقی دلوائی تو اسے کہتا ہے کہ یہ مصنوعی لڑائی لڑو' یہ سکیم لڑو میں جائزہ لوں گا اور جہاں غلطی کرو گے میں بعد میں آکر بتاؤں گا کہ تم نے یہاں غلطی کی۔ اس طرح میں آقا ﷺ نے اللہ سبحان و تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم واضح کرچکے ہیں۔ دین ہم واضح کرچکے ہیں۔ اب اس دین اور قرآن کو ذرا دے دو ملت کو اور ان کو کہو ذرا نظام چلاؤ اس پر صرف ڈیڑھ دن کی بات ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں اس کو قرآن پر عمل کرکے دکھاؤ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کون دیکھ رہے ہیں۔ میں اور میرا محبوب کہاں ثبوت ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہم پکارتے ہیں اللہ مدد کر یا رسول اللہ مدد کر ملت اسلامیہ پر رحم کر' آئیں ان کی باگ ڈور سنبھال' پتہ ہے آگے سے کیا جواب دیتے ہیں "اے گروہ جن و انس ہم اپنی خلوت خاص میں مصروف ہیں' فارغ ہوں گے تو آپ کی طرف توجہ دیں گے آپ کو سب کچھ دے دیا ہوا ہے' چلاؤ اس کو۔ سورہ رحمٰن آیت نمبر ۳ ہم عنقریب تمہارے لئے فارغ ہوتے ہیں۔ ابھی ہم فارغ نہیں ہیں۔ ابھی ہم فارغ نہیں ہوئے۔ تمہاری طرف توجہ نہیں دی۔ فارغ ہوں گے تو بتائیں گے کہ کہاں کہاں کمی ہے۔ ہاں اپنے محبوبین کو بتا رہے ہیں۔ بیڈ روم میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ دلہا' دلہن کے دلہا اگر بادشاہ ہو۔ دلہن اگر ملکہ ہو' ہاں کچھ لوگ جاسکتے ہیں۔ دلہن اگر ملکہ تو کس کی

جرات ہے کون وہ جو چائے لے کر جائے جو ان کو ناشتہ کھلائیں۔ جاسکے ہیں کہ نہیں اور بڑے بڑے سردار تو سرداریاں کرتے رہ گئے۔ ہم جیسے نوکر ان کو چائے دیتے دیتے ان جیسے ہوگئے۔ ان کے ہوگئے۔ کیوں جناب' تو ان کو وہ اپنے راز و نیاز بتاتے ہیں اور یہ پتہ نہیں اس خاندان پر کس کی دعا ہے یقین کیجئے کہ پتہ نہیں آپ کو خبر ہے کہ نہیں کہ اس وقت پوری دنیا میں یہ راز کہیں نہیں کھولا جارہا صرف آپ کے لئے کھولا جارہا ہے۔ پیارو آپ تو بہت سارے ہیں۔ اس اصحاب افروز کے اس لڑکے کو بھی یاد رکھئے گا وہ ایک لڑکا سب میں انقلاب لاسکتا ہے۔ آپ تو بہت سارے چراغ ہیں اور چراغ سے تھوڑی اور زیادہ ترقی کریں۔ دیکھئے آئینہ اگر تکون ہو مربع یا گول اگر آئینہ صاف ہوگا تو سورج کا لشکارا دکھا سکتا ہے۔ اپنے آئینے کو صاف کر لیجئے گا۔ آفتاب رسالت طلوع ہے نصف النہار پر ہے۔ پیارے اللہ میرے ہر پیارے کو یہ توفیق دے دے کہ وہ اپنے آپ کو رسالت پر انعکاس کرے۔ آفتاب رسالت کا انعکاس کرے تاکہ ہر سو اس کی روشنی پھیل جائے۔ اللہ سبحان تعالیٰ آپ کو ذکر اللہ بھی مبارک کرے اور ذکر بھی مبارک کرے۔

○

(ا)

۳۔ ویڈیو کیسٹ

ابوالحسنین یوسف علی کی تقریر کا مکمل متن

پہلا خطبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ

ما کان محمد ابا احد من الرجال کم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شئی علیما

بہت ہی پیارو' دل والو' مصطفٰی والو' آقا والو' نور والو' ہدایت والو' نصیب والو سمک سے سماع تک ثریٰ سے ثریا تک یعنی جو کچھ خاک کے ذرے ذرے میں ہے جو پانی کے قطرے قطرے میں ہے جو جو چیز ہوا کے جھونکے جھونکے میں ہے جو چیز آگ کے شعلے میں ہے جو برکت نور کی کرن کرن میں ہے جو کچھ ساتوں آسمانوں میں ہے جو جو حقیقت بروج کی ہے جو جو عطا کرسی کی ہے جو جو کنٹرول عرش کا ہے یعنی جو کچھ زمین میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے' ہر ایک چیز اللہ سبحانہ تعالٰی کی طرف سے احسان ہے۔ مخلوق پر انعام ہے لیکن اللہ رب العالمین نے کبھی کسی انسان کو جتلایا نہیں۔ یہ ضرور کہا ہے کہ زمین آسمان کی تخلیق پر ذرا غور کرو لیکن یہ کبھی نہیں کہا میں نے کیا کیا' احسان کیا ہے۔ یہ ضرور کہا ہے فبای الاء ربکما تکذبن آپ اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے یعنی یہ تک نہیں کہا کہ میں نے تم پر احسان کیا' صرف ایک مقام ہے اور ایک ہستی ہیں جن کے بارے میں اللہ نے کہا ہے لقد

تحقیق ازل سے لے کر ابد تک ہر ہر لمحہ جاری تحقیق حقیقت یہ ہے زمین کا ذرہ ذرہ اس کی گواہی دے رہا ہے۔ پانی کا قطرہ قطرہ اس کی گواہی دے رہا ہے۔ ہوا کا جھونکا جھونکا اس کی گواہی دے رہا ہے۔ آگ کا شعلہ شعلہ اس کی گواہی دے رہا ہے۔ نور کی کرن کرن اس کی گواہی دے رہی ہے۔ یہاں پر لقد استعمال ہوتا ہے کہ جوش میں کسی بھی لحاظ سے وقفہ نہ ہو۔ تحقیق لقد من اللہ اللہ نے احسان کیا ہے' کیا احسان کیا ہے' کن پر احسان کیا ہے۔ علی المومنین کہ ان میں سے ان پر رسول بھیجے ہیں۔ کیا کرتے ہیں وہ ان پر آیات کی تلاوت کرتے ہیں ان کا تزکیہ کرتے' کتاب کی تعلیم اور حکمت عطا کرتے ہیں اور اس سے قبل تو یہ سب کے سب صریحاً گمراہی میں تھے۔ اب ذرا دیکھئے ایک لمحے کے لئے میں چند نام لیتا ہوں۔ نیویارک' لندن' پیرس' واشنگٹن روما ویٹی کن یہ چند شہروں کے میں نے نام لئے ہیں۔ کیا جدید ترقی کے لحاظ سے کون سی نعمت اور کون سی سہولت ہے جو ان شہروں میں نہیں ہے اور دیکھا جائے تو جو غیر ہیں' ان کو نیویارک اور یہ شہر کنٹرول کر رہے ہیں۔ جی میں نے بیٹے کو نیویارک بھیجا ہے۔ یو این او کا فیصلہ نیویارک سے آتا ہے۔ نیویارک سے پالیسیاں آتی ہیں۔ نیو یارک کہتا ہے' فیصلہ ہوتا ہے۔ ڈالر کی قیمت کیا ہے۔ نیویارک کہتا ہے کہ Economy کیسے چلانی ہے یعنی کون سی مادی ترقی ہے جس پر نیویارک کی مہر نہیں ہے' ہے کہ نہیں۔ نیو یارک کتنی طاقت ہے اس کے پاس کتنا اسلحہ ہے' اس کے پاس نیو یارک' لندن آج جب ہم آپ کی طرف آرہے تھے تو ہم ان ناموں پر غور کر رہے تھے۔ نیویارک' لندن' پیرس لیکن عجیب بات ہے کہ نہ ان کے ساتھ مکرمہ ہے' نہ ان کے ساتھ منورہ ہے۔ جس شہر میں جس شہر میں آقائے دوجہاں کی قدر ہوئی' وہ مکہ مکرمہ ہوگیا اور جس شہر میں ان پر نور آیا وہ مدینہ منورہ ہوگیا۔ نیویارک تمام ترقی کے باوجود بھی نیویارک ہی رہا اور مدینہ منورہ جب یثرب بھی تھا اور تشریف لے آئے تو مدینہ منورہ ہوگیا۔ سب سے بڑی دلیل تو یہی ہے کہ نہیں؟ کہ جتنی بھی ترقی کرلو' کتنی بھی لائٹیں وہاں پر جلا لو' اے نیویارک والو تم غیروں کو کنٹرول کرسکتے ہو' آقا کے ادنیٰ غلاموں کو کنٹرول نہیں کرسکتے بلکہ اشارہ کرتے ہیں کہ آپ بھی آقا کے غلام بن جاؤ۔ آج کی جدید ترین سائنس اس مقام پر پہنچ رہی ہے کہ پہلے تو ڈنڈا لے کر لڑنا پڑتا تھا' پھر بندوق آگئی' پھر آٹومیٹک مشین گنز آگئیں۔ اب جدید ترین مہلک ہتھیار کیا ہے کہ صرف بٹن

دباؤ میزائل کا تو ایک پورا علاقہ تباہ کر لو۔ سمجھ آگئی سائنس کی ترقی' یہ ترقی اور اوپر آئے گی اور اوپر آئے گی تو اس ترقی کے تحت میں کہتا ہوں کہ میرے آقا کا غلام ذرا مونچھ کا بال بھی یوں کر دے تو ساری دنیا ہل جائے اور ان شاء اللہ ملنے والی ہے ہماری دعوت عام ہے' میرے آقا کی غلامی میں آجاؤ؟

آپ کو ربیع الاول مبارک ہو۔ آپ کو ذات حق سبحانہ ہو تعالیٰ کا بے حجاب آنے کی ابتداء مبارک ہو۔ اب ہم نے دیکھنا ہے کہ یہ من کیا ہے سورۃ الرحمن میں آپ نے دیکھا ناہل جزاء الاحسان الاحسان احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے اور یہاں من ظاہری معنی احسان ہے۔ من کونسا احسان ہے اور احسان کونسا احسان ہے۔ جب مخلوق مخلوق کے ساتھ رابطہ کرتی ہے تو یہ احسان ہے۔ میں نے آپ کے ساتھ بھلائی کی آپ نے میرے ساتھ بھلائی کی۔ جب رب العالمین مخلوق کو بارش کی طرح کوئی چیز عطا کرتا ہے تو من ہے' خاص الخاص مفہوم ہے' لقد من اللہ تحقیق من اللہ اللہ نے احسان کیا ہے۔ بچوں کے لئے خاص الخاص معنی ہے لقد من اللہ تحقیق من محمد اول آخر ظاہر باطن اور جاری و ساری شدت کے ساتھ محمد نور ہیں اللہ کا محمد نور ہیں۔ اللہ کا پیارو یہ جہان الگ نہیں ہے۔ یہ الگ نہیں ہے۔ یہ سایہ ہے جن کا سایہ ہے' انسان کامل کا سایہ ہے۔ سائے کے لئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک سایہ ایک جن کا سایہ ایک پیچھے نور' سورج ہے میں ہوں میرا سایہ ہے۔ اگر میں نہ ہوں میرا سایہ نہیں بنے گا۔ سورج نہ ہو تب بھی سایہ نہیں بنے گا۔ سائے کے لئے تینوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے کہ نہیں' اور جن کا سایہ بن رہا ہے ایک عجیب بات بتاؤں سورج جب ایک زاویہ پر ہوتا ہے تو سایہ ہوتا ہے اور نصف انہار پر پہنچ جائے یعنی سورج اپنی انتہائی بلندی پر پہنچے تو سایہ نہیں ہوتا۔ یہ کیا راز ہوا یعنی سایہ مجھ سے الگ نہیں تھا' میرا سایہ مجھ میں تھا۔ مجھ میں تھا میرا سایہ مجھ میں میں تھا نا میرا سایہ' مجھ میں میں تھا نہ میرا سایہ۔ جب ایک سورج ایک زاویہ پر آیا تو میرا سایہ بن گیا یعنی اب یہ سایہ بن رہا ہے۔ اگر وہ بالکل اپنی بلندی پر پہنچ گیا' ایک ہوگیا میرے ساتھ تو میرا سایہ ختم۔ اے انسان جب تک آپ حقیقت سے دور ہوتے ہیں آپ کو یہ جہان نظر آتا ہے۔ جب حقیقت کے کمال پر پہنچ جاتے ہیں یہ جہان نہیں رہتا۔ یہ جہان محض ایک سایہ ہے جس کے لئے نہیں رہتا اس کے لئے آقا ہی آقا ہیں۔ آقائے عالی قدر الصلوۃ والسلام کا فرمان عالی شان

ہے کہ دنیا والے لوگ خواب میں ہیں جب جاگیں گے تب پتہ چلے گا یہ کیا تھا۔ اکثر لوگ اس وقت خواب دیکھ رہے ہیں' کیا خواب ہے تعبیر نہیں جانتے۔ خواب ہے تعبیر نہیں جانتے۔ خواب کس کے لئے ہے جو اس کو دیوار سمجھ رہے ہیں وہ خواب میں ہیں جو اس کو لکڑی سمجھ رہے ہیں وہ خواب میں ہیں جن کو یہ جہاں نظر آرہا ہے ہوتے ہوئے وہ خواب میں ہیں' کہا نہیں جاتا۔ خواب کی تعبیر دی جاتی ہے۔ میں نے خواب میں دودھ پیا حالانکہ دودھ نہیں پیا ہوتا تعبیر دی جاتی ہے۔ تجھے علم دین ملے گا' نور ملے گا۔ ٹھیک بات ہے کہ نہیں۔ خواب کی تعبیر ہو گئی کہ نہیں۔

تعبیر کیا ہے' تعبیر کیا ہے؟ کہ ایک ہستی ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ بات اس وقت حل ہو گی جب ہم جائزہ لیں گے کہ من اللہ احسان کیا ہے' احسان کیا ہے اور کیسے کیا۔ آپ ذرا جائزہ لیں کہ احسان کیا ہے اور کیسے کیا۔ احسان آپ نے لقد من اللہ علی المومنین اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ظاہری اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے احسان کیا مومنین پر' اللہ کیا مومنین پہلے سے موجود تھے؟ آنا تو یہ چاہیے تھا علی الکافرین ظاہری طور پر اگر دیکھا جائے تو کافروں پر احسان کیا کہ ان میں سے رسول بھیجے ان پر ان میں سے کا بھی مفہوم سمجھ لیں۔ انفسکم میں سے مراد ہے کہ آدم میں آدم کی صورت میں بھیجا یہ ہے مراد یہ نہیں ہے کہ عورت بنا کے بھیجا یا قریشی بنا کے بھیجا یا فرشتہ بنا کے بھیجا جن بنا کے نہیں بھیجا کسی جانور کی صورت میں نہیں آئے۔ شیر کی صورت میں نہیں آئے۔ دیو کی صورت میں نہیں آئے جیسے تھے ویسے بن کر آئے ویسے ہیں نہیں جیسے وہ تھے ویسے بن کر آئے۔ ویسے ہیں نہیں۔ اب سوال یہ پڑتا ہے علی المومنین کیوں یاد رکھو۔ ان ہی کو لذت عشق نبی ملی کہ جنہیں ازل سے چن لیا تھا۔ قدرت نے اس عطا کے لئے شیر کا بچہ اتنا سا ہو تب بھی شیر ہے' بڑا ہو تب بھی شیر ہے۔ یہ تو ازلی ابدی فیصلے تھے کہ مومن کیوں نہیں بنا ہے۔ وہ معجزے بھی دکھا دے تو ابوجہل ابوجہل ہی رہے گا۔ ابولہب ابولہب ہی رہے گا۔ منافق منافق ہی رہے گا۔ یہ صدیق اکبر ہیں بغیر دلیل کے پہچان لیتے ہیں۔ سمجھ آگئی یہی ازلی ابدی فیصلے تھے کہ مومنین کون ہیں۔ مومنین کے لئے احسان ہے۔ دوسروں کے لئے اتمام حجت ہے۔ ایک شاندار کوٹھی والا اپنے شاندار برآمدے میں بیٹھا ہے بارش ہو رہی ہے۔ باغیچے میں سے پھوار پڑتی ہے۔ ہوا کا جھونکا آتا ہے' معطر کر جاتا ہے۔ کہتا ہے واہ اللہ تیری رحمت۔ ایک ٹوٹے مکان والا

ٹوٹی ہوئی اس کی چھت ہے' کچا فرش ہے' بارش آتی ہے چھت سے پانی ٹپکتا ہے' کیچڑ بن جاتا ہے۔ واہ اللہ مصیبت ہے' وہی بارش اس کے لئے مصیبت ہے اور وہی بارش اس کے رحمت ہے۔ جن کا ایمان پختہ ہے جن کے اندر محبت رسولؐ کی خوشبو ہے' ان کے لئے آپ احسان ہیں اور جن کے اندر نفاق ہے' کفر ہے ان کے لئے اتمام حجت ہیں۔ سورۂ عمران کی یہ آیت نمبر ۱۶۴ ہے جہاں جہاں اللہ پاک نے قرآن میں من کا ذکر کیا ہے اس کا تعلق صرف آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات ہے۔ بھائیو اتنا تو بتاؤ' پیارو اتنا تو بتاؤ کہ آپ کسی کو تحفہ دیں۔ احسان ہے کہ نہیں؟ جتانا نہیں ہے یہ تحفہ دوں' کسی کو میں یہ تحفہ دوں کسی کو (اپنی انگوٹھی کی طرف اشارہ کرکے) اور اس سے واپس لے لوں۔ اس سے میری کم ظرفی کیا ہوگی کہ تحفہ دوں اور واپس لے لوں۔ ہمارے لئے یہ ہے اے انسان آپ اگر کسی کو تحفہ دیں اور واپس مانگیں تو یہ ایسے ہی ہے کہ آپ نے الٹی کی اور واپس نگل لی۔ کیا یہ انسانیت سے گری ہوئی بات نہیں ہے تحفہ دیا جائے اور واپس مانگا جائے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ ہم نے اگر آپ کو تحفہ دیا' آپ مجرم بھی کیوں نہ بن گئے۔ ہم تحفہ واپس نہ لیں گے۔ آپ قتل بھی ہمیں کیوں نہ کر دیں ہم تحفہ واپس نہ لیں۔ آپ میرے کسی عزیز و اقارب کو قتل بھی کیوں نہ کر دیں میں تحفہ واپس نہ لوں۔ ٹھیک بات ہے کہ نہیں <u>آپ کیا سمجھتے ہیں اللہ کوئی احسان کرے گا اور واپس لے لے گا۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ اے اللہ اگر آپ نے مومنین پر من کیا ہے اور من یہ کہ رسولؐ کو بھیجا۔ یوں نہیں مزا آیا' من کیا ہے کہ بن کر آئے ہیں۔ ہم جیسے بن کر آئے ہیں تاکہ اپنے جیسا بنالیں۔ یہ من ہوا کہ نہیں تو کیا آپ نے یہ احسان واپس لے لیا ہے۔ لقد جو ہے وہ تو بتا رہا ہے' تھا ہے اور رہے گا۔ نو ربیع الاول کے لئے یہ ایک خاص تحفہ تھا خاص الخاص کہ کیا ہے یدلو علیہ یہ احسان ہے یدلو علیہ۔</u>

میں کسی کا احسان اس وقت تک نہیں مانتا جب تک یہ میرے لئے بہتر نہ ہو۔ آپ بتائیے کہ میں بادشاہ بن جاؤں' شہنشاہ ساری دنیا میرے کنٹرول میں آجائے۔ آپ کو کیا فائدہ۔ آپ پر احسان کیا ہے۔ اس کے برعکس میں خاک نشین ہوں پر آپ کو عرش نشین بنا رہا ہوں۔ اس میں آپ کا فائدہ ہے۔ <u>احسان من اس کو کہتے ہیں کہ جو بشر کو بشریت سے نکال کر عینیت میں لے جائے۔</u> آج تک کوئی نبی

آپ نے ایسا دیکھا جو غیر کو عین بنا دے' ذرے کو ہیرا بنا دے' گڈریئے کو صدیق اکبرؓ بنا دے' فاروق اعظمؓ بنا دے' عثمان غنیؓ بنا دے' حیدر کرارؓ بنا دے۔ آج تک کوئی دیکھا احسان ایسا آپ نے کیا ہیں مرحلے اس کے وہ تینوں بتاتے ہیں آپ کو۔ جو آپ کا غلام ہے یا نبی اس کو زیب دیتی ہے خواجگی۔ آپ کی اک نگاہ سے بن گئے ہیں۔ گدا بھی شاہ میری طرح یہ ابتدا ہے جو آپ میں گم ہیں یا مصطفیٰ ہے وہی خواجہ دوسرا آپ کی اک نگاہ سے بن گئے ہیں شاہ بھی گدا' میری طرح یہ پہلا ہوگا شاہ علاقے کا ہوگا' دوسرا ہوگا کائنات کا ہوگا اور دلیل دیتا ہے جو ان کی ذات میں گم ہے اس کا وجود کہاں یہ لوگ کس کو اس کا غلام کہتے ہیں۔

تو احسان وہ ہوتا ہے اے بشر کہ جو آپ کو بشر یا شر سے نکال کر باشر بنا دے۔ کیا مطلب کہ بشر شر کے والا شر کے واسطے نکال کر شر اس کا نکال کر بنا دے۔ بندہ بندہ ہے ہر بندے کی شکل میں رب اک ہے۔ من یہ ہے کہ عبد بنا دے۔ آپ کو عبد بنا دے عبد کے اوپر مقام کسی کا نہیں ہے۔ سب سے اونچا مقام عبد کا ہے۔ عبد کا تعلق ذات حق کے ساتھ ہوتا ہے جو اعلیٰ ترین عبد ہوتے ہیں وہی رسول اللہؐ ہوتے ہیں۔ آپ نہیں پڑھتے کلمہ شہادت میں اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ عبد پہلے ہے' رسول بعد میں ہے جو جتنا اعلیٰ عبد ہوگا' عبد کا سردار جو ہوگا' عباد الرحمٰن کے صدر جو ہوں گے' وہی رسول اللہ ہوں گے۔ اس کی سادہ سی مثال یہ ہے کہ ایک کمپنی ہے اس میں ڈائریکٹر کئی ہیں اس میں سے جس کو بہترین سمجھتے ہیں اس کو چیئرمین بنا دیتے ہیں۔ سمجھ آگئی کہ نہیں وہ ہیں سب ڈائریکٹر' چیئرمین بھی ایک ڈائریکٹر ہے لیکن اب وہ چیئرمین بن گیا ہے تو عبد ہوتے ہیں سارے عبد میں جو کمال پر پہنچ جائے وہ محمد رسول اللہؐ ہیں۔ یہ عبد ہیں کیا ع۔ ب۔ د' ع سے مراد ہے عینیت' ب سے بشریت' د سے دنیا عینیت دنیا میں بصورت بشر موجود ہوتی ہے تو عبد کہلاتی ہے۔ عینیت ہوتی ہے ناک نقشہ آپ جیسا ہوگا' کھانا پینا آپ جیسا ہوگا۔ خاندان ظاہری طور آپ جیسا ہوگا اس کے باوجود آپ جیسے نہیں ہوں گے۔

لعل وی منکا تک کچ بھی منکا' ہک و رنگ دو نہاں دا
جدوں یڈ حین سراپاں اگے فرق لکھ کوہاں دا

بظاہر ہیرا بھی پتھر ہے اور پتھر بھی پتھر ہے۔ پتھر پتھر کا کتنا فرق ہے۔ پیار

والے پیاروں کو سمجھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پر تکرار والوں کے لئے باتیں کرنا ضروری ہوتی ہے۔ آقاؐ کے بارے میں کبھی کسی سے تحقیق نہ کریں یہاں تو مرشد کے بارے میں کسی کو تجسس نہیں کرنا چاہیے وہ آتا ہیں' میں مرشد کے آداب بتا دیتا ہوں۔ آقا کے آداب کا اندازہ کرلیں آپ کے مرشد اس لئے نہیں کہ آپ کی باتیں مانیں بلکہ انہوں نے اپنی باتیں منوانی ہیں۔ آپ کی باتیں مانیں گے تو آپ ان کو اپنے جیسا بنا رہے ہیں۔ ان کی باتیں مانیں گے تو آپ ان جیسا بن رہے ہیں اور وہ عاشق کیا جس نے محبوب کی تحقیق اوروں سے کی' غیروں سے کی' کتنا بے غیرت ہے وہ شوہر جو شادی کے بعد اپنی بیوی کا کردار دوسروں سے پوچھ رہا ہے تو آقا کے بارے میں جاننا ہے تو اپنے آپ کو Develope کریں۔ آئیں آپ کو آج پہلی دفعہ یہ راز کھولیں کہ یتلو علیہ آیتہ کیا ہے؟ جو جیسا کہ ہم کہا کرتے ہیں یہ عجیب برکت ہے۔ اس در کی (بیت الرضا) کہ جب بھی راز کھولنے پر آتے ہیں تو ابتداء یہی سے ہوتی ہے۔

ہم کتنا بھی اونچا اونچا بولیں' سنے گا تو وہی جس کے کان ہیں۔ اگر ہم انگریزی زبان میں گفتگو کریں سمجھے گا تو وہی جو انگریزی بول سکتا ہے جسے انگریزی آتی ہے۔ ٹھیک بات ہے کہ نہیں اسی طریقہ سے۔

اس کی حقیقت وہی جانے گا جس کی آنکھیں بیدار ہیں۔

اس کا ظاہری معنی ہے ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں۔

سبحان اللہ آقا علیہ السلام وہ ہستی ہیں کہ اپنے محبوب کے انتظار میں کھڑے ہو جائیں تو رب العالمین اس کو نماز کا قیام بنا دے۔ اپنے محبوب سے جھک کر بات کریں تو رب کریم اس کو نماز کا رکوع بنا دے۔ اپنے محبوب کے اور قریب ہوں تو رب کریم اسے نماز کا سجدہ بنا دے بالمشافہ بیٹھ کر آرام سے گفتگو کریں تو اس کو تشہد بنا دیں۔ وہ یوں ادا سے دیکھ لیں تو رب کریم اس کو والضحیٰ بنا دیں اور اپنی زلف کو ہلا دیں تو واللیل اذ کہہ دیں' وہ ادا سے محبوب کو دیکھ لیں تو اسے یاسین کہہ دیں۔ ہوا کی تندی سے آکر بروج کو کراس (Cross) کرکے عرش پر جاتے ہیں تو زلفیں لہراتی ہیں۔ والفجر ولیال عشر کہہ دیں' ادائیں بنا رہے ہیں کہ وہ یوں پیار سے دیکھ لیں رب کریم کی ذات صفت ص' ان کو رب کریم چھپانا محمد کی بجائے چاہیں تو الحمد للہ رب العالمین۔

ان کی خاک ان کے جسم مبارک سے جھڑ جائے تو اس سے سید بن جائے۔ ان کے سینے سے نور نکلے تو اس سے عالم بن جائے۔ ان کی اپنی ذات آگے بن جائے تو آل محمدؐ بن جائے۔ یہ تلاوت قرآن ہے۔ ان کی ایک ایک ادا کا نام قرآن ہے۔ ان کی ایک ایک ادا جو باتیں بنیں' وہ قرآن مبین ہے۔ جو اشارات لیں وہ القران ہیں۔ جو خاص رمز نہیں ہیں صرف مقطعات ہیں۔ ان کا اٹھنا' ان کا بیٹھنا اندازہ کریں جس زمین وہ چل پڑیں تو رب کریم قسم کھالیں۔

لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد میں شہر مکہ کی قسم اس لئے نہیں کھاتا کہ یہاں پر بیت اللہ ہے اس لئے نہیں کھاتا کہ یہاں پر انبیا آتے رہے کہ یہاں سے آغاز ہوا۔ لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد یہ ام القریٰ ہے۔ یہ زمین کی ماں ہے زمین کا سب سے پہلا ٹکڑا وہ ہے جہاں بیت اللہ شریف ہے جو پانی سے نکلا ہے۔ میں قسم صرف اس لئے کھاتا ہوں کہ اے میرے محبوب آپ اس پر چلتے پھرتے ہیں جس جگہ وہ موجود ہیں وہاں عذاب نہیں آتا۔ میں کیسے انہیں مطلع کروں آپ ان میں ہیں۔ اگر گستاخی نہ کریں میں عذاب نہیں بھیجوں گا۔ ان کا پسینہ جھڑ جائے تو خوشبو بن جائے۔ جب مسکرا اٹھیں تو چاندی بن جائے۔ جن کی ایک ادا کا نام سورج ہے جن کی ایک ادا کا نام سورج ہے جن کی دوسری ادا کا نام چاند ہے۔ جو سفر کریں' ان کے براق سے گرد اٹھے تارے بن جائیں جو انگلی کا اشارہ کریں اس سے چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ یہ آیات کی تلاوت ہو رہی ہے۔

یا محمد محمد میں کہتا رہا نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی
آیتوں سے میں ملاتا رہا آیتیں پھر جو دیکھا تو نعت نبی بن گئی

کیسے آیتوں کی تلاوت ہو رہی ہے الٰہی' کیسے کہوں یا رب روح تھر تھراتی ہے۔ نعت لکھتا جاتا ہوں حمد ہوتی جاتی ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

بیٹا گستاخ تھا اس نے اپنے باپ کے حضور گستاخی کر دی' باپ نے آگے سے کچھ نہیں کہا۔ بیٹے کے گستاخ دوست کہتے ہیں دیکھا تیرا باپ کتنا کمزور ہے کہ تیرے ساتھ جھگڑ نہیں سکتا۔ بے وقوف یہ کمزوری نہیں ہے باپ کی شفقت اتنی ہے اس لئے کچھ نہیں کہا جا رہا جن کے ہاتھوں میں اگر کنکریاں کلمہ پڑھنے' بولنے لگ

جائیں جن کے اشاروں سے پتھر ملنے لگ جائیں ان کو بشر اپنے جیسا سمجھ رہا ہے۔ کتنے سال ہوگئے ہیں اے انسانوں اور خصوصاً اپنے آپ کو مسلمان کہنے والو کہ آپ گستاخی پر گستاخی کرتے آرہے ہیں۔ الاماشاء اللہ کہا ہے۔ انہوں نے آپ کو آج اعتراف کرنا پڑے گا۔ باتیں تھوڑی سی سخت ہیں پر حقیقت والی ہیں۔ اعتراف کرنا پڑے گا کہ عیسائی دنیا ترقی پر ہے۔ ہے کہ نہیں کیوں؟ کس لئے آقا کے سفیر نے عیسائی بادشاہ کو کہا تھا کہ ہمیں ہمارے آقا نے بھیجا ہے۔ آپ کے پاس کہ آپ انصاف پسند ہیں۔ اس وقت کی دعا ہے عیسائی دنیا کو حبشہ نے میری آقا کی مسکین عورتوں کو اپنے ہاں پناہ دے دی تھی اور اے مسلمانوں آپ نے اپنے آقا کی قدر نہ کی۔ کن کا نام لے رہے ہو' کن کی قدر کر رہے ہو۔ نعتیں پڑھ رہے ہوں ان کی قدر نہ کی ان کی ادائیں تو دیکھیں۔ ان کے صدقے وادی غیرذی زرع میں سیدنا ابراہیم نے دعا مانگی تھی' کونسی نعمت ہے جو آج مکہ مکرمہ اور سعودی عرب میں نہیں ہے۔ دو جہاں کی رونقیں کن کے حسن کی زکوٰۃ ہیں۔ کن کی جوتیوں کے صدقے آج خادم حرمین شریفین پر لطف زندگی گزار رہے ہیں۔ سبحان اللہ' سبحان اللہ' سبحان اللہ۔

بڑی اعلیٰ محفل تھی ملا اعلیٰ میں جو محفل نبی کریمؐ ہوتی ہے کسی عاشق نے رب کریم کو ایک بات کہہ دی کہ رب کریم عجیب بات نہیں ہے۔ مسجد نبوی کتنی شاندار بنائی جارہی ہے۔ کتنی شاندار بن گئی ہے۔ لاکھوں کروڑوں روپے اس پر خرچ ہوگئے ہیں۔ اس طرح مسجد الحرام اس کے برعکس خود رسولؐ جاکر کہیں اور ان کی بات شاید یہ لوگ نہ مانیں تو آپ نے اتنا اختیار اس سعودی حکومت کو کیوں دیا ہوا ہے۔ رب کریم آگے سے جواب دیتے ہیں جو مالک ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت کے لئے خادم ہوتے ہیں۔ ہم نے سعودی حکومت کو مالک نہیں خادم بنایا ہے وہ خادم حرمین شریفین ہیں۔ کس کے لئے مسجد نبوی کو بنایا سجایا جارہا ہے۔ برات سجائی جاتی ہے۔ دولہا بعد میں آتے ہیں۔ دولہا کام نہیں کیا کرتے۔ دولہا کام نہیں کیا کرتے۔ اللہ اکبر بہت خوبصورت مشاہدہ ایک سناتے ہیں۔ اسلام آباد ہے جم غفیر ہے۔ ایک نورانی صورت بیٹھی ہے اوپر' میں نے پوچھا کون ہیں آپ۔ میں پوچھتا ہوں کون ہیں آپ ہاتھوں میں کنکریاں لے کر کہتے ہیں۔ ہم وہ ہیں جن کے ہاتھوں میں کنکریاں بھی کلمہ پڑھتی ہیں اور اونچا اونچا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی

آواز آنی شروع ہو جاتی ہے۔ پیروں سے ٹھوکر مارتے ہیں ہم وہ ہیں جو جہاں ٹھوکر مار دیں وہاں چشمے اگل پڑیں ہر طرف پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے یہ پرانی باتیں تھیں۔ استغفراللہ میری مجال نہیں ہے کہ سیرت پاک کا ذکر کرسکوں۔ میری مجال نہیں ہے میں نے تو رب کریم سے درخواست کی تھی کہ یہ زبان حاضر ہے۔ اس پر آپ اپنے محبوب کی باتیں خود کریں۔ بھئی سیرت تو ان کی لکھی جاتی ہے جو ایک خاص وقت کے لئے آئے ہوں' چلے گئے ہوں۔ جن کا ہر لحہ ایک نئی جلوہ گری دکھا رہا ہو۔ میں ان کی سیرت کیسے لکھوں۔ آپ مجھے بتائیں میں ایک سپر سونک کی تصویر لینا چاہتا ہوں۔ ابھی میرا کیمرہ سیٹ نہیں ہوا' وہ آگے نکل گیا ہے۔

ہر ہر لحہ وہ نئی جلوہ گری سے جلوہ گر ہو رہے ہیں۔ اس مسکین نے تو ان کو دیکھ کر ہی اعتراف کیا ہے۔ جب بھی آپ کو دیکھا ہے۔ عالم نو دیکھا ہے۔ مرحلہ طے نہ ہوا آپ کی شناسائی کا یاد رکھئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ' ان شاء اللہ' ان شاء اللہ تعالیٰ ہم نے چلے جانا تھا۔ ایک دو دن کے بعد لیکن اپنے پیاروں کی خاطر پروگرام بدلا ہے۔ اگلا جمعہ ۹ ربیع الاول ہے۔ یہ کائنات کا خاص ترین دن ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق ۱۲ ربیع الاول نہیں ۹ ربیع الاول ہے۔ سرکاری طور پر جو مرضی کریں' وہ تو ہر ہر لحہ ہیں پر ۹ ربیع الاول اس لئے اہم ہے کیوں اہم ہے' اس لئے اہم ہے کہ پہلی دفعہ ذات حق سبحانہ ہو تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہمیشہ کے لئے اس زمین پر آنے کا یہ نقطہ آغاز تھا۔ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی اپنی توفیق کے مطابق اپنے اپنے علاقہ میں لڈو تقسیم کیجئے گا۔ کسی کا بیٹا ہو جاتا ہے تو وہ خوشی مناتا ہے۔ انشا اللہ یہاں بھی خوشی منائیں گے۔ اور ہمیشہ کی طرح ہماری بھی درخواست یہ ہو گی کہ نہ تو ہمیں لڈوؤں سے غرض ہے نہ تقریر سے غرض ہے کیوں؟ وہ تو خود پھول بن کر آئیں گے اور پھول ہی پھول بکھیر دیں گے۔ پر رب کریم آپ خود موجود ہوں۔ یہاں پر ذات حق سبحانہ و تعالیٰ آپ خود موجود ہوں آقا کہ لیں یا کچھ کہہ لیں آپ خود اس قابل نہیں ہے پر آپ کی عطا کسی کے عمل نہیں دیکھتی' دل کو دیکھتی ہے۔ پیارو یقین کریں یا نہیں کرنے کا وقت تقریبا ختم ہو رہا ہے۔ یہ ہم آپ کو اکثر کہا کرتے ہیں۔ یہ دیکھیں بولنے میں تکلیف ہونے کے باوجود آپ کی خاطر آجاتے ہیں۔ ہم نے پوچھا اے قادر مطلق ایک پل میں آپ ہمیں ٹھیک نہیں کر سکتے کہتے ہیں آپ کو ہے کیا جو ٹھیک کریں۔ ہم چاہتے ہیں ذرا کم بولو ورنہ یقین

کریں کہ اس وقت نزول علم کا اتنا زیادہ ہے کہ ہم بولنے پر آجائیں تو آپ میں سے کوئی ہوش میں نہیں رہے گا۔ اب تو وہ مقام آگیا ہے کہ آن ملیں گے سینہ چاکان وطن سے سینہ چاک عجیب رنگ لگ رہا ہے۔ جتنی جلد ہو سکے اپنے دل میں اپنے ذہن میں آقا کے متعلق کوئی شک ہے تو اسے دور کرلیں۔ آقا کے متعلق جو شک ہے اس کا نام شیطان ہے۔ دیکھیں نہ اللہ نے احسان جتایالقد من اللہ' اللہ نے احسان کیا ہے' مومنین پر کون دیتا ہے محبوب کسی کو اپنا جانے کیونکر گوارہ کیا ہے یہ حق نے۔ بتائیں میں اپنے ٹھنڈے کمرے کو چھوڑ کر جہاں میں اپنے محبوب کے ساتھ ہوں کیوں چل کر آپ کے پاس آؤں کیا لالچ ہے مجھے کیا شوق ہے۔ مجھے کیا اپنی شہرت کا شوق ہے نہیں' کیا اپنے مریدوں کی تعداد بڑھانی ہے نہیں صرف آپ سے پیار ہے۔ اسی طریقہ سے اس وراء الوراء ثم الوراء مقام پر جہاں محبوب محب کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جہاں مصطفوی اور کبریائی' جہاں اللہ سبحان و تعالیٰ اور حضور تنہا ہیں۔ وہ وہاں سے ان کو کیوں بھیجیں۔ میرے آقا عالی قدر کا فرمان عالی شان ہے۔ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے بھی یہ تھا کہ کاش محمدؐ کو محمد رسول اللہؐ نہ بنایا ہوتا۔ کیوں محمد رسولؐ بن کر لوگوں سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ محبوب کی خلوت ہو جاتی ہے۔ اے اللہ کے بندوں لوگ تو حضور کے بارے میں (Confuse) ہیں جبکہ رسول اللہ ان کی ایک ادا ہے۔ اس مشبہ کی بہترین ادا ہے۔ زمین پر میرے آقا محمدؐ کی ایک وہ ادا جس سے آپ کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ ان کو رسول اللہ کہا جاتا ہے اور لوگ رسول اللہؐ کے بارے میں ہی حیران ہوگئے۔ ہم نے بڑے مقالے لکھے ہیں' جان بوجھ کر کھیل بنانے کے لئے آج تک کسی عالم نے آکر ہمیں جواب نہیں دیا۔ کدھر گئی ان کی علمیت کس Base پر وہ درس دے رہے ہیں۔ آگے جب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں واہ اللہ تعالیٰ یہ Confuse نہ کریں تو کھیل نہیں بنتا۔ کھیل نہیں بنتا۔ کھیل نہیں بنتا آئیں ہم بتائیں اس وقت Mission تھا۔ آج Mission کوئی نہیں۔ کام اس وقت ہوتا ہے جب کام بنا ہوتا ہے۔ کیا آقا ﷺ کا آج کوئی Mission ہے۔ Mission تو تب ہوتا ہے جب کوئی کام ان کی مرضی کے برعکس ہو رہا ہو۔ غور کیجئے گا اس بات پر مرضی کے مالک ہیں جب چاہیں گے اپنے جو ہے دین اسلام اس کے نہ ماننے والوں کو ظاہری طور پر غارت کردیں گے۔ آج مجھے ایک سوال آپ سے پوچھنا ہے۔ دین کے خادم غالب آئیں گے کہ نہیں آئیں

گے۔ اللہ نہ کرے کہ کجا دین کے خادم غالب آئیں۔ یہی دقت ہوتی ہے یہ کیا کرتا ہے جی دین کی خدمت کرتا ہے۔ یہ خادم اسلام ہے۔ سنتے نہیں آپ بتائیں کہ نہیں کیوں بھئی یہ کہنا کہ اللہ نہ کرے کہ کجا دین کے خادم غالب آئیں۔ اللہ نہ کرے۔ اگر غالب آئیں گے ستیاناس اسلام کا کر دیں گے۔ اپنا بھی اور سب کا بھی۔ اسلام کس لئے ہے تاکہ آپ کو اس قابل بنائے کہ آقا کی آپ خدمت کرسکیں۔ آپ آقا کے خادم ہیں۔ دین کے خادم نہیں ہیں۔ دین آپ کی خدمت کے لئے ہے' آپ آقا کی خدمت کے لئے ہیں' کچھ تو خیال کرو یار۔ پر رب کریم آپ خود موجود ہوں۔ قرآن کی کوئی آیت تو نکالیں کہ اللہ نے یہ کہا ہو کہ اے انسان تو دین کی خدمت کے لئے ہے' بڑا عجیب نقطہ ہے۔ دین آپ کو اس قابل بناتا ہے کہ آپ آقا تک پہنچ سکیں۔ کار آپ کی خدمت کے لئے ہے کہ آپ اپنی ظاہری منزل تک پہنچ سکیں تو دین حق کیا ہے کہ محبوب حق کے پاس آپ پہنچ جائیں اگر ان تک نہیں پہنچے تو آپ کی دین کی فہم میں کچھ کمی ہے۔ کوئی دقت ہے۔ یہ آپ بتائیں ایمانداری سے کہ دین حق پر اگر ہم چلیں گے تو آقا تک پہنچیں گے یا نہیں' پہنچیں گے کیا ہے۔ یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علیٰ صراط المستقیم آقا علیٰ صراط المستقیم پر ہیں نا اس سے کیا مراد ہے بھئی اس چوک سے اگر اس ہاتھ مڑو گے تو اس سڑک پر بیت الرضا ہے۔ اے انسان آپ صراط المستقیم پر چلو گے تو وہاں پر آقا ملیں گے سمجھ آگئی کہ نہیں۔ صراط المستقیم پر چلو گے تو آقا ملیں گے۔ یہ تھی آیات کی تلاوت احسان ہے کہ نہیں۔ دوسرا اس کا حصہ یتلو علیھم آیاتہ ویذکیھم ہم ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔ شرک سے پاک کرتے ہیں اللہ بس باقی ہوس جس شخص نے یہ سمجھا کہ میں ہوں' وہ ہے' یہ ہے' اس سے بڑا شرک کیا ہے لا موجود الا اللہ اگر آپ نے مانا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ جیسے کلمہ طیبہ کا ظاہری معنی کیا جاتا ہے۔

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اس مفہوم کے تحت اللہ کی رضا کوئی اور ہو سکتا ہے۔ غفور کوئی اور ہو سکتا ہے۔ محبوب کوئی اور ہو سکتا ہے۔ مطلوب کوئی اور ہو سکتا ہے۔ مقصود کوئی اور ہو سکتا ہے۔ ارے نہیں کوئی ہے نہیں تو جب آپ نے معنی کیا لا موجود الا اللہ کوئی ہے ہی نہیں تو معبود کیسے ہوگا۔ مطلوب کیسے ہوگا۔ مقصود کیسے ہوگا آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ لا الہ الا اللہ کیا ہے۔ فرمان عالیشان ہوا لا موجود الا اللہ کے علاوہ کیا ہے۔ مجھے بتائیں تو سہی اب اگر آنکھ اندھی ہو جائے' نور نہ ہو اور وہ حقیقت کی پہچان نہ رکھے تو کیا ہو تو قصور کس کا آنکھ کا؟ یہی تو کھیل بنایا ہوا ہے اللہ پاک نے لیکن یہ بات اس وقت بنتی نہیں ہے۔ قرآن سے بہتر کتاب تو کوئی نہیں ناتو قرآن پہلے ہے یا صاحب قرآن پہلے ہیں۔ صاحب قرآن پہلے ہیں۔ مسلمانو کتابیں پڑھ کر آپ کا کام نہیں بنے گا۔ صاحب کتاب کو پڑھو مرشد صرف ایک حضور سیدنا محمدؐ ان تک پہنچو' چاہے ٹیلی ویژن پر دیکھ چاہے ڈائریکٹ دیکھ لو' ٹی وی پر جب نظر آئیں گے' مرشد کہلائیں گے اور ڈائریکٹ جب نظر آئیں گے حضور سیدنا محمدؐ کہلائیں گے۔ کوئی فرق نہیں ہے ٹی وی پر نگاہ مل گئی تب بھی تزکیہ ہو گا۔ یہ کپڑے اتنے اجلے اجلے آپ نے پہنے ہوئے ہیں۔ دھوبی نے جب ان کپڑوں کو دھویا اس کے ہاتھ اگر میلے ہوتے تو وہ کپڑے کیسے صاف کرتا تو وہ خود جس کا تزکیہ نہ ہوا ہو وہ دوسروں کا تزکیہ کیسے کرے گا اور جس کا اپنا تزکیہ ہوا ہو' وہ پتہ ہے کیا کہے گا' عربی میں بتائیں گے اردو میں نہیں بتائیں گے۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا آسان لفظوں میں ایسے کہیں گے کیا ذات حق کے علاوہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں Perfect ہوں۔ ذات حق آپ ہی آئیں گے اور نظر ملائیں گے تو تزکیہ ہو جائے گا۔ ہم مانتے ہیں کہ ایک انگاروں کی بھٹی میں جب لوہا ڈالا جاتا ہے تو لوہا انگارہ نہیں ہوتا۔ تھوڑی دیر بعد جب لوہا تپ جاتا ہے اس میں اور انگارے میں کوئی فرق نہیں رہتا یا رہتا ہے؟ اگر بھٹی لوہے کو اپنا جیسا بنا سکتی ہے تو ذات حق انسان کو اپنے جیسا نہیں بنا سکتی اور یہاں پر مزہ یہ ہے کہ انسان اتنا غیر تو نہیں ہے ٹھیک ہے یار و ربیع الاول کے موقع پر ایک مسئلہ حل کر دیں۔ کسی بشر کی مجال نہیں ہے کہ آقا کے قریب ہو سکے۔ آقا کا دیدار کر سکے۔ آقا کے قریب ہو سکے۔ آقا کا دیدار کر سکے۔ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہیں جو محمدؐ کا دیدار کرتے ہیں اور صرف محمدؐ ہیں جو اللہ کا دیدار کرتے ہیں۔ اللہ میں گم ہو جاؤ گے تو ادھر دیدار ہے۔ ادھر گم ہو جاؤ گے تو ادھر دیدار ہے۔ آپ کا یہ مسکین رسم و رواج کا پابند نہیں ہے۔ دائیں بائیں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنا محبوب اپنے علاوہ ہر ایک سے چھپا کر رکھو اور ہم نہیں چاہتے لیکن یہ ایک سمبل ہے ہم نہیں چاہتے کہ محبوب کا دیدار آپ آمنے سامنے کریں۔ ہم کہتے ہیں ادھر کریں (اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اتنا دور کیوں

رکھتے ہیں۔ جب آپ ادھر کریں گے تو غیر کو اعتراض نہیں ہوگا۔ عین بنتے جائیں گے بلکہ آپ کو تو یوں کہنا چاہیے فرقت شوق اگر ذرا ملے تو دیکھ صنم تیری فرقت نے ہمیں یاد بنا رکھا ہے آقائے عالی قدر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش ہے یہ ہے تزکیہ' تزکیہ کیا ہے؟ کہ انسان میں اور ان میں کوئی فرق نہ رہے۔ آیات کی تلاوت آگئی تزکیہ ہوگیا اب الکتاب ہے اور حکمت ہے الکتاب کی تعلیم اور حکمت کیا ہے؟ کتنے لوگ ہیں جو قرآن پڑھ رہے ہیں۔ کتنی تفسیر جو ہے لکھی جاچکی ہے۔ کام سنورنے کی بجائے بگڑا ہے۔ سب سے اعلیٰ عبادت جو ہے وہ اپنے آپ کی تلاوت ہے۔ قرآن تو ادھر ہے۔ ہم نے قرآن اگلنا ہے' نگلنا نہیں ہے۔ پسینہ میرے اندر سے باہر نکلتا ہے۔ آواز میرے اندر سے باہر آرہی ہے۔ آنسو میرے اندر سے باہر آرہے ہیں۔ جب الکتاب یعنی محمد مصطفیٰ کی ادا مجھ میں آگئی تو وہ بولیں گے یہ قرآن ہوگا (اپنی طرف اشارہ) اور وہ ہر ایک میں ہیں لوگ تفسیریں پڑھ رہے ہیں۔ یہ مسکین جو ان کے تکبر کے خلاف آواز دے رہا ہے۔ تمام دنیا کے عالمو اپنی تفسیریں لے آؤ۔ آئیں آپ کو بتائیں کہاں پر غلطی کھائی ہے آپ نے۔ کیا کریں اگر آپ نے مسلک بیان کرنے ہیں۔ وضو کیسے کرنا ہے۔ جائیداد کیسے تقسیم کرنی ہے۔ یہ تو دنیا کے متعلق تھا۔ اگر آپ میرے آقا کی حقیقت نہیں جان سکے تو آپ نے کیا جانا "ما کان محمد" ہی سمجھ نہ آیا تو اور کسی تفسیر کو ہم کیا کریں۔ "وعلموا ان فیکم رسول اللہ" جب آپ کے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں' اس کا راز آپ نہ پڑھ سکے تو ہم آپ کی حقیقت کو کیا جانیں۔ قرآن کا اثر یہ تھا کہ بر مصطفیٰ رسانیہ کہ دیں ہما اوست" مصطفیٰ تک پہنچ جاؤ۔ ﷺ یہی دین ہے۔ وہاں تک نہیں پہنچے جتنی مرضی نمازیں جتنے مرضی روزے وہ سب بیکار ہیں۔ بولیں ہے۔ ابولہب پر لعنت ملامت کی گئی ہے کہ نہیں' کی گئی ہے۔ عذاب میں ہیں مبتلا کہ نہیں' صرف ایک دن چند لمحے آتے ہیں کہ عذاب ہٹا دیا جاتا ہے۔ اس وقت ابولہب کو شاندار باغیچے میں خلعت فاخرہ کے ساتھ ٹہلایا جاتا ہے۔ پوچھا اے ابولہب تم تو بدترین دشمن تھے۔ تمہارے ساتھ یہ رعایت سوموار کی صبح کیوں کی جاتی ہے۔ کہنے لگے کہ سوموار کو صبح صبح میری کنیز صوبیہ بھاگتی ہوئی آئی اور محمدؐ کے آنے کی خبر دی میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اگر ابولہب کا عذاب اس خوشی میں ہٹ سکتا ہے تو ہم تو ماننے والے ہیں اور ہم تو اپنے پیاروں سے کہیں گے ابولہب ایک لمحے کی خوشی مناتا

ہے' ہمارا ہر لمحہ خوشی ہو۔ کیوں کہ ہر لمحے وہی وہ ہیں۔ ہمارے سامنے ہر لمحے وہی وہ ہیں اور ہر لمحہ ہی منور ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ۹ ربیع الاول کو ہم اس کو اور زیادہ منور کریں گے۔

دوسرا خطبہ

الحمدللہ رب العالمین' الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ (تعوذ تسمیہ)

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولًا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ و ان کانو من قبل لفی ضلال مبین○

(تعوذ تسمیہ) قرآنی آیات
الصلوۃ والسلام علیک یا انسان کامل
الصلوۃ والسلام علیک یا نبی الامی
(تعوذ تسمیہ)
سورۂ مبارکہ البقرہ آیت نمبر ۳۰
سورۂ مبارکہ آل عمران آیت نمبر ۱۴۴
سورۂ مبارکہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴
سورۂ مبارکہ الاحزاب آیت نمبر ۴۰
سورۂ مبارکہ محمد آیت نمبر ۲
سورۂ مبارکہ فتح آیت نمبر ۲۹

پیارو کون کون سی آپ کو دلیل دیں کیونکہ آج جو حقیقت بیان ہونی ہے وہ پوری تاریخ انسانیت میں بیان نہیں ہوئی۔ حقیقت اس لئے نہیں بتائی جاتی کہ کسی کو مرعوب کرنا ہوتا ہے بلکہ حقیقت صرف اس لئے پیاروں کو بتائی جاتی ہے کہ انہیں محبوب کرنا ہوتا ہے۔ اپنی دولت اپنے واقفوں کو دی جاتی ہے باقیوں کو خیرات دی جاتی ہے۔ پوری انسانیت میں خیرات ہوتی رہی ہے۔ ہم اپنے پیاروں کے سامنے حقیقت کھول رہے ہیں۔ بعض اوقات نئے آنے والے بھی ہوتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے بتا دیں کہ یہ قرآن جو ہے اس کی ایک عبارت ہے' ٹیسٹ ہے۔ مسلمان ہو یا غیر مسلم کوئی بھی کھول کر پڑھ سکتا ہے۔ عربی جانتا ہوگا تو عربی

پڑھے گا نہیں جانتا ہو گا تو ٹرانسلیشن پڑھ لے گا۔ ترجمہ پڑھے گا' کوئی بھی' یہ اس کا پہلا درجہ ہے۔ اس سے اگلہ درجہ ہے۔ اس سے اگلہ درجہ اس کے معانی ہیں۔ اس کے لفظ ہیں جتنا جتنا ایمان ہو گا اتنا اتنا قرآن ہو گا۔ اس سے اگلا درجہ اس کی بطانت ہے۔ جو ولایت کا مقام ہو گا وہ بطانت کا مقام ہو گا۔ اس کا انتہائی درجہ اس کی حقیقت ہے اور حقیقت محمد رسول اللہؐ جس کو عطا کر دیں' اس کے لئے حقیقت ہے۔ جیساکہ آپ کو معلوم ہو گا ہم آپ سے پیار کرتے ہیں۔ یہ تقریر نہیں کہ ایک مضمون ہم پکڑلیں اور تسلسل سے تقریر کرتے جائیں نہیں' ہم نے آپ کو اور ان کو ایک جیسا بنانا ہے کیونکہ ہمیں آپ سے پیار ہے' لہٰذا چھوٹے چھوٹے اشارے کرتے جائیں گے۔ سب سے پہلے یہ دیکھیں گے کہ سب سے بڑا اس کائنات میں کون ہے۔ اس کائنات میں سب سے بڑا انسان ہے۔ انسان سے بڑا کوئی بھی نہیں ہے۔ انسان اس کو نہیں کہتے جو آپ کو یہ سر' آنکھیں' یہ ناک نقشہ' سر پاؤں پر چلتا پھرتا نظر آتا ہے نہیں نہیں یہ انسان نہیں ہے۔ سادہ سی تعریف انسان کی یہ ہے کہ جس کے اور ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوں گفتگو بھی ہو رہی ہو' دیدار بھی ہو رہا ہو' آنکھیں کھول کر دیکھا بھی جا رہا ہو اور بے ہوش بھی نہ ہو مدہوشی کے باوجود باہوش ہو۔ اندر مست ہو' اہل الست کی طرح اور باہر کامیاب ہو یہ ہے انسان جو جتنا اللہ سے دور ہے اتنا جانور ہے۔ یہ آپ کے رب کا اعلان ہے دلیل ہم سے لے کر جایئے گا۔ سورت واقعہ آیت نمبر ۵۶ وما خلق الانسان والجن

یہ عبادت کی معراج ہے۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۱ یایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون○

اس کی یہ ہے کہ متقی بن جاؤ۔ آپ میں سے بہتر وہ ہے جو تقویٰ میں بہتر ہے۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲ الکتاب وہ ہے جو متقین کے لئے ہدایت ہے۔ الکتاب کیا ہے۔ الف ل م کی وضاحت ہے۔ کل عبادت کا کمال کیا ہے۔ تقویٰ اور تقویٰ کا حصول کیا ہے الکتاب کا نزول اور الکتاب کا نزول کے بعد الف ل م تب بات شروع ہوتی ہے۔

دوسری دلیل آدم آپ اور حوا جنت میں جو مرضی عیاشی کرو لیکن اس شجر ممنوعہ کے پاس نہ جانا کہیں سے جنت میں بھیجا جارہا ہے۔ جنت انسان کا مقام نہیں۔

جنت سے اوپر ہے صحیح مقام شجر ممنونہ کے پاس گئے تو جنت سے نکالے گئے۔ جنت سے نکال کر اس زمین پر اترے۔ زمین سے جانا کہاں سے جنت میں زمین پر رہ کر ایسے کام کریں کہ جنتی ہو جائیں۔ جنت میں رہ کر ایسے مقام پر آئیں کہ جنت سے ماورا ہو جائیں۔ جب جنت سے ماورا ہوں گے تو ذات حق کا دیدار ہو گا' لٰہذا انسان وہ ہے کس کی بات کرتے ہیں کون ہیں لوگ آج کل کس قسم کی بات کر رہے ہیں۔ اے انسان اگر تو اپنے رب کے روبرو ہے تو انسان ہے۔ اگر نہیں ہے تو انسان نہیں ہے۔ رب کریم ذات حق سبحان تعالٰی حسن کل ہیں۔ آپ تو ورا الورا ہیں۔ ماورا ثم الورا ہیں۔ آپ کے روبرو کیسے ہوا جائے۔ آپ کے قریب سواری کون سے پہنچتی ہے۔ جبریل اور براق تو رہ جاتے ہیں پیچھے سدرۃ المنتہی کی پھر بھی انتہا ہے۔

اے میرے محبوب آپ تک کیسے پہنچے انسان' جب انسان وہ ہے کہ آپ کے سامنے آئے تو جو انسان کو ذات حق سبحان تعالٰی کے آمنے سامنے کر دے وہ کیا ہیں۔ آج کے دن ان کی آمد کا آغاز ہوا۔ مبارک ہو ہے کوئی اور ہستی آج کے دن ان کی آمد کا آغاز ہو آپ کے ارکان اسلام دین عیدین تمام خوشیاں لیلتہ القدر یہ تمام چیزیں اس لئے ہیں کہ آپ کی تیاری کرائی جاسکے کہ جو جلوہ آج کے دن شروع ہوا اس تک آپ پہنچ سکیں۔ آج کی بات مقصود ہے باقی سب کچھ مقصود بالواقع ہے۔ اب ایک سوال آپ سے پوچھتے ہیں پیار سے بتایئے گا۔ اچھا کام کوئی کرے تو انعام ملتا ہے اس کو' انعام ملتا ہے کہ نہیں۔ ذرا غور فرمایئے گا۔ سورہ نساء آیت نمبر ۶۹ پر پانچ وقت کی نماز میں آگے نمازوں میں ہم دعا کرتے ہیں اہدنا صراط المستقیم ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے اور یا خدا کس صراط مستقیم پر انعمت علیہم جن پر آپ نے انعام کیا۔ انعام یافتہ کون ہیں۔ انبیاء' انعام یافتہ کون ہیں۔ صدیقین' شہدا' صالحین یعنی ہم انسان اگر بہترین کام کریں تو ان نبیوں میں ہمارا شمار ہو سکتا ہے۔ صدیقین میں شمار ہو سکتا ہے۔ شہدا اور صالحین میں شمار ہو سکتا ہے۔ بھئی سب کے انعام کا قرآن میں ذکر ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا محمد رسول اللہؐ نے کم کام کیا ہے۔ ان کا انعام کیا ہے۔ مجھے کہیں قرآن پاک میں دکھا دیں کہ ان کا انعام کیا ہے۔

آپ کا رب آپ کو وہ کچھ عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ بزم

میں اہل نظر بھی ہوتے ہیں، تماشائی بھی ہوتے ہیں۔ ان میں بات اس لئے کرنی پڑتی ہے ہم دلیل میں بتا رہے ہیں کہ محمد سیدنا پر انعام کیا ہے۔ کائنات میں سے کوئی بتا دے۔ اللہ سبحان تعالیٰ آپ ہی بتا دیں یا علیم یا حکیم آپ ہی آج بتا دیں۔ ہے سننے کا حوصلہ بھی آج تو ہم انوکھی قیمت آپ سے لیں گے۔ آپ سب ہمارے مقروض ہیں کہ نہیں لیکن آج قیمت اور لیں گے کیونکہ یہ ایک ایسا راز ہے جس کی کائنات قیمت نہیں ہے۔ آج کی قیمت یہ ہے کہ صرف آپ کا پیار جو ہے وہ اللہ، رسول اللہ سے زیادہ کسی سے نہ ہو۔ وعدہ اللہ رسول اللہ سے زیادہ نہ ہو، ہم نے یہ نہیں کہا اللہ اور رسول اللہ سے زیادہ نہ ہو، اللہ رسول اللہ سے زیادہ کسی سے نہ ہو۔ تو رب کریم کا جواز یہ ہے کہ انعام جنہوں نے دینا ہو وہ انعام لیا نہیں کرتے۔ اب آیئے راز کھولیں آپ پر کائنات کا اعلیٰ ترین راز اس میں دو لفظوں کی وضاحت ضروری ہے ایک ہے ربک اور ایک ہے انی ربک اور انی کیا ہے ابتک آپ کا رب، ہم اس کی سادہ سی مثال دیا کرتے ہیں کہ بشر رب میں آئیں ام حسنین یعنی ظاہری طور پر ہماری شریک حیات میرے ساتھ کھڑی ہیں۔ میں تعارف کراتا ہوں بشری انداز میں۔ میرے ساتھ آپ کی بھاوج کھڑی آپ کی بھابھی آپ کی بہن میں یہ کیوں نہیں کہتا میری بھاوج جب میں کہوں گی گا آپ کی اس کا مطلب جو وہ آپ کی ہیں وہ میری نہیں ہیں۔ آپ کی بہن گویا میری بہن نہیں ہیں۔ وہ گویا میری بھابھی نہیں ہیں۔ اسی اصول کے تحت جب میں آپ کے سامنے کہتا ہوں آپ کا رب تو اس سے مراد یہ ہوا گویا وہ میرا رب نہیں ہے تو یہ تو حقیقت برعکس نہیں ہوگی۔ قرآن تو کہتا ہے رب اللعالمین کہتا ہے الحمد للہ رب اللعالمین کہتا ہے کہ الحمد للہ رب العالمین عالمین کا رب ہے۔ میری کیا مجال کہ میں کہوں آپ کا رب تو آپ کا رب تو وہی کہہ سکتا ہے جو خود رب ہو اور Confuse کرنے کے لئے ہم کہتے ہیں انداز بدل جاتے ہیں۔ یہ Confuse کرنے کے لئے رب ہے دراصل نام رب یہی ہوگا ایک انگریزی کی مثال ہم دیا کرتے ہیں۔

I spring in the spring near the spring on the spring with the spring

Spring کے Spelling ایک ہیں ہر جگہ معنی مختلف ہیں اب A dear is very dear to me ایک Spelling ہوئے کہ نام انداز مختلف

ہیں۔ اسی طرح رب کا معنی کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے۔ ہے رب ہی' اب آیا انی قرآن کی جگہ جگہ دیکھ ہے سورہ نمل' سورہ طٰہ انی کس کو کہا جاتا ہے موسیٰ علیہ السلام جب جاتے ہیں تو کہتے انی انا اللہ سورہ طٰہ لا الہ الا انا میں ہی اللہ ہوں' میرے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ بھئی یہ بتائیں ترجمہ کرنے والے کھاتے ہیں ایک انی کو انی کا معنی بھی میں اور انا کا معنی بھی میں۔ یہ اللہ کیا کہہ رہا ہے کہ میرے علاوہ کوئی نہیں' میں ہی میں ہوں۔ انی جب کہا جائے گا تو اس کی مراد مشبہ جو نظر آرہی ہے اور انا جب کہا جائے گا تو منزہ جو نظر نہیں آرہی ہے۔ وہ جتنا نظر آرہے ہیں اس سے بھی وراء ہیں نظر جب بھی کوئی چیز آئے گی مشبہ میں آئے گی' سمجھ آگئی۔ اس بات کی انی ہے مشبہ اور ربک بھی سمجھ آگئی۔ اب آئیے چشم تصور میں اپنے شعور کو لے جائیے۔ ابھی کی تو بات ہے زیادہ وقت زمانہ تو نہیں گزرا پیار والوں کو پیار کی ادا یاد رہتی ہے' تکرار والوں کے لئے ابھی کچھ کہا جائے بھول جاتے ہیں کہنے والوں نے تو کہا کن فیکن تسی جدوں فرمایا اسی کول تہاڈے ہاسے نفس پلیت پلیت کیتا اسی است پلیت نہ ہاسے۔

وہ انسان کیا جس کے سامنے سب کچھ ہو نہ رہا ہو اس ملت اسلامیہ کی احیا کی بات کرتے ہیں کس اسلامی حکومت کی بات کرتے ہیں۔ کیا آپ کو پتہ ہے خلیفہ اللہ کون ہے۔ ملک کے صدر کی یا وزیراعظم کی نافرمانی کرنے والا جیل جاسکتا ہے کہ نہیں' سزا ملتی ہے اس کو کہ نہیں' اور خلیفہ اللہ کی نافرمانی کرنے والا کیا ہے۔ سمجھ آگئی نہ اس بات کی۔ اب ہم اس کو کہتے کچھ نہیں ہیں وہ قادر مطلق پر چھوڑتے ہیں۔ انی کا سمجھے معنی اور ربک کا معنی بھی آپ سمجھ گئے۔ اب آئیے ہم اس طرف جاتے ہیں ملائکہ اکٹھے ہیں۔ تمام ملائکہ اکٹھے ہیں اور ملائکہ کے سامنے کوئی کہہ رہا اذ قال ربک للملئکۃ ان جاعل فی الارض خلیفہ آیا آقا دو جہاںؐ سنا رہے ہیں۔ (اپنی طرف اشارہ) حضور سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے آئیے اس کو (Observe) کریں۔ آپ ہیں ملائکہ میں آقا کو کہتا ہوں بولیں اس منہ سے وہ بول رہے ہیں اذ قال ربک قال ربک آپ کے رب نے کہا للملئکۃ انی جاعل جب ملائکہ سے آپ کے رب نے کہا کس نے کہا جو سامنے بیٹھا ہے اسی نے تو کہا میں بہ نفس نفیس زمین میں خلیفہ بن کر جانے والا ہوں۔ میں بہ نفس نفیس زمین میں خلیفہ بن کر جانے والا۔ اس مقام پر ہم کچھ

اعتراف کرلیں حمد اس اللہ کے لئے حمد اس حسن کل کے لئے حمد اس حسن مطلق کے لئے حمد اس پیارے خالق کے لئے جس نے محمدؐ بنایا' پیار اور قرب کو خواہش سیدنا محمدؐ کے لئے جنہوں نے اللہ بنایا۔ حمد اس اللہ کے لئے جس نے بزم کونین کو سجایا۔ حمد اس اللہ کے لئے جس نے اس بزم کونین میں حضورؐ کو بلایا۔ الصلوۃ والسلام ہزاروں لاکھوں سلام اس رسول اللہ کے جنہوں نے راہ حق کا راستہ دکھایا' سمجھایا' بتایا لے جایا۔ یہ ساری کائنات تو بہانہ ہے۔ اتنی بڑی بات تو سمجھانے کے لئے چھوٹی مثال دینا پڑے گی۔ مثال کبھی حقیقت کے برابر نہیں ہوتی صرف وقتی طور پر سمجھانے کے لئے ہوتی ہے۔ ہم نے سوچا اور فیصلہ کرلیا کہ حسنین کی شادی کرنی ہے' یہ فیصلہ کرلیا۔ یہ فیصلہ ہم نے آپس میں کرلیا' دوست احباب کو بتایا سارے انتظام کئے فرنیچر کارڈ چھپوانے لوگوں کو بلوایا محفل کو سجایا ساری محفل جب سج گئی ہے' پہلے محفل کو سجانا ہے کہ نہیں؟ ساری بارات کو سجانا ہے۔ بارات کو ہمراہ لے جانا ہے۔ ساری کارروائی کرنی کل جتنے انتظامات ہیں وہ حسنین کی ایک شادی کے لئے ہیں۔ جب سارے انتظامات مکمل ہو جائیں گے پھر ہم حسنین کو بلائیں گے۔ آؤ بیٹی اور دولہا بنا کر لائیں گے اور جب لائیں گے تو یہ نہیں کریں گے کہ وہاں شادی ہوئی اور حسنین کو شوٹ کر دیا' مار دیا۔ نہیں ابھی تو آغاز ہوا ہے۔ اس طریقہ سے سبحان اللہ تعالیٰ نے جو مشبہ شکل بنا کر ملائکہ کو دکھا کر ملائکہ کو کہا کہ میں زمین پر خلیفہ بن کر بنفس نفیس جانے والا ہوں۔ انہوں نے آگے سے کہا کہ زمین میں تو انسان فتنہ و فساد پھیلاتا ہے۔ آگے سے جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں' تم نہیں جانتے۔ سین بدلا اپنے آپ پر ایک لباس پہن لیا۔ ملائکہ آدم سمجھتے اسے حقیقت میں خود رہے۔ کہا بتاؤ سب کچھ کیا ہے۔ چیزوں کے اسماء بتاؤ' چیزوں کی ماہیت بتاؤ صحیح ماہیت بتائی۔ ساری ماہیت بتائی اپنی حقیقت چھپائی کہ تاکہ اللہ کو کہنا پڑا (آیت) یاایہاالرسول سورہ مائدہ اے رسول کریم جو کچھ آپ ہیں بتائیں ان کو۔ آپ کے رب نے جو نعمت دی ہے بتائیں اس کو کہ آپ کیا ہیں۔ کس طرح بتایا تھا۔ دستک ہوتی ہے کوئی جواب نہیں۔ ظاہری طور پر بیوی ہیں عائشہ السلام علیکم کوئی جواب نہیں' ظاہر طور پر جھنجھوڑتی ہیں۔ دیکھتی ہیں پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔ اس نگاہ کی تاب نہیں لاسکیں من انت عربی زبان میں تو عورت کو من انتِ کہا جاتا ہے۔ آپ کون ہیں۔ یہ من انتِ کیوں کہہ رہے ہیں۔ عربی کے اتنے

ماہر زیر زبر کی جہاں غلطی ہو وہاں مستی ہوتی سے غلطی نہیں ہوتی۔ ڈر گئیں کہتیں عائشہ بولے کون عائشہ بولیں عائشہ بنت ابوبکر بولے کون ابوبکر' بھئ دل تھام کر بیٹھے گا۔ عائشہ زوجہ محمد بولے کون محمد بھاگیں باہر ہم راز بھی ہیں اور ظاہری رشتے دار بھی ہیں' داماد ہیں علی سسر ہیں ابوبکر دونوں کو لے آتی ہیں وہ ہمراز ہیں دونوں کہتے ہیں من انت آپ کون ہیں۔ بولے انا احمد باللہ آگے بولنے والی بات نہیں ہے۔ یارو دیکھو تو سہی کہاں کہاں اشارے ہیں۔ اگر تو محمد رسول اللہ غیر ہیں تو ان پر انعام بتائیں۔ اگر انعام نہیں دے رہے ان کو تو وہ کون ہیں۔ یا اللہ دلیل دے نہیں سکتے ہیں۔ اپنے پیاروں کو ہم سے یہ چیز تحفہ ہے۔ یہ ہمارا چیلنج ہے کس کی وجہ سے رب کریم کی عطا کی وجہ سے چیلنج ہے۔ کہ کسی کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ خلیفۃ اللہ کہلائے۔ اگر یہ نہیں تھا جانے والا کہتا میں ایک خلیفہ اللہ کا خلیفہ ایک ہے۔ وہ خلیفہ کیا جن کا فیصلہ ان جیسا نہ ہو جائے علمائے کرام بتائیں مجھے کوئی دلیل کہ سورۃ اشراق کی آیت نمبر۱۱ میں جواب لکھا ہے وہ "ک" کھا کیوں گئے ہیں کیوں کہا کہ "ک" زائد ہے۔ غور کریں اس بات پر غور کریں آقا عالی قدر پر غور کریں کہ وہ کیا ہیں۔

اللہ کی تخلیق کی ہوئی کائنات میں یہ وہ راز ہے جو آج تک کھولا نہیں گیا۔ اس جگہ کو مبارک ہو آپ کو مبارک ہو کسی کے صدقہ سے کوئی آپ کو پیارا ہوگیا۔ یہ آپ کے لئے امانت ہے۔ یہاں پر ہم پرائمری کلاس نہیں پڑھا رہے کہ شروع کی باتیں الف ب پڑھائیں یہاں تو عشاق ہیں اور عاشقوں کا عجیب دستور ہوتا ہے۔ مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا۔ یہاں تو عاشق ہیں جن کی منزل ذات حق سبحان و تعالیٰ سے نیچے نہیں ہے۔ آیات جو ہم نے تلاوت کی ہیں ان کا خلاصہ اتنا ہے خودی ہو مردہ تو مانند تخت پیش نصیب۔ خودی ہو زندہ تو سلطان زندہ موجودات مقام بندہ مومن کا ہے۔ وراثت دھر خودی ہو زندہ تو سلطان زندہ موجودات۔

وہ بھی کوئی انسان ہے۔ انسان ہی کا دوسرا اصطلاحی نام مومن یا مسلمان یا ولی اللہ یا نبی ہی ہے۔ وہ انسان نہیں ہے جو ذات کے سامنے نہ ہو۔ آپ کو سوال آسکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بے ہوش کیوں ہوگئے۔ ذات حق سبحان و تعالیٰ آپ کے رب ہونے پر قربان جاؤں۔ آپ نے انسان کو بشر بنا کر یہاں بھیجا اور خود اس

جیسے بن کر آتے ہیں۔ پہلی جماعت کا ٹیچر اور سبق دیتا ہے۔ دوسری جماعت کا اور تیسری جماعت کا اور چوتھی میں اور حتیٰ کہ آپ پی ایچ ڈی تک پہنچ جاتے ہیں۔ سپاہی کا سلیبس اور جنرل کا سلیبس اور ذات حق نے سپاہی بن کر بھی خود دکھایا۔ بریگیڈیئر بن کر بھی خود دکھایا۔ جنرل بن کر بھی خود دکھایا۔ ذات حق نے فرمایا اب میں آدم ہوں' یہ کرنا ہے اب میں نوح ہوں یہ کرنا ہے۔ اب میں موسیٰ ہوں ایسے کرنا ہے۔ اب میں عیسیٰ ہوں اے انسان تو سمجھتا رہا ہے کہ تو ماں باپ کا ہے۔ یہ تیری غلط فہمی ہے۔ عیسیٰ کیسے پیدا ہوگئے۔ سورۃ واقعہ میں صاف صاف ہے کہ یہ جو بیج تم زمین میں بوتے ہو' تم اس کو کاشت کرتے ہو یا ہم اس کو کاشت کرتے ہیں۔ یہ جو میاں بیوی آپس میں ملتے ہیں پیار کرتے ہیں تم ان کی اولاد نہیں تم سب کے سب مصطفیٰ کے ہو۔ ایک دلیل دے دی لاکھ دلیل تھی کہ دیکھو یہ ہیں عیسیٰ شادی نہیں کریں گے کیونکہ شادی کرنا بشری کام ہے یہ بشر نہیں ہیں۔ یہ بغیر باپ کے انفس ہیں۔ اصل میں پیدائش یوں ہوئی ہے کہ نگاہ مصطفیٰ سے ملتی ہے اور نور آجاتا ہے۔ اس مقام پر آکر ہمیں بتائیں کہ یہ کیا ہے۔ یہ قرآن ہے ہم پڑھنا نہیں چاہتے۔ میں زمین پر پھینک دوں پھر بھی قرآن رہے گا۔ میں خدانخواستہ گندے پانی میں پھینک دوں پھر بھی قرآن رہے گا۔ تو پھر ذات حق سبحان تعالیٰ ماں کے پیٹ میں ہو۔ ان کا نور ماں کے پیٹ میں ہو۔ گود میں ہو' پتھر کھا رہا ہو' کچھ کر رہا ہو۔ اس کو کیوں فرق پڑتا ہے۔ یارو انسانوں اے انسانوں آپ کو خود وہ سبق دیتے آئیں اور آپ ان کو اپنے جیسا سمجھ لیں۔ وہ جب آپ کی مصروفیات کے مطابق آپ جیسا کام نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کی تعلیم نہیں ہوگی۔ آیئے منطقی طور پر جائزہ لیں عملی طور پر تاکہ آپ کو بتایا جاسکے۔ خلیفہ اللہ کون ہیں۔ پیارے رب کریم یہ آپ کا وعدہ ہے۔ آپ کا ذمہ ہے بات کرنا ہمارا ذمہ ہے بات پہنچا۔ ہم نے آج حقیقت کھولنی ہے۔ اب کلنٹن تک پہنچانی ہے دوسرے وزراء تک پہنچانی ہیں یا کسی اور بندے کو پہنچانی ہے۔ یہ آپ کا کام ہے۔ ہم بیان کریں گے کسی انسان کو حکومت کا حق نہیں سوائے خلیفہ اللہ کے درحقیقت حکومت خلیفہ اللہ کی ہے۔ تمام قوت کے ساتھ آپ کو اس تھوڑے سے ڈومین میں من مانی کرنے کی اجازت مصلحت کے تحت دی جارہی ہے۔ کون ہے انسان جو انسانیت کو امن دے سکتا ہو۔ کون ہے حکمران جو کسی کے دل کو ٹھنڈا کرسکا ہو۔ کیا وجہ ہے کہ تمہاری شان و

شوکت کے باوجود جہاں پر ان کا دل اٹکا ہوا ہے۔ وہاں پر سب کچھ کرنے کو تیار اور تمہیں ٹیکس نہیں دیتے۔ منطقی طور پر ہم جائزہ اس بات کا لے لیں منطقی جائزہ یہ ہے کہ میں انسان ہوں مجھے بہترین زندگی گزارنی ہے کس کے لئے اللہ سبحان تعالیٰ کے لئے۔ سیکولر انداز میں بیان کروں کہ میں ایسا ہویو من بیٹنگ ہوں۔ جس نے اپنی زندگی گزارنی ہے گریٹ انرجی کے مطابق ورنہ وہ گریٹ انرجی مجھے کاؤنٹر کر دے گی۔ میں کس کے مطابق زندگی گزاروں (Best Demonstrater) کے مطابق جس کا میرے لئے بہترین نمونہ چھوڑا ہو اور لگاتار نمونہ ہوں ان کے لئے اور ان کے مطابق میرا احترام اور میرا سلام آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تو یاروں میں بیٹا ہوں کیسے زندگی گزاروں مجھے کسی کی تشکیل زندگی کا پتا ہی نہیں ہے۔ میں سپاہی ہوں کیسے کام کروں کہیں لکھا نہیں کسی کے متعلق۔ میں ایک بھائی ہوں کیا کروں میں ایک شوہر ہوں کیا کروں میں ایک باپ ہوں' کس طریقے سے اپنی اولاد کی تربیت کروں۔ میں ایک تاجر ہوں کیسے تجارت کروں میں ایک فوجی کیسے کام چلاؤں میں ایک مجاہد ہوں کس سے جہاد کروں میں ایک عاشق ہوں کیسے عشق کروں میں زاہد ہوں کیسے زہد کروں میں نے انتہا پہ ذات حق کے سامنے ہونا ہے کیسے ہوؤں۔

کوئی ہستی مجھے دنیا میں دکھا دے میں اسے مان لوں گا عیسیٰ علیہ السلام کو مان لیا میں نے پیغمبر ہیں' میرے رسولؑ ہیں پر انہوں نے تو شادی نہیں کی میں کیا کروں کہتا ہے موسیٰ تو دیکھ لو کبھی موسیٰ کو دیکھوں کبھی عیسیٰ کو دیکھو ان کی تفصیلات کبھی ایک نہیں ہیں کوئی ایک نہیں ہے میں جس زاویہ سے بھی دیکھوں وہ مجھے نمونہ کامل نظر آئیں میں فرش پر بیٹھا ہوں تو مجھے فرش نشین نظر آئیں' میں عرش پر پہنچوں تو مجھے عرش نشیں نظر آئیں اور میں اپنا معیار پتا ہے کیا چاہتا ہوں۔

ے بولے بدن ہم ان اڑے لے کرتا عرش
پیوست جان وہی باہم وہی پیلر خد ملے

میں دونلا نہیں ہوں یہاں تو ایک شکل کو محبوب بنالیا وہاں دوسری کو بنالیا میرا محبوب ایک ہونا چاہیے یہاں بھی وہاں بھی میں سپاہی ہوں تب بھی وہی محبوب میں جرنل تب بھی وہی محبوب میں عام شہری ہوں تب بھی وہی محبوب میں حاکم وقت ہوں تب بھی وہی محبوب فقیر ہوں تب بھی وہی محبوب ایک ہی ہستی ہے کہ

نہیں رب کریم ایک راز بتا دیں کہ صدیق اکبر جو ہمراز ہیں ہم نشین ہیں انہوں نے اپنے آپ کو کبھی خلیفتہ اللہ کیوں نہیں کہلایا۔ خلیفتہ الرسول کیوں کہا' ساری بزم کونین کو سجایا گیا' آدم سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک انسان کے شعور کو بیدار کیا گیا اور جو بات کہی تھی انی جاعل فی الارض خلیفہ میں زمین میں خلیفہ بن کر جانے والا ہوں جو بات کہی تھی کس نے کہی تھی آپ کے محبوب نے کہی تھی محمدؐ نے کہی تھی آپ کے رب نے کہی کن کو کہی تھی ملائکہ کو کہی تھی جب بزم کونین سج گئی اور انسان کا شعور ایک مقام پر پہنچ گیا تب (۹ ربیع الاول کو انی جاعل فی الارض) کہنے والے محمدؐ بن کر آگئے۔ محمدؐ ایک یکتا ہستی ہیں جو خلیفہ اللہ نہیں باقی تمام ان کے خلیفہ ہوسکتے ہیں۔ باقی تمام ان کے نور سے بنے ہوئے ہیں۔ ان کی معرفت کو انبیاء نہیں پہنچ سکتے۔ تو عام آدمی کیسے پہنچے گا۔ یہ راز صرف فقراء کو معلوم تھا فقراء میں انبیاء بھی شامل ہیں۔

ابلیس کو کہا سجدہ کیوں نہیں کرتا اپنے آپ کو عالین میں سے سمجھتا ہے۔ یہ عالین کون تھے جو اسی مشبہ کے اردگرد قریب قریب تھے۔ یہ ہے عالین یہ عالین کن کو پتہ تھا یہ راز آج تک کھولا نہیں ہے۔ آج کیوں کھولا ایسی عید میلاد آپ نے کبھی نہیں منائی ہوگی۔ آج کیوں کھلا آج کیوں کھلا اس کا راز اس مسجد کو ہم نے شاندار بنانا ہو۔ کارپٹ شاندار بنانے ہوں وائٹ واش کرنا ہو۔ نیا سامان لگانا ہو تو یہ سامان اکھاڑیں گے تو دوسرا آنے والا یہ دیکھے گا کہ اس مسجد میں کیا تباہی اور افراتفری مچی ہوئی ہے لیکن جاننے والے کہیں گے یہ افراتفری نہیں ہے۔ مسجد کو شاندار بنایا جارہا ہے۔ پاکستان میں افراتفری مچی ہوئی ہے جو افراتفری مچی ہوئی ہے یہ بدامنی نہیں ہے آقا عالی قدر علیہ السلام کی نظر ہے اس پاکستان پر ان کے لئے کھنڈرات کو توڑا پھوڑا جارہا ہے تاکہ عمارات بنائی جاسکیں۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ مکمل ہو کر کہے لا پہلا کلمہ اس کے ساتھ ایک خوشبو ایسی اٹھے کہ مدینہ منورہ ہو جائے اور یہ ہونے والا ہے اس لئے راز کھولا گیا خلیفہ اللہ صرف آپ میں محمد رسول اللہ جس نے ان کی فرمابرداری کی وہ کامیاب ہوا یہ رمز تھی یہ کسی کی ادا تھی۔ کسی کی ادا تھی کہ کہیں غوث اعظم کہلائے کہیں قطب عالم کہلائے کہیں کچھ کہلائے کہیں کچھ کہلائے عاشق نے کہا آپ ہزار رنگ بدلیں ہم آپ کو پہچان لیں گے بھئی میرا پیارا اگر جوگنگ ڈریس پہن کر آئے تو میں اس کو پہنچاننے سے انکار کر

دوں گا۔ یہ میری طرف سے انڈر ویئر میں نہا رہے ہوں تو میں انکار کر دوں گا۔ مجھے کیا ان کا لباس کیا ہے۔ مجھے تو اس سے غرض ہے کہ یہ کیا ہیں۔ اے انسان غور کر آپ تقسیم کیوں ہیں۔ ایک اللہ ایک خلیفتہ اللہ ایک کتاب بھی' میں مسلمانوں سے بات نہیں کر رہا پوری انسانیت سے بات کر رہا ہوں آپ کیوں عیسائی ہیں آپ کیوں محمدی ہیں' اور ملت اسلامیہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والو آپ تقسیم کیوں ہیں یہ صرف ایک وجہ ہے کہ لوگوں نے اپنے باپ دادا کے دین کو Follow کیا ہے۔

میں نے اپنے باپ دادا سے یہ نہیں سنا آج یہ حسن اتفاق ہے آج بھی اپنے آپ کو درست کرلو یہ حسن اتفاق ہے کہ باپ دادا بھی اس میں سے ہوں اب سب کے سامنے ہم ظاہری طور پر دونوں بیٹے موجود ہیں۔ گھر پر کوئی اپنے باپ کے دین پر اتباع نہ کرنا۔ کون درست ہو سکتا ہے رسول اللہ کے دین پر چلنا رسول اللہ کے دین پر چلو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ باپ گمراہ ہو سکتا باپ کتنے بھی کمال پر کیوں نہ ہو بشر ہے۔ رسول اللہ کی ابتداء بھی کمال ہے اور باپ کا کمال بھی ابتدا ہے۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ وہ اپنے ماں باپ رسول اللہ کے دین پر ہیں یہ کیوں بریلوی ہے یہ کیوں دیوبندی بنے یہ کیوں اہل حدیث بنے یہ کیوں کیا آپ نے جی میرا باپ ہے کوئی انسان جو اپنے آپ سے پوچھے جو اپنے ماں باپ کا نہیں رسول اللہ کا دین چلا رہا ہو۔ کون ہیں رسول اللہ کے سامنے کون ہیں' ابوبکر رسول اللہ کے سامنے کون ہے' کوئی امام رسول اللہ کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر آپ رسول اللہ کے دین کو Follow کرتے ہیں تو دوسروں کو سہارا بنائیں۔ نام اللہ اور رسول اللہ کا۔

؎ جلے ہیں اتنے چراغ تیری راہوں میں
مقام بھول کر راہوں سے پیار ہے لوگوں کو

میں اس سے پوچھتا ہوں میں اس سے پوچھتا ہوں اور رسول اللہؐ نہیں ہیں ان سے پوچھو جاؤ اپنی ظاہری ڈیوٹی ظاہری انداز سے کرو کوئی فقیر جائے کوئی عام آدمی جائے دکاندار تو پیسے لے کر ہی کار دے گا نا۔ ظاہری ڈیوٹی ظاہری انداز سے کرو حقیقی قدم اس وقت تک نہ بڑھاؤ۔ جب تک آپ کو یقین نہ ہو جائے۔ یہ بات رسول اللہؐ کی بات ہے۔ ہمارے پیارو یاد رکھنا وہ محمدؐ ہیں وہ محمدؐ ہیں۔ میں ﷺ نہیں کہہ رہا۔ وہ محمدؐ ہیں۔ جب سامنے آئے تو ہم نے کہا ﷺ کیا مطلب اللہ ان کو

پیار کر جب ہمارے سامنے آئے تو کہا الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ہمیں بھی اس پیار میں شامل کر ہمارے انفس میں ہمارے سامنے آئے تو محمدؐ مصطفی ﷺ کہلائے جو محمدؐ ہماری بشریت میں سامنے آئے تو محمد رسولؐ ﷺ کہلائے۔ شاندار سعی پر رسول اللہ ان کی ایک ادا ہے۔ محمدؐ دل میں کہے گا۔ درود شریف پڑھئے گا ذرا۔ جن سے آپ کو پیار ہوتا ہے آپ نے وہ بننا ہوتا ہے یہ یاد رکھئے گا۔ انسان تقسیم اس لئے ہے کہ اس نے ذات کی بات نہیں مانی ذات کی بات نہ مانے تو بشر ہے۔ دنیا میں بشر کاب ہوتا ہے۔ نا اور دنیا کا د ہوتا ہے۔ وہ بد ہو جاتا ہے بد ذات ہو جاتا ہے۔ جب ذات کی بات نہ مانے تو بد ذات ہو جاتا ہے جو ذات کی بات مانے وہ عین ذات ہوتا ہے ذات حق اپنی بات کیسے منائے۔ جب میرے جیسے بن کر میرے سامنے آئے ہوں میرے جیسے پر ہوں نہ میرے جیسے یعنی نظر میرے جیسے آئیں پر ہوں نہ میرے جیسے ان پر میں تن من دھن قربان کر دوں کہ امان ان کا سمجھوں کہ آپ نے دیا آپ کی مہربانی آپ نے لے لیا۔ احسان لینے والے کا ہے دینے والے کا نہیں سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۳ اس کی گواہ ہے۔ انسان اس لئے تقسیم ہے کہ اس نے ذات کی بات نہیں مانی۔ اپنی بات اس میں منائی ہے۔ میں ابھی آپ کو اگر وقت کم ہے اگر میں ایک فقرہ یہاں بولوں میں نے آپ کے کان میں کہنا ہے وہاں تک پہنچے گا تو بدل جائے گا۔ کیوں جیسے ہی میں بات کروں گا شیطان اس کو موڑے گا توڑے گا تو شیطان کی پہچان کی ضرورت ہے جو بات حضور سیدنا محمدؐ کے ہونے میں شک ڈالتی ہو وہ شیطان ہے۔ آزما کے دیکھئے۔ صریحاً" شیطان ہے آزما کے دیکھ وہ سراسر صریحاً" شیطان ہے۔ ہم نے ابتداء میں آیات جو پڑھیں اب ان کا سن لیں آپ کے محبوب نے جب کہا ملائکہ سے کہ میں بہ نفس نفیس زمین پہ خلیفہ بن کے جانے والا ہوں بزم کو سجاؤ فساد پھیلائیں گے مجھے پتہ ہے جنگ و جدل ہو گا مجھے پتہ ہے میں جہاں جہاں جاؤں گا جو جو بات مانتا جائے گا امن و امان ہوتا جائے گا اور مجھے پہچاننے والے پتہ ہے کون ہوں گے جنہیں ملائکہ سجدہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ان کی مہربانی وہ ہیں تو سہی لیکن پتہ ہے کیسے رہے ہیں۔ آج تک فیض ہے جاری نہاں ہیں تو کیا ہوا۔ خورشید جیسے ابر میں ہو چھپا ہوا آپ سب کے ساتھ محبت جو میرے پیاروں کے ساتھ وابستہ ہیں اور زیادہ ہو اور آج کے دن اپنے پیاروں کے لئے تحفہ ہے کہ کوئی دن ایسا نہ ہو گزرے کہ آپ کی بات ملاقات

حضور حضور سیدنا محمدؐ سے نہ ہو کوئی ایک دن بھی نہ گزرے اللہ کرے اچھا تحفہ ہے؟ اور آپ پتہ ہے کیا کریں جس آنکھ نے ان کو دیکھا اس آنکھ کو میں دیکھوں ہے اس کے سوا کیا تیرے دیدار کی صورت تو اتنی صدیوں کے بعد بادل چھٹ رہے ہیں سورج کی روشنی نظر آتی ہے ناسیانوں کو۔ بادل ہیں پر سورج کی روشنی کہاں سے آرہی ہے بولا سورج ہے۔ سیاہ بادل آجائیں تو کہتے ہیں کہ رات ہوگئی ٹائم دیکھتے ہیں گھڑی کہتے ہیں نہیں رات نہیں ہے۔ یہ بادل سیاہ تھے اس لئے اندھیرا نظر آرہا ہے۔ تمام دنیا میں ہی تاریکی چھائی ہوئی تھی کسی نے کہا رسول اللہ انتقال کر گئے نہیں ہیں عاشق نے قرآن دیکھا جیسے گھڑی دیکھی وہ کہتا ہے واعلمو

آج آواز اونچی نہ کیجئے گا ادب سے رہئے گا ٹھیک ہے؟

آج اپنے اپنے لڈو لے کر خاموشی سے چلے جایئے گا۔

الصلوۃ والسلام آپ کی زبان پر ہو آج ہم آپ کو کہتے ہیں۔

واعلموا ان فی کم رسول اللہ

واعلموا ان فی کم رسول اللہ　　　واعلموا ان فی کم رسول اللہ

آپ کو مبارک ہو

اختتام

○

(۲)

دستاویزات

چشم دید گواہوں کے بیانات

○

ابوالحسنین یوسف علی کے خلاف توہین رسالت و دیگر دفعات کے تحت تھانہ ملت پارک لاہور میں ۲۹ مارچ ۱۹۹۷ء کو مقدمہ نمبر ۹۷/۷۰ درج کرکے ملزم یوسف علی کی گرفتاری عمل میں آچکی ہے۔ دوران تفتیش جناب ملک خوشی محمد ایس۔ ایچ۔ او تھانہ ملت پارک لاہور نے چشم دید گواہوں کے بیانات بھی قلمبند کئے ہیں۔ یہی بیانات شامل کتاب ہیں۔ گواہوں کے نام و پتہ سے ہی یہ حقیقت واضح ہے کہ سبھی گواہ ثقہ اور صاحب حیثیت ہیں۔

○

صر ۱۱

(۲)

۱۔ بیان ازاں محمد سہیل ضیا ولد محمد امین ضیا قوم ارائیں سکنہ کوٹھی ۴۳۴ کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، عمر ۳۳ سال۔ زیر دفعہ ۱۶۱ ض ف

جناب عالی! بیان کیا کہ میری تعلیم ایف اے ہے، تاجر ہوں، تقریباً دو سال قبل میری ملاقات مسمی ابوالحسنین محمد یوسف علی سے مسجد بیت الرضا چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور میں ہوئی۔ انہوں نے مجھے اپنی علمیت سے بہت متاثر کیا اور مجھے بلند پایہ کا مسلمان قرار دیتے ہوئے تین چار ملاقاتوں کے بعد ہی نبی کریم حضرت محمد ﷺ سے بالمشافہ ملاقات کروانے کا عندیہ دیا۔ میں نبی کریمؐ سے ملاقات کا سن کر فرط جذبات سے لبریز ہوگیا۔ پھر ایک دن جمعۃ المبارک کے روز نماز جمعہ کے بعد میری نبی کریمؐ سے ملاقات کا وقت طے ہوا اس سے قبل یوسف علی نے مجھے کہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا نائب پوری کائنات میں ہوں، پھر ملاقات کی تین شرائط بتائیں۔ پہلی یہ کہ ملاقات کرنے والا یا تو مجذوب ہو یا پھر شیر خوار بچے کی طرح معصوم ہو۔ تیسری شرط نبی کریمؐ سے ملاقات کے لیے خواہش مند Top Most Surrender ہے (تن، من، دھن کی رسول پاک کی راہ میں قربانی)۔ میں نے تیسری شرط منظور کرلی۔ پھر محمد یوسف نے مجھ سے پونے چار لاکھ روپے اور گاڑی مانگی جو میں نے پیسے اور گاڑی دے دی۔ گاڑی مجھے پندرہ دن بعد واپس کر دی گئی مگر رقم انہوں نے اپنے پاس رکھ لی۔ اگلے روز جمعہ تھا، مجھے جمعہ کی نماز کے بعد دیدار کا وقت بیت الرضا مسجد میں دیا گیا۔ میں وہاں پہنچا، نماز جمعہ بھی بیت الرضا میں ادا کی۔ پھر بعد میں خصوصی خطبہ میں کہا کہ آج اس محفل میں تمام لوگ جو بیٹھے ہوئے ہیں کو مبارک ہو کہ حضور پاکؐ آج اس محفل میں بنفس نفیس موجود ہیں جو سونگھ سکتا ہے وہ سونگھ لے جو محسوس کرسکتا ہے وہ محسوس کرلے جو دیکھ سکتا ہے وہ دیکھ لے اور کہ آج اس محفل میں ایک ایسا خوش نصیب شخص موجود ہے جس کے بارے میں قادر مطلق نے ہمیں کہا کہ اس کی ملاقات حضور پاکؐ سے کروائی جائے۔ نماز کے بعد وہ مجھے اکیلے کو اپنے حجرے میں لے گیا وہ مسجد سے ملحقہ ہے۔ اس حجرے میں اس وقت میں اور یوسف علی موجود تھے۔ ہمارے

علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ یوسف علی نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا آپ کی حضور اکرمؐ سے ملاقات ہوئی' دیدار ہوا۔ میں نے حجرے میں دائیں بائیں دیکھا اور نفی میں سرہلا دیا' پھر اس نے کہا کہ بسم اللہ ہم ہی ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ ہم نے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپا رکھا ہے اور آپ بھی ہمیں چھپا کے رکھیں گے۔ میں باہر آگیا اور میرے ذہن نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ پھر میں نے مختلف علمائے کرام سے مشورہ کیا۔ جامعہ اشرفیہ سے فتویٰ بھی لیا جس میں ایسے شخص کو واجب القتل اور زندیق قرار دیا۔ پھر میں نے اپنی تسلی کرنے کے بعد اس سے قطع تعلق کرلیا۔ اور تین چار ماہ میں اس سے اپنی تمام رقم جو پونے چار لاکھ تھی وصول کرلی۔ بیان سن لیا جو درست ہے۔

خوشی محمد ایس آئی' ایس ایچ او تھانہ ملت پارک' لاہور

۱۴-۴-۹۷

۲۔ بیان ازاں محمد علی ابوبکر ولد ابوبکر ۱/۹۷ خیابان بحریہ فیز نمبر ۵ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی فون نمبر ۵۸۵۴۹۵۲ زیر دفعہ ۱۶۱ ض ف

میں محمد علی ابوبکر ولد ابوبکر حلیفہ یہ بیان دیتا ہوں مجھے میرے دور کے رشتہ دار رضوان نے ابوالحسنین یوسف علی کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ آپ جو قرآن اور اس کے تراجم پڑھتے ہیں یہ کم عقل اور کم فہم مولویوں کے ناقص ترجمے ہیں۔ اگر آپ قرآن پاک سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمارے حضرت سے ملیں۔

جب میں ان سے ملا تو میں ان کی علمیت سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ایک ملاقات میں یوسف علی نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ جب تک آپ حضور پاکؐ سے مجسم ملاقات نہیں کرلیں گے انتقال نہیں کریں گے اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کو کہا۔ ایک روز عبدالواحد خان کے گھر اس نے مجھے ابوبکر صدیق کہہ کر پکارا۔ دسمبر ۱۹۹۵ء میں یہ میرے گھر آیا تو میں نے اسے بتایا کہ میں اپنی فیملی کے ساتھ عمرہ کرنے جارہا ہوں۔ اس نے کہا کہ عمرہ پر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپ کہیں تو ہم آپ کو یہیں پر عمرہ کروا دیں اور کہا کہ "مکین تو یہاں ہیں وہاں تو صرف مکاں ہے" اس پر اس کے چیلوں نے واہ واہ اور سبحان اللہ کے نعرے بلند کئے۔ میں اس بات پر پریشان ہوگیا۔ مجھے پریشان دیکھ کر

اس نے عمرے پر جانے کی اجازت دے دی۔ جب میں عمرہ کرکے واپس آیا تو اس نے پھر سے حضور پاکؐ سے ملاقات کروانے کا ذکر چھیڑا اور مجھے کہا کہ میں اس کے لئے اپنے گھر میں ایک کمرہ آراستہ کروں جسے یوسف نے بعد میں غار حرا سے تشبیہ دی (نعوذ باللہ) اس کے کچھ عرصہ بعد جب یہ میرے گھر آیا تو اس نے ایک روز مجھے اپنے مخصوص کمرے میں بلایا اور آنکھیں بند کرکے درود شریف پڑھنے کو کہا۔ کچھ دیر بعد جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اس نے مجھے جھپٹ کر گلے لگا لیا اور بولا ہم ہی ہیں محمد مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی اور میں روتے ہوئے کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے چیلوں نے مجھے حضورؐ سے مجسم ملاقات پر مبارکباد دی اور ہار پہنائے۔ اس کے بعد اگلی ملاقات میں اس نے مجھ سے کہا مجھے لاہور میں کوٹھی خریدنی ہے لہٰذا مجھے کچھ رقم درکار ہے (اس سے پہلے حضور پاکؐ سے ملاقات کروانے کے بہانے یہ مجھ سے Top Most Surrender کرنے کا وعدہ لے چکا تھا اور میں نے حضور پاک پر اپنا سب قربان کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا لہٰذا میں نے اسے کوٹھی کے لئے رقم کا انتظام کر دیا۔ اس کے بعد ایک روز عبدالواحد خان کے گھر قوالی کی ایک محفل منعقد ہوئی جس کے اختتام میں اس نے اپنے قوالوں کو یہ خوشخبری دی کہ وہ جب تک حضور پاکؐ کا دیدار نہیں کرلیں گے انتقال نہیں کریں گے۔ اس تقریب کی ویڈیو کیسٹ میرے پاس بطور ثبوت کے موجود ہے۔

اس کے بعد اس نے ۲۸ فروری ۱۹۹۷ء کو مجھے اپنی بیٹی کی شادی اور ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کی دعوت دی۔ ورلڈ اسمبلی کے اجلاس کے خطاب میں اس نے جو خرافات کہیں میں ان کا گواہ ہوں۔ اس خطاب کی آڈیو کیسٹ عدالت کو فراہم کر دی گئی ہے۔ ان تمام واقعات کو سن کر میرے عزیز و اقارب اور دوستوں نے مجھے سمجھایا کہ یہ سب غلط ہے اور یہ شخص کفربک رہا ہے۔ ذاتی طور پر غور و خوض کرنے پر میرے دل نے اس کے خلاف گواہی دی اور میں دلبرداشتہ ہوگیا جس کے بعد میں نے اس سے قطع تعلق کر لیا۔

نوٹ: ایک روز جب میں اپنے ایک عزیز کے گھر نعت خوانی کی محفل میں جا رہا تھا تو اس نے مجھے روک کر پوچھا کس لئے نعت سننے جا رہے ہو۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں اور جب اس کے منع کرنے کے باوجود میں چلا گیا تو واپسی پر ہم پر بہت ناراض ہوا اور کہنے لگا آپ نے ہمارے حکم کی خلاف ورزی کی ہے آپ پر عذاب نازل

ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

خوشی محمد ایس آئی' ایس ایچ او تھانہ ملت پارک' لاہور۔
۹۷-۴-۲۰

۳۔ بیان ازاں بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر محمد اسلم ملک G-۱۰ عسکری اپارٹمنٹ چودھری خلیق الزمان روڈ کراچی' فون نمبر ۵۶۷۱۳۴۷-۵۸۳۴۳۰۴ زیر دفعہ ۱۶۱ ض ف

میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کو حلفیہ بیان کرتا ہوں ابوالحسنین محمد یوسف علی سے میری پہلی ملاقات عبدالواحد صاحب کے گھر (۳-D کہکشاں بلاک ۹ کلفٹن) میں غالباً ۱۹۸۸ء یا ۱۹۸۹ء میں ہوئی۔ پہلا بیان یوسف علی نے سورہ اخلاص اور "احد" پر کیا۔ اس کے بعد ۴ یا ۵ ماہ بعد کراچی آتا رہا۔ عبدالواحد اس کے آنے پر اپنے دوستوں اور واقفوں کو اکٹھا کرتے تھے اور یوسف علی کی تقریر/ بیان سنا کرتے تھے۔ شروع میں یوسف علی نے اپنے آپ کو بزرگ ظاہر کیا پھر آہستہ آہستہ ظاہر کیا کہ اب احیائے اسلام ہونے والا ہے اور اس کی سربراہی پاکستان میں ہوگی اور امام وقت کریں گے۔ پھر اپنے آپ کو امام وقت ظاہر کرنا شروع کیا۔ میرے ساتھ اکثر قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے بات ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ مجھ سے رقم کا مطالبہ کیا کہ آپ کو اس تحفہ کے بعد بہت بڑی حقیقت عطا کرنی ہے۔ میں نے کچھ ماہ تامل کیا تو پھر زور دے کر کہا کہ اب جلدی دے دوں۔ میں نے اس کو نقد رقم ادا کی۔ اس سے اگلی نماز جمعہ یوسف علی نے میرے رہائشی علاقہ والی مسجد میں ادا کی۔ جمعہ کے بعد یوسف علی میرے گھر آیا۔ اس کے ساتھ جو ساتھی جمعہ ادا کر رہے تھے وہ بھی آئے۔ ان کو میری معلومات کے بغیر ہار لانے کے لئے کہہ چکا تھا۔ جب وہ لے کر آگئے کہ آپ کو ہم بتاتے ہیں صوفہ پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور کہا "انا محمد" (یعنی میں ہی محمد ہوں) میں ابھی سن کر سنبھل نہ پایا تھا۔ آٹھ دس اس کے ساتھی مجھے ہار ڈال کر گلے ملنا شروع ہوگئے (کموڈور یوسف صدیقی بھی ان میں شامل تھے) میں خاموش ہوگیا۔ بعد میں سوچا تو ساتھ رہ کر شواہد اکٹھے کرنے کا ارادہ کیا۔ اندر سے میں تبدیل ہوگیا تھا مگر ظاہر میں یوسف علی کے ساتھ رہا۔ اکثر اپنی خاص خاص محفلوں میں کہتا تھا۔ کہ یہ مصطفوی خاندان ہے۔ یہ محفل روئے

زمین پر بہترین لوگوں کی ہے ایک محفل میں کموڈور یوسف صدیقی صاحب نے سوال کیا کہ حضرت (یوسف علی کو) آپ (یوسف علی) آدم علیہ السلام اور بعد میں دیگر انبیاء کے لباسوں میں آتے رہے پھر ۱۴۰۰ سال پہلے آئے پھر بعد میں مختلف اولیاء کے لباسوں میں آئے اور اب بھی آپ موجود ہیں۔ سب سے زیادہ شان کب ہے یوسف علی نے کہا ۱۴۰۰ سال پہلے شان تھی۔ مگر جو اب شان ہے وہ کبھی نہ تھی۔ اس وقت وہ ڈیوٹی پر تھے اب بیوٹی (Beauty) پر ہیں۔
خوشی محمد ایس آئی' ایس ایچ او ملت پارک' لاہور۔
۹۷-۴-۲۰

۴۔ بیان ازاں محمد اکرم رانا ولد رانا محمد طفیل B۔۳ تھرڈ ایسٹ سٹریٹ فیز ا ڈیفنس ہاؤسنگ کالونی کراچی فون نمبر ۵۸۸۰۹۱۰ زیر دفعہ ۱۶۱ ض ف

میں محمد اکرم رانا ولد رانا محمد طفیل اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں ایک اوسط درجے کا عام آدمی ہوں اور اسلام کا پیروکار ہوں۔ ایک عام انسان ہونے کے ناطے میں آداب خداوندی ادا کرتا ہوں تا آنکہ میں نے اخبار پاکستان کا مطالعہ اکتوبر ۱۹۹۳ء سے شروع کیا۔ اس کا ایک مضمون تعمیر ملت پڑھ کر بہت متاثر ہوا جس کے بعد یہ ہر روز کا معمول بن گیا۔

شوق عمل میں اخبار والوں سے مضمون نگار کا معلوم کر کے ان کے گھر پہنچا اور ان کی محافل میں جانا شروع کر دیا۔ کبھی شادمان لاہور میں اور کبھی عبدالواحد کے گھر کراچی میں۔ غرض یہ کہ جہاں جہاں بھی محفل ہوتی میں شریک ہوتا رہا۔

ان محافل میں زیادہ تر دینی گفتگو ہی ہوتی لیکن کبھی کبھار چونکا دینے والی باتیں بھی ہوتیں جو شعور کو جھنجھوڑتی اور دل ان کو ماننے سے انکار کرتا مثال کے طور پر ان کے آرٹیکل تعمیر ملت میں امام وقت کی توجیہات پیش کی جاتیں۔ اخبار میں پڑھ کر تو اس بات کا احساس نہ ملتا کہ یہ مرد کامل اور امام وقت کون ہے لیکن ان کی تقاریر سے یہ احساس ملنے لگا کہ یہ اشارے خود اپنی طرف ہی کرتے ہیں۔ پہلے پہل تو مبہم انداز اور پھر کھل کر بھی ذکر ہونے لگا۔ کہ اب احیائے اسلام ہونے والا ہے۔ پہلے تو اس کا مرکز ترکی تھا لیکن اب پاکستان ہوگا اور امام وقت اس کی سربراہی کریں گے اور پھر اپنے آپ کو امام وقت کہنا شروع کر دیا۔ جس سے یہ

بات کھل کر سامنے آگئی کہ اخبار ذریعہ ہے لوگ اکٹھا کرنے کا جس میں انداز مبہم ہے اور جب لوگ قریب آنے لگیں تو برملا اپنا پیغام دینے لگے جس سے یہ مقصد واضح ہوگیا۔

ہمیں اللہ کی طرف سے یہ حقیقت عطا ہوئی ہے کہ نبی اکرم آج بھی دنیا میں آپ کے درمیان موجود ہیں اور بشریت کے لبادے میں ہیں۔ کوئی سمجھ سکتا ہے تو سمجھ لے' کوئی دیکھ سکتا ہے تو دیکھ لے' کوئی سونگھ سکتا ہے تو سونگھ لے۔

اکثر اوقات نماز کا وقت قریب ہوگیا تو اسے پس پشت ڈال دیا جاتا اور یوسف علی جب بہت ہی ترنگ میں آجاتے تو فجر کی نماز گیارہ بجے دن تک ہو جاتی۔

اگر کوئی سوال کرلیتا کہ صاحب نبی اکرمؐ کی زندگی تو بہت سادہ تھی اور کوئی ظاہری نمود و نمائش نہ تھی اس کا جواب یہ ملتا کہ ۱۴۰۰ سالہ پرانے اتفاقات میں ہمیں ماڈرن زندگی سے ہم آہنگ ہونے کے لئے کہا ہے۔ وہ اس وقت کی ضرورت تھی اور یہ آج کی ضرورت ہے۔ یہ ۳ ستمبر ۱۹۹۵ء کا ذکر ہے کہ ایک محفل میں میں نے پوچھ لیا کہ آپ کوئی تفسیر یا تفہیم بھی ترتیب دے رہے ہیں جس پر یوسف علی نے کہا کیوں نہیں' کیوں نہیں' اس پر میں نے خواہش ظاہری کی مجھے بھی ایک عدد کاپی درکار ہوگی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ کیا قیمت ادا کرو گے۔ میں ششدر رہ گیا اللہ کی چیز کی قیمت ہو سکتی ہے' کوئی دنیاوی چیز اس کے مقابل نہیں ہو سکتی۔ بہرحال جب بہت مجبور کیا گیا تو میں نے کہہ دیا ایک لاکھ روپے۔ کافی وقت گزر گیا اور جب میں نے پیسے ادا نہ کئے تو مجھے طرح طرح سے پیغامات بھجوائے جاتے۔ ایک دن جب میں ان کے ہاں شام کو چھ بجے کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا یہ اسلام آباد جا رہے ہیں۔ مجھے بھی اپنے ساتھ ایئرپورٹ لے گئے۔ راستہ بھر اپنے دو حواریوں کی مدد سے پیسے کا تذکرہ ہوتا رہا اور میرا شک گہرا ہوتا رہا۔ ایئرپورٹ تک پہنچتے پہنچتے یہ رقم ۵۰ ہزار روپے کم ہوگئی۔

اب میں ان کی محافل میں شامل نہیں ہو رہا تھا کیونکہ میرے دل میں شکوک گہرے ہوگئے تھے۔ میرے حج پر جانے کا وقت اپریل ۱۹۹۶ء میں آگیا۔ مجھے یوسف علی نے یہ کہہ کر بلایا کہ آپ کے ذمے اللہ کا قرض واجب الادا ہے۔ آپ کا حج کوئی حج نہیں اگر آپ یہ قرض نہیں چکاتے۔ بہرحال میں نے رقم ادا کر دی جو کہ آدھی تھی۔

مجھے ایک کمرے میں بلایا گیا جس میں بریگیڈیئر اسلم بھی موجود تھے۔ مجھے کہا گیا کہ آپ اللہ کے بہت قریب ہو چکے ہیں آپ ان کے پیاروں میں سے ہیں۔ آج آپ پر ہم حقیقت عیاں کریں گے ذرا آنکھیں بند کیجئے اور درود شریف پڑھئے۔ پھر کہا گیا آنکھیں کھولیں' پھر یوسف علی پوچھتے ہیں آپ نے کچھ دیکھا میں ساکت و جامد ان کو دیکھ رہا ہوں کہ بڑھ کر گلے لگا لیا اور کہا بسم اللہ ہم ہی تو محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ ہم نے آج تک اس حقیقت کو چھپایا ہے آپ بھی ہمیں چھپا کر رکھئے گا۔ میں نے کہا میں نے تو آپ سے تفہیم کے لئے کہا تھا کہنے لگے تفہیم قرآن ہے اور القرآن سامنے موجود ہیں۔

عجیب وحشت اور نفرت کا سا احساس ہوا۔ میں باہر آگیا اور فیصلہ کر لیا کہ آئندہ اس شخص سے کبھی نہیں ملنا اور کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھنا۔ اس سلسلے میں جب بزرگ اور دیندار اشخاص سے میں نے بات کی انہوں نے اسے ملعون اور شیطان قرار دیا۔ میری دعا ہے اللہ ہمیں ایسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ ہم نے علمائے کرام سے مشورہ کیا اور ادارہ تحفظ ختم نبوت والوں سے فتویٰ بھی لیا جنہوں نے اس شخص کو واجب القتل قرار دیا۔

خوشی محمد ایس آئی' ایس ایچ او تھانہ ملت پارک' لاہور۔

۲۰۔۴۔۹۷

۵۔ بیان ازاں نعمان الہٰی ولد شیخ محمد اسلم B۔۸۵ بلاک ۵ گلشن اقبال کراچی ٹیلی فون نمبر ۴۹۸۵۵۰۱ زیر دفعہ ۱۶۱ ض ف

میں نعمان الہٰی ولد محمد اسلم شیخ حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میری اس شخص ابوالحسنین یوسف علی سے پہلی ملاقات عبدالواحد خاں کے گھر ہوئی۔ اپنی ساری ملاقات کے دوران اس نے حضور پاکؐ کے دنیا میں موجود ہونے کی بات کی اور مجھے کہا کہ آپ کو حضورؐ نے قبول کیا اور آپ جب تک حضورؐ سے مجسم ملاقات نہیں کریں گے وفات نہیں پائیں گے۔ چند ملاقاتوں کے بعد ایک روز محمد علی (ابوبکر) صاحب کے گھر ایک ملاقات میں یوسف علی نے مجھے میرے والد اور ڈاکٹر اسلم صاحب کو کمرے میں بلوایا اور ایک خطیر رقم مجھ سے لینے کے بعد اس نے مجھے کہا اب ہم آپ کو حقیقت عطا کرتے ہیں یعنی کہ ہم آپ کی ملاقات حضور پاکؐ سے

کرواتے ہیں۔ یہ کہہ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ ہم ہی ہیں محمدؐ (نعوذ باللہ) اور گلے لگا لیا۔ اس کے بعد ہم کمرے سے باہر آگئے اور اس نے تمام لوگوں سے کہا کہ انہیں مبارک باد دیں کہ ان کی بھی حضورؐ سے ملاقات ہوگئی ہے۔ اس کے بعد اگلے روز کی ملاقات میں اس نے مجھے چند باتیں کہیں (ہدایات دیں) جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جب ہمیں فون کریں تو الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھیں (یعنی کہ ہم پر درود بھیجیں۔)

۲۔ جب میں حج پر جانے لگا تو یوسف علی نے مجھے بلا کر کہا کہ لوگ حج پر ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں مگر ہمیں نہیں دیتے جبکہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں تو خالی عمارتیں ہیں اس کے طواف کرنے کا کیا فائدہ جبکہ حقیقت تو ہم یہاں موجود ہیں۔ (نعوذ باللہ)

۳۔ ایک روز عبدالواحد خان کے گھر یوسف علی نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا آپ حضورؐ کے سالار بننا پسند کریں گے میں نے کہا کیوں نہیں اس پر یوسف علی نے کہا مبارک ہو ہم نے آپ کو حضور پاکؐ کا سالار مقرر کیا۔ اس کے عوض سات لاکھ روپے کا تقاضا کیا جو میں ادا نہ کر سکا۔ کچھ عرصہ بعد سہیل اور یوسف علی میرے پاس گھر آئے اور مجھ سے ایک لاکھ روپیہ لے لیا۔

خوشی محمد ایس آئی' ایس ایچ او ملت پارک' لاہور۔

۲۰-۴-۹۷

۶۔ بیان ازاں محمد ارشد علی ولد شوکت علی خان' ڈی۔ ۷ ۴ بلاک (این) نارتھ ناظم آباد کراچی' فون نمبر۶۶۴۵۵۰۱۔ زیر دفعہ ۱۶۱ ض ف

جناب عالی! اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر مندرجہ ذیل بیان دے رہا ہوں۔ ابوالحسنین محمد یوسف علی سے پہلی ملاقات جنوری ۹۶ء میں اپنے کزن سہیل احمد کے نکاح میں ہوئی جو کہ یوسف علی کا خاص معتقد ہے۔ یہ ملاقات ایک سرسری سی ملاقات تھی۔ پھر مئی ۹۶ء میں دوسری ملاقات یوسف علی کے خاص معتقد عبدالواحد جو کہ ڈیفنس کراچی میں قیام پذیر ہے کے گھر پر ہوئی۔ اس ملاقات میں یوسف علی مجھے اپنے خاص کمرے میں لے گیا اور مجھ سے پوچھا کہ آپ اللہ اور رسولؐ کے لئے کیا کرسکتے ہو' اس پر میں نے جواب دیا وہ سب کچھ جو ایک اچھا مسلمان کر سکتا ہے۔ اس پر یوسف علی مطمئن نہیں ہوا اور دوبارہ پوچھا کہ بتائیں آپ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے کیا کرسکتے ہیں۔ اس پر پھر میں نے اپنا پہلا جواب دھرایا۔ تیسری دفعہ یوسف علی نے پھر اپنا سوال دھرایا جس پر (Irritate) ہو کر میں نے کہا کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ میرے اس جواب کے فوراً بعد اس نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ "آپ کے سامنے نائب محمدؐ مصطفیٰ اور امام وقت بیٹھے ہیں۔" یہ سنتے ہی میں سناٹے میں آگیا اور میرا دماغ ماؤف ہوگیا۔ پھر یوسف علی نے کہا کہ دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جتنے نبی اور اولیائے کرام آئے ہیں وہ حضرت محمدؐ کی ہی مختلف شکلیں تھیں۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد میں نے یوسف علی سے کہا کہ کیا ثبوت آپ کے پاس ہیں کہ آپ رسولؐ ہیں۔ اس بات پر یوسف علی نے کہا کہ رسولؐ کو ماننے کے لئے عقل اور دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی' صرف دل کی ضرورت ہے اور آج سے ۱۴۰۰ سو سال پہلے بھی ایسا ہی ہوا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے انبیاء اور ولی اللہ آئے ہیں وہ سب حضرت محمدؐ ہی ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیے اس پر یوسف علی نے کہا کہ آپ کافر ہو جائیں میں معجزہ دکھاتا ہوں جس پر میں نے جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے۔ پھر یوسف علی نے کہا کہ میری ظاہری بیوی بھی محمدؐ پر یقین نہیں کرتی تھی لیکن ایک دن گھر پر جبکہ لائٹ گئی ہوئی تھی میں قمیض بدل رہا تھا کہ ایک دم سے لائٹ آگئی' میری بیوی نے میری پشت پر مہر نبوت دیکھی اور پھر میرے قدموں پر گر گئی اور مجھے حضرت محمد

ﷺ مان لیا۔ پھر یوسف علی نے مجھ سے ایک سوال کیا کہ ایک میز پر ایک پلیٹ میں تین انڈے رکھے ہیں اور چار آدمی کھانے والے اور سب کو ایک ایک انڈہ دینا ہے اس کا حل کیا ہوگا اور انگریزی میں ترجمہ کرکے بتاؤ؟ چونکہ اس وقت میری کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی اور ذہن بالکل ماؤف ہوگیا تھا میں اس سوال کا جواب نہ دے سکا۔ اس کے بعد میں بہت جلد اس کے عقائد سے علیحدہ ہوگیا۔ ملعون یوسف کے بارے میں میں نے یہ ضرور محسوس کیا ہے کہ اس کے پاس کچھ Super Natural طاقتیں ہیں جن کی مدد سے وہ لوگوں کے ذہنوں کو مغلوب کرلیتا ہے۔

خوشی محمد ایس آئی' ایس ایچ او تھانہ ملت پارک' لاہور۔
۲۰-۴-۹۷

○

(۳)

دستاویزات

یوسف علی کی ڈائری

بعنوان The Reality' بزبان انگریزی' قلمی تحریر شدہ ۱۹۹۶ء

○

یہ ڈائری ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے' کچھ حصے ہفت روزہ "تکبیر کراچی میں شائع ہو چکے ہیں اصل ڈائری بھی ہفت روزہ "تکبیر" کراچی کے پاس محفوظ ہے' مکمل ڈائری کی مصدقہ فوٹو کاپی مولف کے پاس موجود ہے جس کا عکسی ری پرنٹ بطور دستاویز (۳) کتاب میں شائع کیا جارہا ہے اور اس کے حوالہ جات کتاب میں دیئے گئے ہیں تاکہ قارئین حوالہ جات کی صحت کا اطمینان کرسکیں۔ ڈائری کا مکمل اردو ترجمہ بھی "یوسف علی کے عقائد کی خفیہ بیاض" کے عنوان سے کتاب میں بطور باب سوم شائع کیا گیا ہے۔

○

The Reality

GREAT GERMANS
and their cities

One day the secrets will be revealed (يوم تبلى السرائر - ٨٦.٠٩). Its better to believe (by knowledge, by witness, and by experience) them right now; (٢.٣،٤ الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقنهم ينفقون ○ والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم يوقنون ○) otherwise God forbid it will be too late to mend (٣٢.١٢ ولو ترى اذ المجرمون ناكسوا رءوسهم عند ربهم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون ○)

Attested
Ghulam Haider Chadhar 9.9
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Court of Honorary Executive Magistrate First Class
KARACHI CENTRAL

1996

New Year's Day 1 | Tuesday 2 | Wednesday 3

January
Week 1

1996

Allah

سبحانک وشانک

Thursday 4 | Friday 5 | Saturday 6 | Sunday 7

وجود

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

15.4.92

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class Karachi Central

Honorary Executive Magistrate First Class
KARACHI CENTRAL

Monday 8 — Tuesday 9 — Wednesday 10 — January, Week 2, 1996

Allah Subhan-a-hoo wa Tala is both transcendent (exempted) and imminent (assimilated). It will be His restriction by saying that He is only transcendent. It is Jolisiat to consider Him only transcendent, while it is Phironiat to consider Him only assimilated. Muhammediat is that He is both inside and around us. He is transcendent as well as imminent:

- ★ Hoo is Noor of heavens and earth اللہ نور السموت والارض (24:35)
- ★ Hoo is with us where ever we are وھو معکم این ما کنتم (57:04)
- ★ We are close even to your jugular ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (50:16)

There is only one being, one reality and that is Allah (SwT). Nothing exists except Him:

Thursday 11 — Friday 12 — Saturday 13 — Sunday 14

- ★ Hoo is the beginning, and the end, and the manifest, and the unreal "ھو الاول والاخر والظاہر والباطن" (57:03)
- ★ We will show you Our signs in Aafaq and in Anfus unless it is clear to them that there ~~lie~~ only Haq سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق (41:53)

Allah is present everywhere: in His veils of Noor, and in His veils of Zhulmat. Apart from that He has his simile as well:

- ★ The likeness of Allah is Superior "وللہ المثل الاعلیٰ" (16:60)
- ★ The model of Hoo is supreme in heavens and earth "ولہ المثل الاعلیٰ فی السموت والارض" (30:27)
- ★ Nothing is like the likeness of Him! لیس کمثلہ شیء (42:11)

What will be the likeness of Allah! It is a fact that He possess physical body.

- ★ They will be sitting very close in the companionship of the most authoritative Emperor "فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر" (54:55)

15.4.98

Court of Honorary Executive Magistrate, Karachi Central

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Monday 15 Tuesday 16 Wednesday 17

January
Week 3
1996

Allah also has Nafs:

★ Allah frightened you from His Nafs ویحذرکم اللہ نفسہ (03:28) (03:30)

Allah has a face as well:

★ Where ever you turn, there is face of Allah فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (02:115)

★ And don't spend but for sake of face of Allah وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ (02:272)

★ And don't turn out those who call their Rabb in the morning and evening, desires His face ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ (06:52)

★ That is better for those who desires His face ذلک خیر للذین یریدون وجہ اللہ (30:38)

★ And those who gave Zakat for the sake of face of Allah وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ (30:39)

★ And the face of your Rabb will remain ویبقی وجہ ربک (55:27)

★ Except to those whom we don't feed for face of Allah انما نطعمکم لوجہ اللہ (76:09)

★ But for the sake of face of Supreme Rabb الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی (92:20)

Thursday 18 Friday 19 Saturday 20 Sunday 21

Allah also posses eyes:

★ And construct a ship with our eyes " واصنع الفلک باعیننا " (11:37)

★ Then we send him Wahi to construct a ship with our eyes واوحینا الیہ ان اصنع الفلک باعیننا (23:27)

★ Flows in our eyes تجری باعیننا (54:14)

Allah also has hand:

★ Say indeed the blessings are in the hand of Allah قل ان الفضل بید اللہ (03:73)

★ On the contrary His both hands are vast بل یداہ مبسوطتان (05:64)

★ The hand of Allah is above them ید اللہ فوق ایدیھم (48:10)

★ And indeed the blessing is in hand of Allah وان الفضل بید اللہ (57:29)

Allah do has a calf as well: یوم یکشف عن ساق (68:42)

★ The day the calf will be revealed

Allah also has Sunnat:

★ And you will not find any difference in Our Sunnah ولا تجد لسنتنا تحویلا (17:77)

15.4.98

Honorary Executive Magistrate First Class
KARACHI CENTRAL

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate

Monday 22 Tuesday 23 Wednesday 24

January
Week 4

1996

January

Mo	1	8	15	22	29
Tu	2	9	16	23	30
We	3	10	17	24	31
Th	4	11	18	25	
Fr	5	12	19	26	
Sa	6	13	20	27	
Su	7	14	21	28	

February

Mo		5	12	19	26
Tu		6	13	20	27
We		7	14	21	28
Th	1	8	15	22	29
Fr	2	9	16	23	
Sa	3	10	17	24	
Su	4	11	18	25	

★ And you will not find any change in Sunnah of Allah
ولن تجد لسنة الله تحويلا (35:43) ولن تجد لسنة الله تبديلا (33:62)

★ The Sunnah of Allah is continuous in His devotee.
سنت الله التي قد خلت في عباده (40:85)

★ The Sunnah of Allah is continuous as before
سنة الله التي قد خلت من قبل (48:23)

Apart from the above stated corporeal parts, Allah also has physical qualities, like; He speaks (02:30), He listens (02:137), He visualises (02:96), He desires (02:105), He walks (02:17), He taunts (2:15), He is immodest (02:26), He knows (02:32), He intends (02:67), He angers (02:61), He curses (02:88), He has colour (02:138), He dislikes (02:190), He likes (02:195), He disguises (03:54), He guides (03:73) He wishes (04:48), He fights (04:34), He punishes (04:64), He promises (04:122), ... etc.

Thursday 25 Friday 26 Saturday 27 Sunday 28

There is none other than Man in which Allah Self has personified himself.

★ And when your Rab said to Angels that I am coming to earth as Khalifa
واذ قال ربك للملئكة اني جاعل في الارض خليفة (02:30)

★ We created Man in the best possible setting لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم (95:04)

★ We have given dignity to Man ولقد كرمنا بني آدم (17:70)

★ It is the nature of Allah on which nature of people lies فطرت الله التي فطر الناس عليها (30:30)

★ And We have blown Rooh in Him ونفخت فيه من روحي (38:72)

★ Allah is the being don't call with Him. There is no being but Him. Every thing will be destroyed except His face. His order prevails and you have to return towards Him. ولا تدع مع الله الها آخر لا اله الا هو كل شيء هالك الا وجهه له الحكم واليه ترجعون (28:88)

In Quran when Allah is written, "Al" is not used with His qualitative names, because whenever Allah is used it means transcendent being.

15.4.97

G..ilam Haider Channar
Ho...rary Executive M..gistrate
First Class, Karachi Central.

KARACHI CENTRAL

Monday 29 | Tuesday 30 | Wednesday 31 | Jan./Feb. Week 5 1996

January				
Mo	1	8	15	22	29
Tu	2	9	16	23	30
We	3	10	17	24	31
Th	4	11	18	25	
Fr	5	12	19	26	
Sa	6	13	20	27	
Su	7	14	21	28	
February				
Mo		5	12	19	26
Tu		6	13	20	27
We		7	14	21	28
Th	1	8	15	22	29
Fr	2	9	16	23	
Sa	3	10	17	24	
Su	4	11	18	25	

واللہ علیم بالظالمین (02:95)
واللہ بصیر بما یعملون (02:96)
ان اللہ واسع علیم (02:115)

On the contrary when "Hoo" is used, "Al" is written with the qualitative name, because "Hoo" is pointing towards some physical being and here it means the personified imminent Allah:

انہ ھو التواب الرحیم (02:37)
ھو رب العرش العظیم (27:26)
ھو السمیع البصیر (40:20)

But in بسم اللہ الرحمٰن الرحیم along with Allah "Al" has been written. It means that here the personified Allah is meant and moreover it is to be established that the transcendent and the imminent Allah is One i.e.

قل ھو اللہ احد

Thursday 1 | Friday 2 | Saturday 3 | Sunday 4

Attested
15.4.99

Ghulam Haider Channa
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Court of Honorary Executive Magistrate First Class
KARACHI CENTRAL

Monday 12 | Tuesday 13 | Wednesday 14

February
Week 7

1996

	February	March
Mo	5 12 19 26	4 11 18 25
Tu	6 13 20 27	5 12 19 26
We	7 14 21 28	6 13 20 27
Th	1 8 15 22 29	7 14 21 28
Fr	2 9 16 23	1 8 15 22 29
Sa	3 10 17 24	2 9 16 23 30
Su	4 11 18 25	3 10 17 24 31

Muhammed صلی اللہ علیہ وسلم

Thursday 15 | Friday 16 | Saturday 17 | Sunday 18

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ
اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

Attested 15.4.97

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Honorary Executive Magistrate First Class
KARACHI CENTRAL

Monday 19 — Tuesday 20 — Wednesday 21

February
Week 8
1996

February					
Mo		5	12	19	26
Tu		6	13	20	27
We		7	14	21	28
Th	1	8	15	22	29
Fr	2	9	16	23	
Sa	3	10	17	24	
Su	4	11	18	25	

March					
Mo		4	11	18	25
Tu		5	12	19	26
We		6	13	20	27
Th		7	14	21	28
Fr	1	8	15	22	29
Sa	2	9	16	23	30
Su	3	10	17	24	31

Muhammad Alihe Salat-o-Wasalam is the beloved/lover of Allah Subhan ahoo-wa-Tala. Muhammad is exactly similar to Allah in each and every aspect. Like Allah Muhammad is both transcendent and imminent. Like Allah, Muhammad is also everywhere. The Quran has used 'Hoo' or 'the' plural tense to mention both the lover and beloved of Allah and Muhammad:

وهو معکم این ما کنتم (57:04) ؛ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (50:16) ؛ هو الاول والاخر والظاهر والباطن (57:03)؛ سنریهم ایاتنا فی الافاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق (41:53) ؛ ولله المثل الاعلی (30:27) ؛ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (95:04) ؛ ولقد کرمنا بنی آدم (17:70) ونفخت فیه من روحی (38:72)

Thursday 22 — Friday 23 — Saturday 24 — Sunday 25

★ And your Sahib is not hidden — وما صاحبکم بمجنون (81:22)

★ And you by the blessing of your Rubb is not hidden — ما انت بنعمة ربک بمجنون (68:02)

When transcendent Allah and Muhammad descent on an individual then he became Rasool or Imam-e-waqt. This is the secret about which it has been said:

★ O Rasool: Make known that which has been descent on you from your Rub — یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (05:67)

It is not sufficient to accept the basics of Islam but also to accept that Haq/Hoo/Lover-Beloved/Allah-Muhammad has descended on Muhammad.

★ And those who believe and do saleh deeds and believe in that Haq has descended on Muhammad from their Rubb. — والذین امنوا وعملوا الصلحت وامنوا بما نزل علی محمد وهو الحق من ربهم (47:02)

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Honorary Executive Magistrate ... KARACHI CENTRAL

Monday 26 Tuesday 27 Wednesday 28 Feb./March Week 9

The transcendent Muhammed has been mentioned with many beautiful name. These names include

- ★ Guide us to Sirat-e-Mustaqim اهدنا الصراط المستقيم (01:06)
- ★ Alif Lam Mim. That is the Alkitab whereof there is no doubt. الٓمّٓ ذلک الکتاب لا ریب (02:01-2)
- ★ We have kept everything in Imam Mubeen وکل شیء احصینٰه فی امام مبین (36:12)
- ★ Everything kept in Kitab-e-Mubeen کل فی کتاب مبین (11:06)
- ★ And your Sahib is not hidden وما صاحبکم بمجنون (81:22)
- ★ And Quran-e-Hakeem والقرآن الحکیم (36:02)
- ★ O People! Love your Rub Who created you from Nafs-e-Wahida یاایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة (04:01)
- ★ The angels and the Roh descend therein by the permission of their Rub تنزل الملٰئکة والروح فیها باذن ربهم (97:04)
- ★ O Mankind, there hath come unto you Mouizat from your Rub, a Balm for that which is in your chest, a guidance and mercy for the believers. یاایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمؤمنین (10:57)
- ★ O Mankind, a proof have come to you from your Rub and we have descended unto you Noor Mubeena. یاایها الناس قد جاءکم برهان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا (04:174)
- ★ With the permission of your Rub to Sirat-e-Aziz il Hamid باذن ربهم الی صراط العزیز الحمید (14:01)
- ★ We have send you not but Rahmat tul lil alamin وما ارسلنٰک الا رحمة للعٰلمین (21:107)
- ★ Nay Verily Hoo is Tazkira کلا انه تذکرة (74:54)
- ★ Now Allah has descended Dhikr on you. قد انزل الله الیکم ذکرا (65:10)
- ★ Say: We have descended Roh ul Quds with Haq from your Rub. قل نزله روح القدس من ربک بالحق (16:102)
- ★ That everything has been in Kitab-e-Mastoor کان ذلک فی الکتاب مسطورا (33:06)
- ★ And we have Kitab Hafeez وعندنا کتاب حفیظ (50:04)

15. 4. 97

Ghulam Haider Ch...nna
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Honorary Executive Magistrate First Class
KARACHI CENTRAL

Monday 4 Tuesday 5 Wednesday 6

March
Week 10
1996

March					
Mo		4	11	18	25
Tu		5	12	19	26
We		6	13	20	27
Th		7	14	21	28
Fr	1	8	15	22	29
Sa	2	9	16	23	30
Su	3	10	17	24	31

April					
Mo	1	8	15	22	29
Tu	2	9	16	23	30
We	3	10	17	24	
Th	4	11	18	25	
Fr	5	12	19	26	
Sa	6	13	20	27	
Su	7	14	21	28	

…not you know that Allah know that is in heavens and earth. Verily that is in Kitab (22:70) الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السموٰت والارض ۔ ان ذلک فی کتاب

★ Descends with this Roh ul Amin (26:193) نزل بہ الروح الامین

★ All the Code Words of Quran use the expression of Allah and Muhammad:

الٓمٓ ۔ الٓمٓصٓ ۔ الٓرٰ ۔ الٓمٓرٰ ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ طٰہٰ ۔ طٰسٓمٓ ۔ طٰسٓ
یٰسٓ ۔ صٓ ۔ حٰمٓ ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ قٓ ۔ نٓ ۔

The descent of Muhammad/Allah on any person makes him prophet. His name may be Adam, Moses, Noah, Abrahim etc but in reality he is Muhammad.

★ When Allah made covenant with the Prophets that I have given you from Kitab and Wisdom.

(03:81) واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب والحکمۃ

Thursday 7 Friday 8 Saturday 9 Sunday 10

★ O who believers in Allah and His prophet and Al Kitab which have descend on His Prophet and the Al Kitab which has descent before.

(04:136) یاایھا الذین امنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل

★ We verily sent our Prophets with clear proofs, and descent with them the Al Kitab and the balance (57:25) لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتب والمیزان

Mr. Moses became Syedna Moses when Muhammad descent on him:

★ And when We gave to Moses Alkitab (02:53) واذ اتینا موسی الکتب

(28:43), (28:2), (25:35), (23:49), (19:51), (19:2), (11:110), (06:154), (06:91), (02:87)

★ Same is the case with other prophets:

★ And when said, Allah: O Jesus son of Mary! remember my favour unto you and your mother, When you were assisted with Roh ul Quds (5:110) واذ قال اللہ یٰعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس ۔

(4:171), (2:253), (2:87), (19:30), (19:16), (3:48)

15.4.98

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central

Honorary Executive Magistrate First Class
KARACHI CENTRAL

Monday 11 Tuesday 12 Wednesday 13

March
Week 11

★ For we bestowed upon the house of Abrāhim the Alkitāb and Wisdom, and we bestowed on them a mighty kingdom فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتٰب والحکمۃ واٰتینٰھم ملکا عظیما (04:54)
★ And make mention in the Alkitab of Ismāel. He was sadiq of his promise and Rasool and Nabi. (19:41)
(19:54) واذکر فی الکتٰب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا
★ And mention in the Alkitab of Idris. He was sidique, a Nabi. (19:56) واذکر فی الکتٰب ادریس انہ کان صدیقا نبیا
★ And We bestowed on him Isāac and Jacōb, and We established the Nabowat and Alkitāb among his children (seed), and We gave him his reward in the world and in the Hereafter he verily is among Saliheens ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتٰب واٰتینٰہ اجرہ فی الدنیا وانہ فی الاٰخرۃ لمن الصلحین (29:27)

March					
Mo		4	11	18	25
Tu		5	12	19	26
We		6	13	20	27
Th		7	14	21	28
Fr	1	8	15	22	29
Sa	2	9	16	23	30
Su	3	10	17	24	31

April					
Mo	1	8	15	22	29
Tu	2	9	16	23	30
We	3	10	17	24	
Th	4	11	18	25	
Fr	5	12	19	26	
Sa	6	13	20	27	
Su	7	14	21	28	

Thursday 14 Friday 15 Saturday 16 Sunday 17

★ And we verily sent Noah and Abraham and placed the Prophethood and Alkitab among their seed, and among them there is he who goeth right. ولقد ارسلنا نوحا وابرٰھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتٰب فمنھم مھتد (57:26)
★ Even as We have sent unto you a messenger from among you, who reciteth unto you Our revelations and causeth you to grow and teaches you Alkitab and wisdom and teaches you that which you knew not. كما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا عليكم اٰيٰتنا ويزكيكم ويعلمكم الكتٰب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون (2:151) (2:129), (3:79), (3:164), (62:2).

The descent of Muhammed is not only specific to the Prophets rather it is on each and every Saleh individual, rather to be more exact anywhere, anyone (irrespective of religion, cast, colour etc) says any good word; it is due to the Muhammed. If anything seems good to us, it is due to the display of

Court of Honorary Executive Magistrate First Class
KARACHI CENTRAL

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Monday 18 Tuesday 19 Wednesday 20 March Week 12 1986

...ahommed.

★ Say, we believe in Allāh and that which is descent on us and that which was descent unto Abrahim and Ismail and Isāc and Jacob and the tribes, and that which was vouchsafed unto Moses, and Jesus and the Prophets from their Raub. We make no distinction among any of them, and unto him we are Muslimoon."

(3:84) قل امنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم واسمعیل واسحق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی والنبیون من ربھم لانفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ۔ (2:144), (2:146), (2:213), (3:3) ، (3:187), (4:47), (4:105), (5:5), (6:20), (6:156), (7:170) ، (7:196), (16:59), (18:1), (28:52)

Thursday 21 Friday 22 Saturday 23 Sunday 24

★ He send down the angels with Al-Rooh of His command unto whom He will of His bondmen." (16:2) ینزل الملئکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ (97:4) ، (40:15) ، (16:102) .

★ Lower thy wings for those who follows you among Mominean. (26:215) واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین"

★ Say praise be to Allah, and peace be on His Ibad whom He has given Mustafa." (27:59) قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ "

Attested
15.4.03

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Honorary Executive Magistrate First Class KARACHI CENTRAL

Monday 1 Tuesday 2 Wednesday 3

Apr
Week
199

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Rasul Mard e Kamil

Thursday 4 Good Friday 5 Saturday 6 Easter Sunday 7

توریت

إِنَّنِيْ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدْنِيْ
وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ

Court of Honorary Executive Magistrate First Class Karachi Central

15.4.97

Ghulam Haider Chandio
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Monday 8 Tuesday Wednesday 10

April
Week 1

1996

Mo	1	8	15	22	
Tu	2	9	16	23	
We	3	10	17	24	
Th	4	11	18	25	
Fr	5	12	19	26	
Sa	6	13	20	27	
Su	7	14	21	28	

Mo		6	13	20	
Tu		7	14	21	
We	1	8	15	22	
Th	2	9	16	23	
Fr	3	10	17	24	
Sa	4	11	18	25	
Su	5	12	19	26	

Rasul ul Allah or Nabi or Mard e Kamil, is the complete manifestation of Allah Subhan aho wa taala and Muhammad Alihe Salat o Wasalam. He is the physical perfect personification of transcendent Allah and Muhammad. All the physical beings has been created due to him. He is always present in the world. His apparent name may be different but his real name is always Muhammad. Adam,... Noah,... Moses,... Abraham,... Jesus.... were the names of dresses but in reality each and everyone of them is Muhammad. Then came Muhammad bin Abdullah. That was the first time that the real and apparent name became one. Then came Abu bakr, Umar, Usman, Ali, Twelve Imams... Hone Arabi, Abdul Qadir, Mueenud din, Fareed ud din,.... Mujadad Alf Sani .... and

Thursday 11 Friday 12 Saturday 13 Sunday 14

* Muhammad Yousaf Ali. The name of Mard e Kamils may vary but in actual He is the glorified form of Muhammad.

These are one lack twenty four thousand Rasuls and Nabis but the name of only thirty three are known. That is why, always in the world one lack twenty four thousand Aulias are present but only thirty three of them are Murshide Kamils and known. Each one of them is on the model of one prophet. The one who is by all means on the model of Muhammad Rasul ul allah is the Mard e Kamil of his times. His name may be different but in real and apparent, He is the most splended form of Muhammad.

Attested
15.4.97

Court of Honorary Executive Magistrate First Class
KARACHI CENTRAL

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Monday 15 — Tuesday 16 — Wednesday 17

April
Week 16
1996

April					
Mo	1	8	15	22	29
Tu	2	9	16	23	30
We	3	10	17	24	
Th	4	11	18	25	
Fr	5	12	19	26	
Sa	6	13	20	27	
Su	7	14	21	28	

May					
Mo		6	13	20	27
Tu		7	14	21	28
We	1	8	15	22	29
Th	2	9	16	23	30
Fr	3	10	17	24	31
Sa	4	11	18	25	
Su	5	12	19	26	

Muhammad has been always present in physical. After the apparent death of the physical body, it rolls back into the real body of Muhammad Mustafa. Thus Noor goes back to its origin. Immediately, the trascendent Muhammad + Noor of physical Muhammad descends on the most chosen individual, Who became Nabi / Rasool / Marde Kamil of his times; Thus the next form of Muhammad is similar (rather glorified) to the previous form, in apparent and in real. So it can be said that Muhammad is still alive in physical. His first form was Adam and the current is Muhammad Younus S.

About the life and continuity of Muhammad, Quran has given many indications.

Thursday 18 — Friday 19 — Saturday 20 — Sunday 21

The descend of Muhammad/Allah on all the Prophets and Mard-e-Kamils of their times is same; So there is no difference among them, and this reality should be believed:

★ Say; We believe in Allah and which is descended on us and that which was descended on Abraham, and Ismail, and Isaac, and Jacob, and the tribes, and that which was given to Moses and Jesus, and the Nabis from their Rueb; We make no distinction between any of them; and for Him We are Muslims. (3:84) قل امنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ○

★ And we believe in that which has descended on You; and that which has descended before you, and believe on the hereafter. (2:04) والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون ○

Ghulam Haider Chabbar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

KARACHI CENTRAL

Monday 22 Tuesday 23 Wednesday 24

April
Week 17
1996

While mentioning about Masjid Zarar or the Nikah of Wives of Prophet, the word "never forever" have been used, it indicates the continuity of Muhammed:

★ Never forever stand there. لا تقم فیہ ابداً (9:108)

★ and you should never forever marry His wives after him (33:53) ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً

Muhammed has been given the eternal life and has lived among people before, either with the name of Adam or Moses, etc...

★ We appointed immortality for no mortal before You. (21:34) وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد

★ I dwelt among you a whole lifetime before. (10:16) فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ

Thursday 25 Friday 26 Saturday 27 Sunday 28

★ And know that Rasool-ul-Allah is among you (49:07) واعلموا ان فیکم رسول اللہ

The Haq / Hoo / Allah / Muhammed has descent on the imminent Rasool / Mard-e-Kamil. The transcendent realities (Allah/Muhammed) personify themselves in the form of Muhammed. That is why there is absolutely no difference between Allah or Muhammed and Muhammed. All the actions, deeds,... of the Rasool are the actions, deeds... of Allah. The throw, call, rights of Rasool and Allah are similar. So those who made any distinction between Allah and Rasool are Kafirs, and blessings are for those who make absolutely no difference between Allah and Rasools.

★ والذی انزل الیک من ربک الحق ولکن اکثر الناس لا یومنون ۝ (13:01)

★ والذین امنوا وعملوا الصلحت وامنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم (47:02)

★ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ۚ (08:17)

★ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ۚ (08:24)

[signature] 13.6.97

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Honorary Executive Magistrate Karachi Central

Monday 29 — Tuesday 30 — Wednesday / Labor Day 1 — **April/May** — Week 1? — 1996

(09:62) واللّٰه ورسوله احق ان يرضوه ان كانوا مومنين ٥

★ (04:150-2) ان الذين يكفرون باللّٰه ورسله ويريدون ان يفرقوا بين اللّٰه ورسله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض ويريدون ان يتخذوا بين ذلك سبيلا ٥ اولئك هم الكافرون حقا واعتدنا للكافرين عذابا مهينا ٥ والذين امنوا باللّٰه ورسله ولم يفرقوا بين احد منهم اولئك سوف يؤتيهم اجورهم وكان اللّٰه غفورا رحيما ٥

Now lets have to look at a few similarities between the transcendent and the imminent being. Both gives guidance towards Sirat-e-Mustaqeem:

★ (02:142) قل للّٰه المشرق والمغرب يهدي من يشاء الى صراط مستقيم

★ (42:52) وانك لتهدي الى صراط مستقيم ٥

Both leads from zulmat towards Noor:

★ (02:257) اللّٰه ولي الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور

★ (65:11) رسولا يتلوا عليكم ايت اللّٰه مبينت ليخرج الذين امنوا وعملوا الصلحت من الظلمت الى النور

Thursday 2 — Friday 3 — Saturday 4 — Sunday 5

Both are Raof and Raheem:

★ (22:65) ان اللّٰه بالناس لرءوف الرحيم ٥ / (02:143)

★ (09:128) لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمومنين رءوف رحيم

Both are Ghani:

★ (03:97) فان اللّٰه غني عن العلمين ٥

★ (93:08) ووجدك عائلا فاغنى ٥

Both are Witness:

★ (03:18) شهد اللّٰه انه لا اله الا هو

★ (33:45) يايها النبي انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذيرا ٥

He is Zikr, Zikr is Hoo and Hoo is Allah. So He and Allah are same:

★ (65:10) قد انزل اللّٰه اليكم ذكرا ٥

★ (36:69) ان هو الا ذكر وقران مبين ٥

★ (02:255) اللّٰه لا اله الا هو

Attested 15.4.97

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central

KARACHI CENTRAL

Monday 6 — Tuesday 7 — Wednesday 8

May
Week 19
1996

Rasool / Mard-e-Kamil is the perfect personification of the most ultimate reality. He deserves maximum protocol. The etiquettes are:

★ (04:64) وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله ۚ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك
فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما ○

★ (09:59) وقالوا حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله ۚ انا الى الله راغبون ○

★ (09:61) ومنهم الذين يؤذون النبي ويقولون هو اذن ۚ قل اذن خير لكم يؤمن بالله
ويؤمن للمؤمنين ورحمة للذين امنوا منكم ۚ والذين يؤذون رسول الله
لهم عذاب اليم ○

★ (24:47-51) ويقولون امنا بالله وبالرسول واطعنا ثم يتولى فريق منهم من بعد ذلك ۚ وما
اولئك بالمؤمنين ○ واذا دعوا الى الله ورسوله ليحكم بينهم اذا فريق منهم
معرضون ○ وان يكن لهم الحق ياتوا اليه مذعنين ○ افي قلوبهم مرض ام ارتابوا
ام يخافون ان يحيف الله عليهم ورسوله ۚ بل اولئك هم الظالمون ○ انما
كان قول المؤمنين اذا دعوا الى الله ورسوله ليحكم بينهم ان يقولوا سمعنا
واطعنا ۚ واولئك هم المفلحون ○ ومن يطع الله ورسوله ويخش
الله ويتقه فاولئك هم الفائزون ○

May					
Mo		6	13	20	27
Tu		7	14	21	28
We	1	8	15	22	29
Th	2	9	16	23	30
Fr	3	10	17	24	31
Sa	4	11	18	25	
Su	5	12	19	26	

June					
Mo		3	10	17	24
Tu		4	11	18	25
We		5	12	19	26
Th		6	13	20	27
Fr		7	14	21	28
Sa	1	8	15	22	29
Su	2	9	16	23	30

Thursday 9 — Friday 10 — Saturday 11 — Sunday 12

★ (24:54) قل اطيعوا الله واطيعوا الرسول ۚ

★ (24:62-63) انما المؤمنون الذين امنوا بالله ورسوله واذا كانوا معه على امر جامع لم يذهبوا حتى يستاذنوه ۚ ان الذين
يستاذنونك اولئك الذين يؤمنون بالله ورسوله ۚ فاذا استاذنوك لبعض شانهم فاذن لمن شئت
منهم واستغفر لهم الله ۚ ان الله غفور رحيم ○ لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا ۚ
قد يعلم الله الذين يتسللون منكم لواذا ۚ فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة
او يصيبهم عذاب اليم ○

★ (33:56-57) ان الله وملائكته يصلون على النبي ۚ يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما ○ ان الذين
يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا ○

★ (49:1-3) يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله واتقوا الله ۚ ان الله سميع عليم ○ يا ايها الذين
امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم
وانتم لا تشعرون ○

★ (58:12) يا ايها الذين امنوا اذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يدي نجواكم صدقة ۚ ذلك خير لكم واطهر ۚ

Court of Honorary Executive Magistrate, Karachi Central, First Class

15.4.99

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Monday 13 | Tuesday 14 | Wednesday 15 — May, Week, 199[illegible]

(49:07) واعلموا ان فيكم رسول الله ۚ لو يطيعكم في كثير من الامر لعنتم ولكن
الله حبب اليكم الايمان وزينه في قلوبكم وكره اليكم الكفر والفسوق
والعصيان ۚ اولئك هم الراشدون ○

★ (58:05) ان الذين يحادون الله ورسوله كبتوا كما كبت الذين من قبلهم وقد
انزلنا ايت بينت ۚ وللكفرين عذاب مهين ○

★ (59:07) وما اتكم الرسول فخذوه ۚ وما نهكم عنه فانتهوا ۚ واتقوا الله ۖ

★ (72:23) الا بلغا من الله ورسلته ۚ ومن يعص الله ورسوله فان له نار جهنم
خلدين فيها ابدا ○

Where an ordinary person stands, when even a Nabi becomes Fasiq by disregarding Muhammad:

★ (03:81-2) واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتب وحكمة ثم جاءكم رسول
مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه ۚ قال ءاقررتم واخذتم
على ذلكم اصري ۚ قالوا اقررنا ۚ قال فاشهدوا وانا معكم من الشهدين ○
فمن تولى بعد ذلك فاولئك هم الفسقون ○

Thursday 16 Ascension Day | Friday 17 | Saturday 18 | Sunday 19

Court of Honorary Executive Magistrate, First Class, Karachi Central

15.4.92

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Monday 27 | Tuesday 28 | Wednesday 29

May/June

Week 22

1996

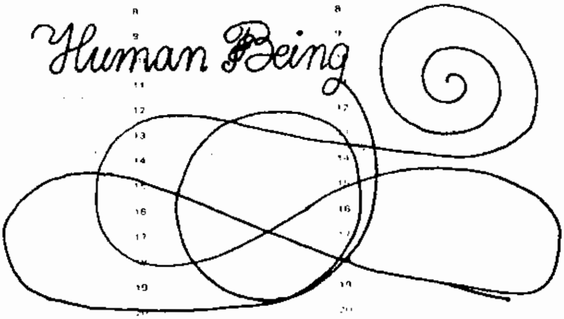

May					
Mo		6	13	20	27
Tu		7	14	21	28
We	1	8	15	22	29
Th	2	9	16	23	30
Fr	3	10	17	24	31
Sa	4	11	18	25	
Su	5	12	19	26	

June					
Mo		3	10	17	24
Tu		4	11	18	25
We		5	12	19	26
Th		6	13	20	27
Fr		7	14	21	28
Sa	1	8	15	22	29
Su	2	9	16	23	30

Thursday 30 | Friday 31 | Saturday 1 | Sunday 2

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہ

Honorary Executive Magistrate First Class, Karachi Central

Ghulam Ha... Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Monday 3 Tuesday 4 Wednesday 5

June
Week 23
1996

The Human Being is the perfect personification of everything. Human is the ultimate total of everything. When everything condenses it becomes Human, and His/Her expansion formulates the universes. Highest of high and lowest of low is He/She.

Thursday 6 Friday 7 Saturday 8 Sunday 9

The human being has an apparent body and a real body (Anfus). O. The Anfus is nothing but just likes waves on the ocean of Muhammed Mustafa/Nafs-e-Wahida. The size of a wave is no doubt very small as compare to the ocean, but the reality of wave and ocean is same. If a wave is absorbed in the ocean then it becomes an ocean. So there is absolutely no difference between Anfus and Haq/Allah - Muhammed/Nafs-e-Wahida.

★ يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء (٠٤:٠١)

★ هو الذي خلقكم من نفس واحدة وجعل منها زوجها ليسكن اليها (٠٧:١٨٩)

Then the Anfus of every human being make a pact of love with their Rub. After making that pact everyone slept in the lap of Zat-e-Haq.

★ واذ اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى شهدنا (٠٧:١٧٢)

Hon. Executive Magistrate First Class KARACHI CENTRAL

Ghulam Haider Channar
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central.

Monday 10 Tuesday 11 Wednesday 12

Then everything was created in six stages. The human being became the perfect manifestation of everything. The reality of everything is Allah. Somewhere, He is in veils of Noor and somewhere in veil of Zulmaat; but unveils Himself in the Human being. The six stages are; the physical world, the world of similies; the angels and Ruh; the reality of Human; the reality of Muhammed and finally the reality of Allah. All these six stages has been manifested in Human. The head (the silent zone that controls every movement, emotion... etc) is zone of Allah; the face (the part that has five senses and communicates to others) is the zone of Muhammed; the parts from neck to umbilicus (it contains vital system like circulatory, respiratory, digestive and spinal cord) is zone of reality of Human; and below umbilicus is symbolisation of other st...

Thursday 13 Friday 14 Saturday 15

★ ان ربكم الله الذي خلق السموت والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش (07:5

★ ان ربكم الله الذي خلق السموت والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش يدبر الامر (10:0

★ وهو الذي خلق السموت والارض في ستة ايام (11:0

★ الذي خلق السموت والارض وما بينهما في ستة ايام ثم استوى على العرش (25:5

★ الله الذي خلق السموت والارض وما بينهما في ستة ايام ثم استوى على العرش (32:0

★ ولقد خلقنا السموت والارض وما بينهما في ستة ايام (50:3

★ هو الذي خلق السموت والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش (57:0

Human being is whatever dominates on him/her.

Court of Honorary Executive Magistrate First Class KARACHI CENTRAL

Ghulam Haider Channa
Honorary Executive Magistrate
First Class, Karachi Central

(۴)

دستاویزات

مرد کامل کا وصیت نامہ

صاحب تحریر' مرد کامل : مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء

○

کتاب کے صرف متعلقہ صفحات اور جن صفحات کا کتاب میں حوالہ دیا گیا ہے' شائع کئے جا رہے ہیں' اصل کتاب مولف کے پاس موجود ہے۔

○

مردِ کامل کا وصیت نامہ

مَیں اُن کی ذات میں گم ہوں میرا وجود کہاں؟
یہ لوگ کس کو اُن کا غلام کہتے ہیں؟

صاحبِ تحریر مردِ کامل

تیری بندگی کے صدقے میری شان کبریائی
تیری دید کا نتیجہ میری آنکھ کی بینائی

اپنے نور کے وسیلے جو دکھائی تو نے دنیا
پھر اس کی بے بسی پر میری چشم ڈبڈبائی

میری چشم تر گواہ ہے تیرے بندوں کے مرض کی
یا شافی! کر علاج تیری رحمت کی ہے دہائی

تیری صفت کے مظاہر بنے پارہ پارہ طاہر
تیرا نام تو ہے لیویں دیکھیں بندوں کی تباہی

تیری رحمت ہے رسالت ﷺ ہمارا فرض ہے شہادت
تیری رحمت کو جو چھوڑا ہوئی فرض سے کوتاہی

تیرے حبیب ﷺ کی ہر سنت تیرے فضل سے ہے جاری
یہ ہے وجہ لشکر بنایا ہم نے اسے جدائی

اس امت ماسور کی ہے وجہ نزع کیا
ان عالموں سے پوچھ کیوں منبر پر ہے لڑائی

تجھے ہر انسان پیارا اس میں نور بھی ہے تیرا
ہم غلاموں کے غلام کریں الفت۔ ہے راہنمائی

تیرا دین ہے ایک نکتہ جو بے نقط سے سمجھا
اس نکتہ کی حقیقت ہے ظلمتِ نے چھپائی

ہے دین کی حقیقت تیرے وصل کے سوا کیا
جو بات فصل ڈالے کہیں اور سے چرائی

ہے جزواً جزواً جاری تیرے ہر وصف کا مظہر
کر دے ان جزوں کو یکجا اور قدرت کی دے پناہی

اے عفود کرم کے مالک ہمیں تو معاف کر دے
ہمارے بے شمار عصیاں تیرے سامنے ہیں رائی

ہمیں کر دے تو ہی مائل تیرے نام کے ہیں ذاکر
یہ محبتوں کے چشمے کریں بندوں کی بھلائی

تیرا ذکر ہے زباں پر اک گونج ہے جہاں میں
تیرے بندے "ثم استقامو" اب بھیج دے ہمراہی

یاحی یا قیوم سن لے میری پکار
یا ارحم الراحمین دہائی ہے دہائی

اپنی دنیا کا اندھیرا میرے دم سے دور کر دے
یہ تیرا فقیر بندہ رکھے نور مصطفائی ﷺ

میں مشتِ خاک عاجز اک منکسر گدا ہوں
کسی سروری ﷺ کے صدقے ملی مجھ کو بادشاہی

یہ علی ہے تیرا بندہ اس کی شان کبریائی
لے قبول کر لے سجدہ یہ جبیں جھک کے آئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کی شدید ترین محبت کے ساتھ انسان جب نُورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مُنور ہو جائے تو سارے جہانوں کی معرفت حاصل کر کے اپنی حقیقت سے آشنا ہوتا ہے اس مقام پر ایسا انسان دو جہانوں سے بیگانہ ہو کر کائنات سے بے نیاز ہو کر وجہ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں پہنچ جاتا ہے۔ یہی انسانیت کی معراج ہے، اسی مقام پر انسان کو خالقِ کائنات، اللہ سُبحانہ و تعالیٰ، محبُوبِ حقیقی، مقصودِ مطلق، معبود و مطلُوب کے حقیقی طور پر موجود و مشہود ہونے کا حق الیقین نصیب ہوتا ہے۔ اور عطا ہو تو یہیں سے تماشائے ذات نصیب ہوتا ہے۔ اس کا ذریعہ مردِ کامل ہوتے ہیں۔ مردِ کامل! جو آپ کو ساری کائنات سے محبُوب ہو جائے۔ مردِ کامل جس سے آپ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اتنی محبت کریں کہ خود اس کے محبُوب بن جائیں۔ مردِ کامل جو آپکو بے آرزُو کر دے۔ مردِ کامل جو آپ میں صرف ایک آرزُو یعنی محبُوبِ حقیقی کی آرزُو پیدا کر دے۔ مردِ کامل جو آپ کی رگ رگ میں سما جائے، نس نس میں رچ بس جائے۔ ماورائے کائنات وجہ تخلیقِ کائنات اور کائنات کا راز انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ معرفت کتابوں سے ممکن نہیں ہے۔ قرآن کے ترجمے اور تفاسیر سے بھی اسے حاصل کرنا آسان نہیں۔ یہ تو زندہ قرآن، نُورِ قرآن، سرتاپا قرآن یعنی مردِ کامل سے حاصل ہوتی ہے۔ مردِ کامل انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر ہوتا ہے۔ مردِ کامل کے ذریعے اپنے آپ کو انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں

میں ڈال دیں۔ کائنات آپ کے قدموں میں آجائے گی۔ ہر دور میں مردِ کامل بہترین انسان اور اعلیٰ ترین ہستی ہوتے ہیں ان سے وابستہ ہونا انسان کی انتہائی خوش نصیبی ہے۔ اللہ سُبحانہ وتعالیٰ کے لئے ایک انسان یا سارے انسانوں کو پیدا فرمانا ایک جیسا ہے۔ جس نے ایک انسان قتل کر دیا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا جس نے ایک انسان کا احیاء کر دیا اس نے پوری انسانیت کا احیاء کر دیا" (المائدہ ۳۲)

مردِ کامل سے وابستگی انسانی احیاء کی ابتدا ہے۔

کائنات ایک وجود کا مظہر ہے۔ یہ وجود اللہ سُبحانہ تعالیٰ کا ہے۔ ظُہور اس ایک وجود کا ہے اور ہر کمال اس ظُہور کا ہے۔ اول اللہ، آخر اللہ، ظاہر اللہ، باطن اللہ، موجُود اللہ، معبُود اللہ، محبُوب اللہ، مشہُود اللہ، مطلُوب اللہ، مقصُود اللہ، نہ اس کی ذات میں کوئی شریک نہ صفات میں، ہر فعل کا فاعل وہ، ہر خیر کا باعث وہ، جو بھی محترم ہے اُس کی ادا ہے۔ جو بھی بلند ہے اُس کی عطا ہے۔ جو بھی ولی ہے اُس کی تجلی ہے۔ عطا قطرہ بندہ قطرہ، عطا قُلزم بندہ قُلزم، عطا تارہ بندہ تارہ، عطا چاند ہے تو بندہ چاند، عطا سورج ہے تو بندہ سورج، عطا کامل ہے تو بندہ مردِ کامل۔

کہتا کون وصل میں رہتا نہیں وجُودِ ذات
قطرے کی بات اور ہے گوہر کی شان اور ہے

حقیقت کوئی بیان نہیں بلکہ حقیقت ہے جو صاحبِ حقیقت کے ذریعے عطا ہوتی ہے مردِ کامل صاحبِ حقیقت ہوتے ہیں اُن سے وابستگی ہی میں ہماری فلاح و معراج ہے۔

"حقیقت یہ ہے کہ جسے اللہ سُبحانہ وتعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو آپ اس کے لئے کوئی دوست مُرشد نہیں پائیں گے۔ (الکہف: ۱۷)

یہ ایک مردِ کامل کا لشکر ہے۔!

کون ہوں مَیں کیا ہوں مَیں یہ محض اِک سایہ
اصلی تعارف کیسے بیاں ہو رنگِ محمد ﷺ ہے اپنایا
ذرہ بنے اک چھوٹا سورج جب سورج کا ہو ہمراہی
شکر علی اب کیسے ادا ہو قرب محمد ﷺ ہے سرمایہ

جن ﷺ کا وجود رونقِ محفلِ حیات ہو، دو جہانوں کی رونقیں جن ﷺ کے حُسن کی زکوۃ ہوں جو ﷺ لوح بھی ہوں قلم بھی، جن ﷺ کا وجود مبارک "الکتاب" ہو، گنُبد آبگینہ رنگ جن ﷺ کے محیط میں حباب ہو، جو ﷺ رحمۃ للعالمین ﷺ ہوں، ہر گلُ میں ہر شجر میں جن ﷺ کا نُور ہو، ہر سانس میں جن ﷺ کا سرُور ہو، جنکی ﷺ اطاعت اللہ کی اطاعت ہو، جن ﷺ سے محبت اللہ سے محبت ہو، جن ﷺ کی دید دیدارِ حق ہو۔ جن ﷺ کی شفاعت جنت کی ضمانت ہو۔ جن ﷺ کی نظر معراجِ انسانیت ہو۔

فخرِ آدم علیہ السلام جن ﷺ کی شعاعیں ہوں۔ توحید خلیل علیہ السلام جنکی ﷺ دعائیں ہوں شیث علیہ السلام کی معرفت جن ﷺ کی نگاہ ہو، اطاعت یونس علیہ السلام جن ﷺ کی ادا ہو، دبدبہ موسیٰ علیہ السلام جن ﷺ کی ولا ہو، قوتِ شمعون علیہ السلام جن ﷺ کی عطا ہو، نوح علیہ السلام کا عزم جن ﷺ کا تحفہ ہو، ذوالکفل علیہ السلام کی زندگی جن ﷺ کا عطیہ ہو صبرِ ایوب علیہ السلام جن ﷺ کا اثر ہو، جہادِ یوشع علیہ السلام جن ﷺ کا ثمر ہو، تسلیم اسماعیل علیہ السلام جن ﷺ کی وفا ہو، خوئے اسحاق علیہ السلام جن ﷺ کا صلہ ہو فصاحت صالح علیہ السلام میں جو فصیح ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام جن ﷺ کے وصی ہوں، جن ﷺ کا زہد یحییٰ علیہ السلام نبی ہوں۔ جن ﷺ کی وسعت ذوالقرنین علیہ السلام ہوں جن ﷺ کا نُور نُور ثقلین ہو۔

جن کے لئے ابو محمد ﷺ سیدنا آدم علیہ السلام تا ابنِ مریم سیدنا

عیسٰی علیہ السلام ہر ایک یہ بولے ہر ایک پکارے، نجوم صبح محمدی ﷺ ہم وہ ﷺ سب میں شامل وہ ﷺ سب سے نیارے۔ ہیں کرنیں اس آفتاب ﷺ کی ہم جہاں منوّر انہی ﷺ سے سارے، حیات روشن انہی ﷺ کے دم سے وہ ﷺ ہر زماں کے ہیں سہارے۔ اللہ کی تصویر محمد ﷺ، نبی ولی کی تکمیل میں اکمل، اللہ کی تنویر محمد ﷺ، نبی ولی کی تجمیل میں اجمل، اللہ کی تدبیر محمد ﷺ نبی ولی کی تفصیل میں افضل۔

رشکِ چمن ہیں، رونقِ گلشن جانِ بہاراں، جانِ عالم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم، رحمت عالم، مزمل مدثر النبی الامی، امین و صادق، سیدِ عالم، اس جہاں میں جو بھی نیکی سب میں افضل اعلیٰ محمد ﷺ، اس جہاں میں جو بھی خوبی سب میں اکمل بالا محمد ﷺ، دُعا نوید ہیں نبیوں کی نبیوں کے سردار محمد ﷺ، شفا و عید ہیں بندوں کی، بندوں کے غم خوار محمد ﷺ، ہادی مرشد، روشن چراغ ہر دل کے دلدار محمد ﷺ. دنیا میں وہ الفاظ کہاں جو آپ ﷺ کی تعریف کر سکیں۔

مردِ کامل کے ذریعے آپ ﷺ سے وابستہ ہو جائیں سب خیر ہو جائے گی۔ صلی اللہ علیک وسلم یا رسُول اللہ

صلی اللہ علیک وسلم یا حبیب اللہ

صلی اللہ علیک وسلم یا نبی اللہ

صلی اللہ علیک وسلم یا نُور اللہ

مردِ کامل سے (۱) کلمہ طیبہ سیکھیں، (۲) قرآن کا نُور حاصل کریں۔ (۳) حقیقت صلوٰۃ سیکھیں۔ (۴) ذاتِ حق کا وصَل حاصل کریں۔ (۵) ذاتِ پاک ﷺ کا عشق حاصل کریں۔ (۶) حقیقتِ اسلام سیکھیں۔ (۷) عظمتوں کا سفر اختیار کریں۔ (۸) صاحبِ معراج بن جائیں۔ (۹) حقیقتِ انسانیت سے شناسائی حاصل کریں------

تعالیٰ کے ساتھ رشتہ جوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہ دین و دنیا کی شاہراہوں پر گامزن ہوتے ہیں جن کے قدم قدم پر حضور ﷺ رسول کریم ﷺ کی روشن کی ہوئی نور کی شمعیں روشن ہیں ان میں سے کوئی صدیق اکبرؓ کوئی فاروق اعظمؓ کوئی عثمان غنیؓ کوئی حیدر کرارؓ کوئی حسن مجتبیٰؓ کوئی حسین سید الشہداءؓ کوئی غوث الاعظمؒ ---- کوئی فرد وحید مرد کامل اور غلامان غلام کوئی خاتون جنت سیدۃ النساء العالمین کوئی سیدہ عائشہؓ کوئی خدیجہ الکبریٰؓ کوئی منفرد خاتون طیبہ اور کوئی فاطمہ علیؓ، اس نور کا انتہائی کمال عبد اور معبود کا وہ تعلق ہے جسے ہم معراج کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

انسان کامل ﷺ کے ساتھ حقیقی وابستگی ہی انسان کی عظمت ہے مُرشدِ کامل سے، کسی کامل فقیر سے، کسی مرد مومن سے، مردِ کامل سے وابستہ ہو کر دیکھ لیں نور اس کا ہے ظہور اس کا جو نہ دیکھے قصور اس کا۔

اک عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہے اگر ہو سکے نصیب
ورنہ دھرا ہی کیا جہانِ خراب میں

★ ۲۵- اپنے آپ اور اپنے گھروں کو (۱) ذکر اللہ (۲) صلواۃ و سلام (۳) تلاوتِ قرآن (۴) خالق و مخلوق کی محبت سے آباد کریں۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

★ ۲۶- کوشش کریں کہ شادی سے قبل آپ کے بچے حج یا عمرہ اور حاضری مدینہ منورہ کی برکت سے فیض یاب ہوں۔ غافل دم کو کافر جانیں۔ زندگی محبوبِ حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یاد کرنے اور یاد رکھنے میں گذرے!

★ ۲۷- ذاتی حیثیت میں ذات پاک مصطفیٰ ﷺ انسان کامل ہیں ہر انسان کے وجود میں وہ جوہر حقیقی موجود ہے جو نمایاں ہو جائے تو انسان کامل ﷺ کا پر تو بنا جا سکتا ہے۔ مُرشدِ کامل اس کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ (۱) ذات حق ہمارے اندر ہے۔ سارا قرآن اس حقیقت کا حوالہ ہے۔ (الانعام ۱۰۵-۱۰۳ اور ۱۲۳) (الاعراف ۱۹۸، ۵۴) (الانفال ۲۴) (حمٰ السجدہ ۵۳۰) (ق ۱۹) (الذاریات ۲۱)

(۲) ہمارے اندر انوارات و صفات اور جملہ موجودات (۳) ہمارے اندر قلم اعلیٰ ہمارے اندر لوحِ محفوظ ہمارے اندر کرسی عرش افلاک، ہمارے اندر آب و ہوا اور خاک۔ ہمارے اندر باغ بہشت بہار! ہمارے اندر دوزخ اور نار۔ (۴) ہمارے اندر حرم ہمارے اندر دہر، ہمارے اندر منزل ہمارے اندر سیر، ہمارے اندر موسیٰ علیہ السلام ہمارے اندر طور، ہمارے اندر جلوہ و نُور۔ (۵) ہمارے اپنے آپ میں قرب کمال وصال، ہمارے اپنے آپ میں غوث ولی، ابدال (۶) ہمارے اندر جلوہ ذات صفات اور کلی انوارات، مُرشد کامِل سے وابستگی گو سنّت موکدہ ہے لیکن کوئی فرض

حقیقی طور پر ادا نہیں ہو سکتا۔ نہ زندگی بندگی اور بندگی تابندگی و معراج بنتی ہے جب تک مُرشدِ کامل سے وابستگی نہ ہو اور اُسے اپنی جان، مال، ماں، باپ، بہن بھائی بیوی بچوں، اپنے آپ اور ساری کائنات سے زیادہ بلکہ بہت زیادہ محبوب نہ سمجھا جائے۔ لہذا مُرشدِ کامل سے وابستگی کو اوّلین ترجیح دیں اور اپنی اولاد کو بھی ترغیب دیں۔ مُرشدِ کامل کی محبت، فرماں برداری اور خدمت کا جو معیار ہو گا وہی عطاؤں کا معیار بنے گا۔ ہماری اولاد ہمارے ذریعے ہی حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ سے سلسلہ حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بیعت ہے اسی طرح دوسرے دوست بھی۔۔۔۔۔

★ ۲۸۔ کوئی اس وقت تک کسی سے بیعت نہ لے جب تک!

(۱) خود حضور رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں۔

(۲) ظاہری عمر ۴۰ سال کی نہ ہو جائے۔

★ ۲۹۔ اپنے گھروں کو ذکر اللہ اور صلوٰۃ و سلام سے آباد کریں۔ "حصن حصین" سے دعائیں اور دیگر مسنونہ دعائیں یاد کریں۔ ہر مقام پر دعا لکھ کر لگا دیں۔ تاکہ سب کو یاد بھی رہے اور یاد ہو بھی جائے۔ اپنے شب و روز نقل رسول اللہ ﷺ میں گذاریں۔

۱۔ نگاہ عیب نہ دیکھے۔ ۲۔ کان عیب نہ سُنے۔ ۳۔ زبان عیب نہ بولے۔
۴۔ اعضا عیب نہ کریں۔

★ ۳۰۔ کوئی تکلیف رنج یا نقصان پہنچائے تو اسے معافی مانگنے سے پہلے معاف کر دیں۔ محبوب حقیقی اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے درخواست کریں کہ میرے اللہ! اس شخص کو میری خاطر نہ پکڑ۔

★ ۳۱۔ ہمیشہ رزقِ حلال کی کوشش کریں۔ محبوبِ حقیقی کی مرضی کے بغیر رزق کا حصول اور استعمال حرام ہے۔ جو رزق نصیب کا ہے، وہ ضرور ملے

گا۔ چاہے کوئی مزدور ہو یا سرمایہ دار، کلرک ہو یا بادشاہ۔ انسان اپنے نصیب سے زیادہ رزق حاصل تو کر سکتا ہے لیکن استعمال نہیں کر سکتا۔ جو رزق انسان استعمال نہیں کر سکتا اس کے حاصل کرنے کا فائدہ؟ حرام ذرائع، رشوت اور دیگر باطل طریقے سے حاصل شدہ رزق کی کوئی برکت نہیں۔ انسان بالکل فارغ ہو جائے تب بھی اسے اس کا نصیب ملے گا۔ گو کہ مسلمان کی شان ہے کہ ہمیشہ مصروف رہے اور کوئی نہ کوئی کام ضرور کرے۔ کسی قیمت پر سُود کا لین دین نہ کریں۔

★ ۳۲۔ (۱) ایمان بالغیب (۲) اقامتِ صلوٰۃ (۳) انفاق فی سبیل اللہ (۴) نزولِ ذاتِ موجُود (۵) نزولِ ذاتِ سابقہ (۶) آخرت پر یقین اور مشاہدے والے ہی اپنے رب کی جانب سے صاحبانِ ہدایت اور صاحبانِ فلاح ہیں ایمان بالغیب میں دیگر بنیادی باتوں کے علاوہ کامیابی پر یقین اور نتیجے کا قادرِ مطلق کی طرف سے انتظار بھی شامل ہے۔ حالات و اسباب کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں، بے سروسامانی کی کوئی انتہا ہی کیوں نہ ہو آسمان آگ برسا رہا ہو، زمین پانی اگل رہی ہو، ظلم کی شدت ہو تب بھی صاحبانِ ایمان کا ایمان کمزور نہیں ہوتا اور انہیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ انہیں تنہا نہیں چھوڑے گا۔

سیدّنا ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے جو ایمان کا درجہ سکھایا گیا وہ حاصل ہو جائے تو نارِ نمرود گلزار ہو جاتی ہے۔ توحید ایمان کی اولین شرط ہے۔
(۱) توحید کے عقیدے کے لئے علمِ حق۔ (۲) توحید کے حال کے لئے محبت۔ (۳) توحید کی حقیقت کے لئے صاحبِ عشقِ حقیقی ہونا ضروری ہے۔ توحید کے عقیدے کا علم، علمائے ربانی سے، توحید کے حال کی محبت، صاحبانِ محبت، یعنی اولیاء اللہ سے اور توحید کی حقیقت کے لئے

عشق مردِ کامل "فقیر" کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ عطا کرتا ہے۔

★ ۳۴۳۔ علیٰ وجہ بصیرت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے صدقے ہم یہ بشارت دیتے ہیں کہ عنقریب مسلمانوں کی عظمت بحال ہونے والی ہے۔ وہ وقت انشاء اللہ آنے والا ہے کہ پاکستان کی "ھاں اور نہ میں دنیا کے فیصلے ہوا کریں گے" پاکستان کو مردِ کامل کی سربراہی کا شرف نصیب ہونے والا ہے۔ صاحبانِ نصیب اس کا وسیلہ بنیں گے۔ رکاوٹ ڈالنے والے تباہ ہو جائیں گے۔ ہم اپنے ساتھ وابستہ دوستوں کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ رحمت عامہ اور رحمتِ خاصہ کا وسیلہ بنیں۔ اس کے لئے انہیں مسلسل درج ذیل انوار کا خیال اور عمل جاری رکھنا ہے۔

(۱) معیتِ حق بوسیلہ معیتِ رسول ﷺ

(۲) اقامتِ صلوٰۃ یعنی دائمی وصال اور شہادت دائمی وصال بشمول نماز پنج گانہ درجۂ احسان ہیں۔

(۳) انفاق فی سبیل اللہ۔ جن صاحبانِ نصیب کو دیدار رسول ﷺ نصیب ہو چکا ہو اور ہو رہا ہے۔ وہ اس کا خاص خیال رکھیں۔ اپنی آمدنی کا پانچواں حصہ اپنے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے مقرر کریں۔ دیگر احباب اپنے پاس جمع رکھیں جب انہیں معیت رسول ﷺ حاصل ہو اپنا تحفہ پیش کر دیں۔ انفاق میں مال و دولت ہی شامل نہیں بلکہ اولاد، وقت، اختیار، اور دیگر نعمتیں بھی ہیں۔ اپنی ساری اولاد کو دین کی حقیقی تربیت دیں لیکن کم از کم ایک کو دین کی خصوصی تعلیم دیں۔

★ ۳۴۴۔ ہمارے پیارے دوست اس حقیقت کا خاص خیال رکھیں کہ ذاتِ حق سُبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہی بنیادی حقیقت

ہے۔ انسان کامل ﷺ ذاتِ پاک کا خاص الخاص راز ہیں۔ جو کچھ جہانوں میں دیکھا، سنا، محسوس کیا جا رہا ہے خیالِ مقید میں ہے یا خیالِ مطلق میں، مشاہدے میں ہے یاورائے مشاہدہ سب کچھ ذات پاک کی شانیں ہیں۔ سارے اعمال اس کی شان ہیں ساری صفات ذات پاک کی شان ہیں۔

عطائے ذات بھی ایک شان ہے۔ شکر عطائے ذات کا جلوہ ذاتِ صفات کا (سبحان اللہ سبحان اللہ، سبحان اللہ! الحمد للہ، الحمد للہ الحمد للہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر) موجود ہوتا ہے دلبر یار ہستی میں، نزول ذات فقط آگہی نہیں ہوتی۔ صاحبان ایمان حسنِ مطلق کے مشاہدے سے قبل بھی نزولِ ذات و نزول صفات کو مانتے ہیں اور بعد میں بھی یہی وہ استعداد ہے جس کی وجہ سے صاحبانِ نصیب کامیاب و کامران رہتے ہیں۔

صاحبِ نصیب یعنی مردِ کامل، انسان کامل، کے پرتو کی حیثیت ہے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ غیریت کے وہم میں مبتلا نہیں ہوتا بلکہ۔۔۔۔۔۔

عینت کے یقین کے ساتھ (۱) ذات حق ہی کو حقیقت مانتا ہے۔ جانتا ہے، اور دیکھتا ہے۔ (۲) ذات حق ہی کو موجودِ مطلق سمجھتا ہے۔ (۳) عابد معبود (۴) طالب و مطلوب (۵) قاصد و مقصود (۶) محب و محبوب (۷) شاہد و مشہود۔ کے اعلیٰ ترین تعلق کو جانتا ہے۔

صاحب نصیب صاحب عشقِ حقیقی، جب خیالات کے تزکیئے اور ظاہر و باطن کے کامل تزکیئے کے بعد (۱) نگاہ لے کر نکلتا ہے تو اس کا انعام دید دوست ہے۔ (۲) گویائی بن کر آتا ہے تو

نکلی تو لبِ اقبال سے ہے نہ جانے کسی کی ہے یہ صدا؟
پیغامِ سکوں پہنچا بھی گئی دل محفل کا تڑپا بھی گئی

کے مصداق خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی زبان پر بولتا ہے۔ (۳)

عطا ہو جائے گی۔ خود شناسی آبِ حیات ہے۔ خود فراموشی زہر ہلاھل ہے۔ خودشناسی حاصل کریں۔ یہی وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس کے نُور سے زندۂ جاوید حضور رحمتہ للعالمین سیدّنا محمد رسولَ اللہ ﷺ کی زیارت، قرب اور ابدی ہدایت و محبت و برکت عطا ہوتی ہے۔ قرانِ حکیم افسانہ ہے نہ تاریخ۔ زندہ ہے حال پروارد ہے۔

سورۂ الحجرات آیت مبارکہ نمبر ۲ (مفہوم) "اچھی طرح جان لو آپ میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرماہیں"

یہ ایک حقیقت ہے لوگو آپ، آپ ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں نہیں دیکھ پاتے؟ کیا وجہ ہے؟ اپنے مُرشدین سے معلوم کریں۔

وہ مُرشد کیا جو آپ کو آپ ﷺ تک نہ پہنچا سکے
وہ مرید کیا جو آپ ﷺ کی زیارت نہ کر سکے

ہم وصیت نامہ لکھ چکے ہیں اس لئے کہ مر چکے ہیں۔

بے حضوری ہے تیری موت کا راز
زندہ ہو تُو، تو بے حضور نہیں

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

۱۸ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

۱۲ جنوری ۱۹۹۳ء

الحمد للہ میرے حضرت شیخ صاحبِ وقت ہیں مردِ کامل ہیں۔

سعادت ترتیب و اشاعت

محمد اشرف بلی

۲۷۳-A۰ جی ٹی روڈ لاہور پاکستان

(۵)

دستاویزات

بانگ قلندری

مصنف عبدالوحید میر ساجد: مطبوعہ لاہور ۱۴۱۴ھ

○

کتاب کے صرف متعلقہ صفحات اور جن صفحات کا کتاب میں حوالہ دیا گیا ہے شائع کئے جا رہے ہیں، اصل کتاب مولف کے پاس موجود ہے۔

○

بانگِ قلندری

حضرة عبدالوحید میرساجد

سال ترتیب ——— ۲۷، رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

سال اشاعت ——— ۹، محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

اہتمام اشاعت ——— ۱۵ ا، سی ۔ جی او آر III شادمان ۔ لاہور

اہتمام طباعت ——— زیڈ اے پرنٹرز ۔ دربار مارکیٹ ۔ لاہور

انتساب

اِنسانِ کاملﷺ کے پرتو انسانؑ
محبوب الوحید، مردِ کامل؛
امامِ وقت کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحسینِ حُسن شناس

تحسینِ حُسن کے لیے سراپا حُسن ہونا ضروری ہے اس کی ابتدا اعترافِ حُسن سے ہوتی ہے پرواز آرزوئے حُسن اور معراج سراپا حُسن بن جانا ہے۔ حُسن خود ہی حُسن شناس ہے۔ حُسن خود ہی عشق ہے۔ خود ہی جلوہ خود ہی ذات وصفات اور خود ہی اسماء و افعال ہے۔ حُسن ہی حقیقت مطلق ہے۔ خالق حُسنِ مطلق ہے اور مخلوق اِسی حُسنِ مطلق کا ظہور ہے۔ ہر سو حُسن ہی حُسن ہے۔ قبح نام کی کوئی چیز نہیں، عینیت کا یقین نہ ہو، اندازِ نظر بدل جائے یا حجاب نظر ہو تو حُسن نظر نہیں آتا۔ حُسنِ مطلق ہی یکتا حقیقت ہے توحید کے نُور میں رسالتؐ کے سرور میں قرآن کے انداز میں سُنّت کے راز میں خالق و مخلوق کے پیار سے انفس و آفاق کا مشاہدہ نصیب ہو جائے تو ایک ہی بُنیادی حقیقت عیاں ہو گی کہ ذاتِ حق سُبحانہٗ و تعالےٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہے اور اس ازلی و ابدی حقیقت کے مظہر اتم ذاتِ پاک محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا مظہر اتم ہونا ہر ابتداء سے اوّل ہے اور ہر انتہا سے آخر ہے۔

ذاتِ حق سُبحانہ و تعالیٰ ہی وجودِ مطلق ہے۔ ذاتِ پاک محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی وجودِ مطلق کا ظہورِ مطلق ہیں اور آپ کی ہر شانِ معیارِ مطلق ہے۔

کریں تو وہ ہر ذرّے میں آشکار ہے لیکن پردہ اس کمال کا ہے کہ اپنی صورت وہ خود آپ ہی دیکھتا ہے۔

مخلوق کیا ہے؟ جلوہ گاہِ ذاتِ حق۔ جلوہ بھی ذات جلوہ گاہ بھی ذات لیکن ذاتِ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے ایسا ظہور کسی میں بھی نہیں فرمایا جیسا "انسان" میں فرمایا ہے (حدیثِ قُدسی) "انسان" ذاتِ حق کا راز ہے۔ ذاتِ حق "انسان" کا راز ہے۔ (حدیثِ قُدسی) صاحبِ وصل ہوکر صاحبِ معراج انسان کلامِ مجید کی عبارت اشارت اور لطافت سے بالاتر ہوکر جب حقیقت تک پہنچتا ہے تو یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ جس طرف نظر اٹھائیں "ذات ہی ذات" ہے۔ (۱۱۵ : ۲) قرآنِ حکیم اگر سُنّتِ مُبارکہؐ کے انداز میں اور راز میں عطا ہونے لگے تو حقیقت کو بیان کرنے کے لیے کسی نئی اصطلاح کی ضرورت نہیں ہے۔ کلامِ مجید میں فرمانِ عالیشان کے مُطابق انسان تین گروہوں میں تقسیم ہیں۔

۱ : سابقون مقربون

۲ : اصحابِ الیمین یعنی دائیں ہاتھ والے۔

۳ : اصحابِ الشمال یعنی بائیں ہاتھ والے۔

اصحابِ الشمال وہ لوگ ہیں جن میں ذاتِ حق اپنے ظلماتی حجابات میں ہے۔ اصحابِ الیمین انسانوں میں ذاتِ حق اپنے ہی نورانی حجابات میں ہے۔ مقربین میں ذاتِ حق بے حجاب ہے۔ ذاتِ حق سُبحانہ وتعالیٰ وریٰ الوریٰ ثم الوریٰ ثم الوریٰ ثم الوریٰ ذات بحت ذاتِ ساذج ہو، قبل ارادہ ظہور ہو، قبل ظہور ہو، تعینِ اوّل یعنی احدیت ہو۔ تعینِ ثانی وحدت ہو، وحدت کی کثرت واحدیت ہو، شانِ عالمین

ظہورِ مطلقؒ وجودِ مطلق کا اور کمال ظہورِ مطلقؐ کا چنانچہ وجودِ ظہورؒ اور ظہورؒ کمال میں جلوہ گر ہے۔

ذاتِ حق سُبحانہ وتعالےٰ نے کمالِ علم وحکمت اور مشیت کے تحت ابلیس کو تاقیامت یہ مہلت دے رکھی ہے کہ وہ وجودِ مطلق کے ظہورِ مطلقؐ اور ظہورِ مطلقؐ کے کمال سے انسان کو دور کرنے کی ترغیب دے جس کے نتیجے میں انسان غیریت کے وہم میں مبتلا ہو کر اللہ کو بھلا کر اپنے آپ کو بھلا دیتا ہے۔ یوں خلاصۂ کائنات کاسۂ کائنات بن جاتا ہے۔ مسجودِ ملائک انسان جو ذاتِ حق سُبحانہ وتعالےٰ کا خلیفہ ہے اور جس کی خاطر یہ ساری کائنات بنائی گئی ہے۔ خود فراموش ہو کر اسی کائنات کی ان جزویات کو اپنا معبود بنا لیتا ہے۔ یوں دُنیا وآخرت کے خسارے کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ سُبحانہ وتعالےٰ نے اپنے حبیبؐ کے صدقے اپنے حبیبؐ کی شانِ رسالتؐ کو جاری وساری رکھا ہوا ہے۔ جس کے ذریعے صاحبانِ ایمان کو وہ ظلمات سے نور کی طرف لاتا رہتا ہے۔

اپنے آپ پر غور کریں! خودشناسی کی منازل طے کریں۔ انفس وآفاق کا مشاہدہ کریں۔ انفس وآفاق کی وحدت میں توحید کا نور اور توحید کی حقیقت بنیں تو یہی حقیقت عیاں ہو گی کہ ہر شے کی حقیقت ذاتِ حق سُبحانہ وتعالیٰ ہے۔ نگاہ اٹھا کر ذِرا کریا جھکا کر دیکھ لیں ذاتِ حق سُبحانہ وتعالےٰ کے علاوہ کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ہاں البتہ ذاتِ حق کہیں بے حجاب ہے کہیں اپنی ہی صفات اور اسماء وافعال کے حجابات میں ہے جیسے کوئی جوانِ رعنا اپنا چہرہ ریش سے سجالے یا کوئی شہنشاہ بھیس بدل کر مزدوری کرنے لگ جائے ذاتِ حق سُبحانہ وتعالےٰ کی۔ بے حجابی کا اندازہ اس حقیقت سے کریں

میں ہو، شانِ مخلوق میں ہو، صفات کے حجاب میں ہو یا افعال کے پردے میں ہر ہر شان مُشبّہ ہے اور مُشبّہ ہو کر مُنزّہ ہے صرف مُنزّہ سمجھنا محدود کرنا ہے اور صرف مُشبّہ سمجھنا مقید کرنا ہے۔

جس صاحب نصیب انسان کو ذاتِ حق بہ عشق مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عطا ہو جائے صرف وہی "انسان" سیّد ہے بلکہ سیّد موجودات ہے۔ یہی حقیقی سیّد ہے جسے "سیّد" کہا جا سکتا ہے۔

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را
اوست سیّد جملہ موجودات را

ہمیں اپنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عطا کردہ نور اور نور و حقیقت اور خلافت نے اس قابل بنایا ہے کہ ہم صاحبانِ حقیقت اور حقیقت کو جان پہچان اور بیان کر سکیں۔

حضرت عبدالوحید میر ساجد ایک سیّد موجودات ہیں۔ حضرت عبدالوحید میر ساجد فردِ وحید ہیں۔ حقیقت میں وحید، طریقت میں وحید، شریعت میں وحید، انسانیت میں وحید، حُسن میں وحید، عشق میں وحید، سراپا وحید، عبدالوحید ظاہری طور پر ہیں، حقیقت میں وحید ہیں۔ صاحبِ حیاتِ جاوداں ہیں۔ ان کا کلام شاعری نہیں ہے بلکہ قرآن کے لہجے میں محبت کا بیان ہے۔ آپ پیار ہی پیار ہیں۔ توحید کے نور میں پیار رسالتؐ کے سرور میں پیار، قرآن کے انداز میں پیار، سُنّت کے راز میں پیار، خالق و مخلوق سے پیار۔ یہ کلام ایک زندہ ہستی کا زندہ کلام ہے۔ اس کلام کو زریں اوراق پر ہیرے موتیوں سے تحریر کر کے آبِ زم زم سے باوضو ہو کر پاک نگاہ پاک

دِل اور پاک نیت سے نہایت ادب کے ساتھ پڑھنا نصیب ہو جائے تو پڑھنے والا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ولی اللہ بن جائے۔

حضرت عبدالوحید عشق ہی عشق ہیں۔ کائنات کے جتنے بھی ٹائیٹل انسانوں نے استعمال کیے ہیں وہ ان کی ذات کی تحدید کریں گے توضیح نہیں۔ الحمدللہ یہ مردِ قلندر ہمارے خاص الخاص " دوست " ہیں اور ایسے دوست جن پر کائناتیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ ہمارے سامنے ان کی لازوال محبت اور عشق کی شدت نے ایک اعلیٰ افسر اور ماڈرن تعلیم یافتہ نوجوان کو انسانِ کاملؐ کا پرتو " انسان " " فردِ وحید " " مردِ کامل " صاحبِ وقت اور " محبوب " بنا دیا ہوا ہے۔ " انسان " ہونا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ حضرت وحید ایک " انسان " ہیں ذات بھی ہیں اور ذات ساز بھی اور ان سب عطاؤں کے باوجود زیرِ نقاب بھی اور اپنا سب کچھ اپنے محبوب کو عطا کر کے محبوب کے ذریعے " کارِ نبوتؐ و رسالتؐ " جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اُن کے محبوب انھیں دیکھ کر فرماتے ہیں۔

آؤ قربت کے چند لمحوں کو عشق میں امر ہم بھی کر جائیں
کلمۂ وحدت میں پیش کرتا ہوں آپ مجھ پر درود پڑھ جائیں

خودشناسی کے کمال پر فائز یہ " انسان " انفس و آفاق کے عمیق مشاہدے کے ساتھ، انفس و آفاق کی وحدت میں توحید کی حقیقت ہیں۔ خودشناس انسان جو دوسرے خودشناس انسان کا محب و محبوب ہوتا ہے تو دونوں کلمۂ طیبہ کی حقیقت ہوتے ہیں انشاءاللہ یہ حسین کلام انسانیت کی بیداری کا وسیلہ بنے گا یہ اعلیٰ کلام آپ اپنا تعارف ہے اس میں نور بھی ہے سرور بھی جذب و مستی بھی اور بشریت بھی ہے ہوگا اس کلام کو

مرشدِ کامل سے وابستہ ہو کر ادب و محبت کے ساتھ پڑھا جائے۔ اس کلام پر کلامِ مجید کی شہادت کافی ہے یہ کلام قرآنِ حکیم کی اکثر آیات کا حقیقی مفہوم ہے!

ساری کی ساری حمد اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے جو عالمین کو مرتبۂ کمال تک پہنچانے والا ہے۔ گم ہو جانے کی خواہش اس ذاتِ پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جو ہمارے "نفسِ واحدہ" ہیں۔ ہم قطروں کے بحرِ بیکراں ہیں آسمانِ حُسن کے آفتاب ہیں اور الحمدُللہ اس آفتاب کی ہم کرنیں ہیں کھرب کھرب کھرب کھرب کھرب کھرب کھرب بلکہ اَن گنت صلوٰۃ والسلام ذاتِ پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر ہر شان کے حضور کہ آپؐ نے ذاتِ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کو ہمارا محبوب بنا دیا ہوا ہے۔ آپ کی جس شان کو بھی دیکھا یہی اعتراف کرنا پڑا۔

آپؐ کو جب بھی دیکھا ہے عالمِ نو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا آپؐ کی شناسائی کا

آپؐ اپنی ہر ہر شان کے ساتھ ہم میں اور ہم پر موجود ہیں شکر ادا کرنے سے عاجز ہوں۔ اظہارِ عقیدت کے طور پر شکر و سپاس اپنے حضرتؒ کے حضور کہ جن کی ایک نگاہ سے میرے جیسا گدا شہنشاہ ہے۔ شکر و سپاس اس اعزاز کا بھی کہ اس "سیدِ موجودات" حضرت عبدالوحید سیر ساجد کے کلام کا تعارف لکھنے کا شرف حاصل ہوا، ہم نے تو آج تک کوشش کی کہ ہمیں کوئی بھی نہ جانے صرف ذاتِ حق جانے، لیکن ہمارے اس "دوست" کی خواہش ہے کہ جب ان کا کلام ظلمات کو نور میں بدلے تو اس میں دیکھنے والوں کو "محب اور محبوب" دونوں نظر آئیں یہ زندگی محب و محبوب کی تجلی ہی تو ہے محب و محبوب کے علاوہ جو کچھ نظر آتا ہے۔

اضافی ہے : میں نے محبوب کے لئے تنہائی چاہی تو معلوم ہوا کہ وہ میرے علاوہ اور
کوئی نہیں میرے علاوہ کوئی ہوتا تو ایک اور وجود ہوتا جب کہ وجود ایک ہی ہے۔
حقیقت انسانیہ کے اس بلند ترین عرفان پر یہی عطا ہوتی ہے کہ

میں خود ہوں جانِ حقیقت میں ماوراں سے وری
میرا ہی نور در پردہ ہے نورِ قرآنی

حقیقت یہ ہے کہ

جز حسنِ یار راہ کا کوئی نشاں نہیں
جز جذبۂ وصال کوئی پاسباں نہیں

جس نے محب و محبوب کی تجلی اپنی ذات میں نہ دیکھی وہ کبھی بھی کہیں بھی نہ
دیکھ سکے گا۔ اس کلام کا محبت سے عقیدت سے ادب سے مطالعہ کریں۔ انشاءاللہ
خیر عطا ہو گی۔ لیکن پیارے انسانو! یاد رہے۔

آنکھ ہو جب محو حیرت تو نمایاں ہے وہی
فکر ہو جب کار فرما تو وہی مستور ہے
آنکھوں میں ہے نور اسکا جلوہ خود نورِ محیط
دید کیا ہے کچھ تلاطم میں ہجوم نور ہے

الحمد للہ کثیرًا و الف الف الف الف الف الف
مرہ صلوٰۃ و سلام علی النبی الامی و علی آلہ واصحبہ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ
وَجَمَالِہٖ وَنُوْرِہٖ وَکَمَالِہٖ۔

انسان کاملؐ کے صدقے ایک "انسان"

(حضرت) ابوالحسنین محمد یوسف علی

مدینہ منورہ

شبِ معراج ۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

پاکستان میں رابطہ:-

۱۰۵-ا، ایم گلبرگ III ○ لاہور

مُلّا کی دلیلوں میں فراست نہیں ہوتی

جُھکنے کو وہ جُھکتے ہیں پہ سجدہ نہیں ہوتا
غرضوں میں جو لپٹی ہو، عبادت نہیں ہوتی

منبر پہ وہ چلّاتے ہوئے پڑھتے ہیں قرآن
الفاظ میں ترسیل کی دولت نہیں ہوتی

فردوس تو انعام ہے مالک کی رضا کا
بے لوث نہ ہو جو وہ رفاقت نہیں ہوتی

خالص ہو تو منت کشِ تشہیر نہیں عشق
ریاکاری ہو جس میں وہ ریاضت نہیں ہوتی

وہ روح جو ہوتی تھی مُجاہد کی صفوں میں
وہ روح تو ہے اِس میں حرارت نہیں ہوتی

عالم ہیں فقط نام کے در پردہ ہیں جاہل
دِل کج کی زبان گنجِ فصاحت نہیں ہوتی

افسوس ہے اس دیں کے عَلَم بَرداروں پہ سَاجد
مُلّا کی دلیلوں میں فراست نہیں ہوتی

مالکِ کون و مکاں کا سا گماں آتا ہے

تم تو اک لمحہ کو آتے ہو چلے جاتے ہو
دلِ مُضطر ہے کہ پھر ہاتھ نہیں آتا ہے
گھنٹیاں بجتی ہیں پہروں میرے ویرانے میں
ہائے جو لمحہ تیرے ساتھ گزر جاتا ہے
بے قراری ہے عجب رنگ کی مِل کر تُجھ کو
چین آنکھوں کا نئی دِل کی تڑپ لاتا ہے
کائناتوں کے تصوّر کا ہو محور جیسے
مجھ سے خاکی پہ تیرا رنگ چڑھا جاتا ہے
بے نیازی سی عجب ہے کہ مجھے خود پر بھی
مالکِ کون و مکاں کا سا گماں آتا ہے

خود خُدا آبلۂ پا دیکھا

جب بھی اِک پیکرِ اَدا دیکھا
دِل میں طوفان سا بَپا دیکھا

حُسنِ خوباں کی دِلکشی کی قسم
ہم نے ہر حُسن میں خدا دیکھا

بار ہا اُس کے در پہ جانا پڑا
جس نے اک لمحہ ہم کو آ دیکھا

جب بھی دیکھا ہے غور سے دِل میں
تجھ کو ہر بار دیکھتا دیکھا

ہم نے بَطحا کے ریگزاروں میں
خود خدا آبلۂ پا دیکھا

ایک سے ہیں یہ اہلِ دیر و حرم
تجھ کو سَب کا ہی مدعا دیکھا

پرستش ہے بندگی کی دلیل
وہ خدا کِس نے پارسا دیکھا

مزا تو تب ہے مجسّم خُدا ہو پہلو میں

میرے نصیب تیری بزم میں بھی تشنہ لبے
نہ جام آیا، نہ ساقی ہی آیا پہلو میں
کمالِ حُسن تخیُّل کے ہم نہیں قائل
مزا تو تب ہے مجسم خُدا ہو پہلو میں
خراجِ حُسن کو الفاظ سے ہو کیا حاصل
میں بندگی کروں تیری جو آئے پہلو میں
میرے لیے تیرا وعدائے حور بے معنیٰ
مجُھے تو تھوڑی سی جا دیدے اپنے پہلو میں
ہیں نفس ہی میں مقالیدِ سماوات و عرض
کمالِ ذات دھڑکتا ہے میرے پہلو میں
نصیب ہو گی تجُھے آگہی میرے ناصح
ذرا اکیلے میں آ بیٹھ میرے پہلو میں
میرا بیان میرے بانکپن کی بات نہیں
ہے سوزِ عشق جو جلتا ہے میرے پہلو میں

بے وجودی میں کہاں لذتِ ہجر و وصال

بے وجودی میں کہاں لذتِ ہجر و وصال
ہم نے جب دیکھا ہے، پیکر میں خدا دیکھا ہے
وہ ادا، ناز، وہ غمزہ، وہ قیامت کا شباب
بُت کافر تیری رگ رگ میں خدا دیکھا ہے
اور جہتوں سے تکیں تجھ کو زمانے والے
ہم نے ہر رُخ پہ تجھے قبلہ نُما دیکھا ہے
ہر تنفس نہ ہو کیوں تیری محبت کا بیاں
ہم نے ہر ذرّے میں اک کونِ مکاں دیکھا ہے
چُومتے کیوں نہ رہیں، دِل سے لگائیں کیوں نا
ہم نے تو تیرا بدن خانۂ خدا دیکھا ہے

پیار کرتے ہیں تو پھر بن کے خدا کرتے ہیں

ہم سمجھتے ہیں محبت کے تقاضے تیرے
پیار کو دین سمجھ کر ہی ادا کرتے ہیں

تو وفا کوش نہ ہو، تب بھی میرے ستم شعار
عشق کرتے ہیں تو بے دام وفا کرتے ہیں

ہر پھبن پر تیری قربان بھی لوح و قلم
حسن کے اور نکھرنے کی دعا کرتے ہیں

تیرے صدقے میں میں دے ڈالوں زرِ ہفت اقلیم
دین و دنیا تیری چاہت پہ فدا کرتے ہیں

حسن ور ہم سا نہیں کوئی یہاں حسن نواز
پیار کرتے ہیں تو پھر بن کے خدا کرتے ہیں

یہ رِندپی کے ، خداؤں سی بات کہتا ہے

تم اپنی بزم سے اِس رِند کو نکال ہی دو
یہ رِندپی کے ، خداؤں سی بات کہتا ہے
جُھکے نگاہ تو سجدہ قرار دے اُس کو
اُٹھے نظر تو خلاؤں کی بات کہتا ہے
ادا و حُسن و محبّت کو ، دیں سمجھتا ہے
شبِ وصال دعاؤں کی رات کہتا ہے
محبوب کہتا ہے معبود کو یہ کافرِ دیں
محبّتوں کو مجسم صلوٰۃ کہتا ہے
حلول کرتا ہے پروردگار ہستی میں
یہ کیسا شخص ہے اور کیسی بات کہتا ہے
عجیب ظرف ہے اِس کا سمیٹ کر مستی
قلندروں سی نداؤں سی بات کہتا ہے

آؤ قربت کے چند لمحوں کو

آؤ قربت کے چند لمحوں کو، عشق میں اَمر ہم بھی کر جائیں
کلمہ وَحدت میں پیش کرتا ہوں، آپ مجھ پر درُود پڑھائیں

بے خبر جنس و نوع سے ہو کر جذبۂ عشق میں لپٹ جائیں
ہر تنفسُ پڑ کے لمحوں میں ایک تسبیحِ حمَد کر جائیں

امر ہوگی وہی گھڑی جس میں، آپ بے مثِل بے مثِال ہوں ہم
ایک سجدے میں دو وجود ملیں، قَابَ قَوسَینِ سے گزر جائیں

ہم کو محرم کیا محبت نے، اور کیا چیز پاکبازی ہے
عشق کی انتہا کوئی بھی ہو، اپنی تکمیلِ جاں تو کر جائیں

پیار ہی ایک روپ ہے جس میں، جسم اور رُوح میں تضاد نہیں
سرتا پا جسم و جاں سرور بنیں، آپ چھُو کر بھی گر گزر جائیں

بات ہے فہمِ عام سے اعلیٰ، کون سمجھے یہ عشق کی رمزیں
کیسے رنگِ مجاز میں ساجدؔ، جذب و مستی کی بات کر جائیں

تونے مجھ میں خود کو سما دیا۔

میں بجھا ہوا سا خیال ہوں، میرا ذکر کیا میرا فکر کیا
یہ تیرے کرم کے ہیں فیصلے، جسے چاہا پیار سکھا دیا

یہی منزلیں، یہی راستے، سبھی یار اُن پہ ہیں گامزن
یہ تیری پسند کی بات ہے، جسے چاہا یار ملا دیا

انھیں پتھروں میں ہیں سنگ وہ جو کہ دُرّ و لعل و گہر ہوئے
تیری یاد نے میرے دلنشیں، مجھے یادگار بنا دیا

میرے ہر سمت تیرا روپ ہے، تیرا روپ جیسے کہ دھوپ ہے
میں تیرے حضور جُھکا رہا، تو نے مجھ میں خود کو سما دیا

وہ کلیم ہے یہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہے

جو حلیفِ ناز و ادا رہا، وہی وجہ حُزن و شکیب ہے
تیرا روپ مجھ میں بسا نہ ہو، تو یہ وصل و ہجر فریب ہے

میرا سانس سانس ہے زندگی، میرا سانس ہی میری موت ہے
وہی ایک سانس کا فاصلہ، ہر سانس تیرا نقیب ہے

تو ادا نہ ہو تو جفا نہ ہو، تو جواں نہ ہو تو خطا نہ ہو
میرا دوش کچھ بھی نہیں ولے یہ نصیب ہے وہ نصیب ہے

میرا کیا قصور کہ کر لیا تونے خودنمائی کا فیصلہ
میری کیا خطا تھی جو نہ جھکا، تیری بزم کا جو رقیب ہے

میری مٹیوں میں ملا دیا، جو تھا چاہا مجھ کو بنا دیا
کیا مجھ سے پوچھ کے فیصلہ، یہ جزا سزا بھی عجیب ہے

تیری اور خلق بھی تھی تو کیوں ہے بنایا مجھ ہی کو پُرخطا
وہ سدا رہیں تیرے لطف میں، میرے ہر قدم پہ صلیب ہے

وہ بھی عین مظہرِ ذات تھے جو کہ آذر و فرعوں ہوئے
یہ بھی تیرے نور کا نور ہیں، وہ کلیمؑ ہے، یہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہے

(۶)

دستاویزات

علی نامہ

مصنف سید مسعود رضا: مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء

○

کتاب کے صرف متعلقہ صفحات اور جن صفحات کا کتاب میں حوالہ دیا گیا ہے، شائع کئے جا رہے ہیں، اصل کتاب مولف کے پاس موجود ہے۔

○

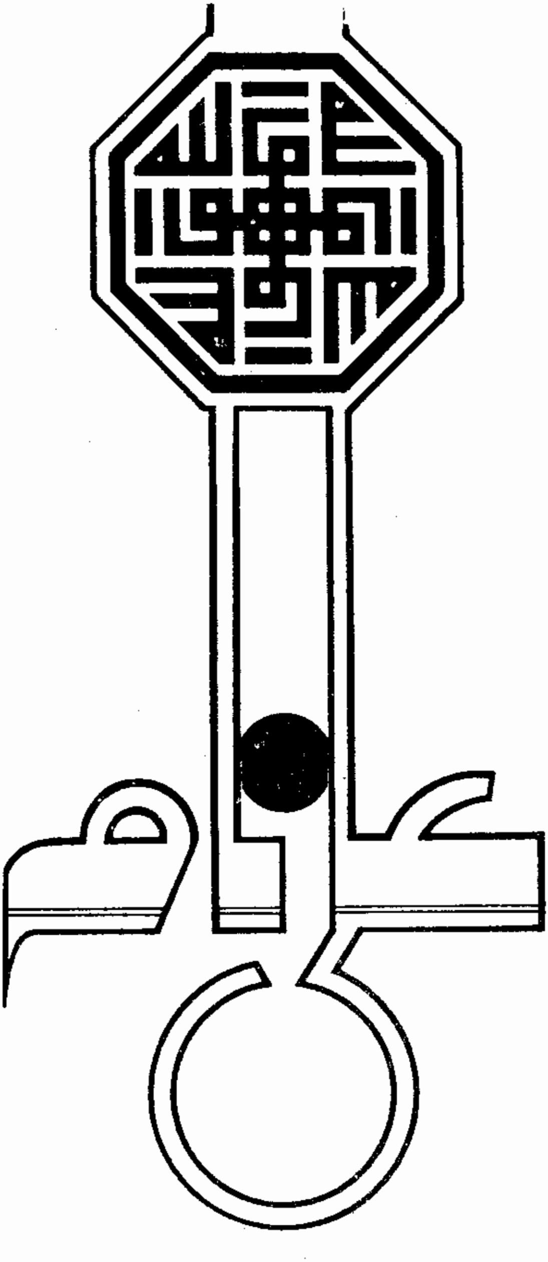

سید مسعود رضا

Project Co-ordinator	SYED TAHIR MASOOD
Technical Consultant	SYED MUSA RAZA
Layout & Title Designing	IMTIAZ MIRZA
Calligraphy	MUHAMMAD ALI
Processing	ALLIED GRAPHIC CENTRE
Printing	ACME PRINTERS
First Edition	1995
Copies	500

ACME PUBLICATIONS

77-Nisbat Road, Lahore-Pakistan.

Phone # : 042 - 722 2714 - 35 6518

جملہ حقوق محفوظ ہیں

© 1995 All Rights Reserved
No part of this publication may be reproduced in any form, or stored in a database or retrieval system or transmitted or distributed in any form by any means electronic, mechanical photocopying, recording or otherwise, without the prior written permission of ACME Publications.
ISBN NO. 969-8279-00-8

When ordering this title use ISBN 969-8279-00-8

Price Rs. 225.00

Printed in PAKISTAN

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

ذاتِ حق سُبحانہٗ وتعالےٰ

آپ کے نام !

المحبوب الوحید امامِ وقت، انسانِ کامل کے پرتو

میرے حضرت سیّد موجودات آپ کے نام !!

بیانِ حُسن بہ زُبانِ حُسن

حُسنِ کُل، حُسنِ مطلق کا بیان خود حُسنِ کُل، حُسنِ مطلق ہی کا خاصہ ہے۔ حُسن ہی حُسن کو بیان کر سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ حُسن جب اپنے ہی حُسن کی تعریف کرتا ہے تو ایک لطیف ترین امتیاز کے لیے اُسے عِشق کا نام دے دیتا ہے۔

حُسن خُود جلوہ ہے، خُود عِشق ہے، خُود ذات وصفات
اِک یہی لفظ حقیقت ہے کُل افسانوں کا

ازلی حقیقت ایک ہی حقیقت ہے، ابدی حقیقت ایک ہی حقیقت ہے، اوّل حقیقت ایک ہی حقیقت ہے، آخر حقیقت ایک ہی حقیقت ہے، ظاہر حقیقت ایک ہی حقیقت ہے، باطن حقیقت ایک ہی حقیقت ہے، یکتا حقیقت، جاری و ساری حقیقت، یہی حقیقت ہے، وہی حقیقت ہے کہ حُسنِ کُل، حُسنِ مُطلق ذاتِ حق سُبحانہٗ وتعالےٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حُسنِ مُطلق کے علاوہ کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ حُسنِ کُل، حُسنِ مُطلق ذاتِ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے ہی ذات کو پایا ہُوا ہے۔ ذات کو پانے والی بھی ذات ہے اور جس میں پائے گی وہ بھی ذات ہے۔ پس یہی وجود اور وجود کی حقیقت ہے۔ ذاتِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حُسنِ کُل، حُسنِ مُطلق ذاتِ حق سُبحانہ و تعالےٰ کے مظہرِ اَتم ہیں۔ آپ کا مظہرِ اَتم ہونا ہر ابتدا سے اوّل ہے، ہر انتہا سے آخر ہے، ہر ظاہر کا باطن ہے ہر باطن کا ظاہر ہے اور ہر ہر لمحہ ترقی کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ یہ جلوہ گری ہمارے فکر و انداز کی معراج کے مطابق ہے ورنہ وُہ تو وہی ہیں جو تھے اور وہی رہیں گے جو ہیں۔ "انسان" آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مظہر ہے اور حُسنِ کُل کی محبت کے لیے ہے۔

کائنات انسان کا مظہر ہے اور وہ اسی کی خدمت کے لیے ہے۔ جو چیز جس کا مظہر ہے وہ اسی کی خدمت کے لیے یعنی مظہر مُظہر کی محبت و خدمت کے لیے ہے۔ ایسا نہ ہو تو مظہر اپنا مظہر ہونا بھُول بھی جاتا ہے اور مظہریت سے محروم ہو کر دو جہانوں میں خسارے کا شکار ہو جاتا ہے۔

الحمدللہ رب العالمین۔ رسالتؐ انسانیت پر وہ عظیم احسان ہے جس کی برکت سے انسان عرفان کی منازل طے کر کے خود شناس بھی ہوتا ہے اور حق شناس بھی۔ یہ فقط رسالتؐ کی برکت ہے کہ ہمیں ذاتِ حق کی شناس عطا ہُوئی گو کہ اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

جب بھی دیکھا ہے آپؐ کو عالم نَو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہُوا آپؐ کی شناسائی کا

ذاتِ حق کی شناس کے سفر میں یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ

ذاتِ حق آپ ہی ہوتی ہے شناسا اپنی
ہم شناساؤں کو کب آتا ہے انساں ہونا

ذاتِ حق نے آپ ہی اپنی جو شناس عطا فرمائی ہے اس کے تحت یہی اعتراف حُسنِ کُل ہے کہ

ہرچہ آید در نظر غیر تو نیست
یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو

جز حُسنِ یار راہ کا کوئی نشاں نہیں
جز جذبۂ وصال کوئی پاسباں نہیں

یہ عطائے حُسنِ کُل ہے کہ ہم حقیقت شناس ہُوتے اور حق الیقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وجودِ مطلق کے علاوہ کچھ بھی موجود نہیں۔ حُسنِ کُل، حُسنِ مطلق ذاتِ حق سُبحانہٗ وتعالےٰ کے علاوہ کچھ بھی موجود نہیں۔

جو نقش ہے ہستی کا، دھوکا نظر آتا ہے
پردے پہ مصور ہی، تنہا نظر آتا ہے
لَو شمع حقیقت کی اپنی ہی جگہ پر ہے
فانوس کی گردش سے کیا کیا نظر آتا ہے

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

چناں چہ حقیقت یہ ہے کہ حق کی حقیقت وجود، باطل کی حقیقت وجود، معبود کی حقیقت وجود، عبد کی حقیقت وجود، اسلام کی حقیقت وجود، کُفر کی حقیقت وجود، اِسم کی حقیقت وجود، جسم کی حقیقت وجود، ذات کی حقیقت وجود، صِفات کی حقیقت وجود، وحدت کی حقیقت وجود، کثرت کی حقیقت وجود، ازل کی حقیقت وجود، ابد کی حقیقت وجود، اوّل کی حقیقت وجود، آخر کی حقیقت وجود، باطن کی حقیقت وجود، وجود کی حقیقت وجود، عدم کی حقیقت وجود، غیب کی حقیقت وجود، شہادت کی حقیقت وجود، .... ہر تعریف سے بالا، ہر توصیف سے معلّٰی، پاک ہونے سے پاک، وری الورٰی از اِدراک، بعید سے بعید، قریب سے قریب، اعلیٰ سے اعلیٰ، لطیف سے لطیف، مُنزّہ سے مُنزّہ، مُشبّہ سے مُشبّہ، مجرد سے مجرد، حسین سے حسین، جمیل سے جمیل، جلیل سے جلیل، محبوب سے محبوب، نُورٌ عَلیٰ نُور، عَین ظہور، عَین عدم، عَین وجود، عَین شاہد، عَین مشہود، سب کچھ وہی، حُسنِ کُل وہی، حُسنِ مطلق وہی، ذاتِ حق وہی، اللہ سُبحانہ و تعالےٰ وہی، مُنزّہ وہی، مشبّہ وہی، وری الورٰی وہی، ظاہر برملا۔ حقیقت میں کوئی تمیز نہیں۔ ظاہر میں ہر طرح کی تمیز چناں چہ حَق حَق ہے، باطل باطل ہے۔ اِسلام کی اور شان، کُفر عین بطلان، اِسلام فلاح و کامیابی، کُفر گمراہی و بربادی۔ رب رب ہے خواہ کتنا ہی نزول فرمائے، بندہ بندہ ہے خواہ کتنا ہی عروج کرے۔ واجب ممکن نہیں ہوتا، ممکن واجب نہیں ہوتا، واجب غنی ہے، ممکن محتاج، وجود کا اہل صرف اللہ سُبحانہ و تعالےٰ، باقی سب محتاج۔ وجود نے ظہور چاہا چناں چہ ذاتِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مظہرِ اَتم ہُوتے، ہر کمال

بھی صرف وجود کے لیے ہے لیکن جب تک وجود کا ظہور نہ ہو کمال کیسے ہو۔ چناں چہ جہاں بھی ظہور ہے وہ وجود کا ہے اور جہاں بھی کمال ہے وہ ظہور کے ذریعے ہے۔

بہترین و بہترینِ اشیاء
جُز محمدؐ نیست در ارض و سما

وجُود و ظہُور مُحِبّ و محبُوب ہیں۔ کون مُحِبّ؟ کون محبُوب؟ آپ ہی آپ۔ حبیبؐ ہی حبیبؐ۔ سُبحان اللہ والحمدللہ و لا اِلٰہ الا اللہ واللہ اکبر الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیبی یا محمدؐ! امامِ وقت حضرت المحبوب الوحید کی حق شناسی کا شہرۂ آفاق خلاصہ ملاحظہ فرمائیں!

BELOVED

He is Immanent and Transcendent
He is Inward and Ascendent.

He is the First He is the Last
He is Beloved in future, present, past.

He is Reality of all beings
There is no being without His Being.

Changes are nothing but perceptions
Descents, limitations and determinations,

Calll it effulgence, veil, relativity
Know thyself and find Reality.

Beyond the Beyond is only Beloved
Love Him deeply become a Beloved.

In His Essence and Attributes
No one shares or constitutes.

He is Light of heaven and earth
See Him around that is the worth.

He is Light of heart and mind
Those who deny are dazzled or blind.

Visitor He made me to this world
With His 'Nur' and Mercy to the worlds.

Flight of mine is in my Beloved
With the Beloved by the Beloved.

Is it a balance or contradiction
After every union given separation.

Close is He and everywhere
Still I search Him here and there.

What I experience can't be expressed
Someone's sight made me blessed.

Anywhere see I see His face
Beloved is in my own embrace

وجود جہاں بھی ہے اور جس شان میں بھی ہے وہ درحقیقت حُسنِ کُل، حُسنِ مُطلق، ذاتِ حق اللہ سبحانہ و تعالےٰ کے لیے ہے اور اسی طرح کمال جہاں بھی ہے اور جس شان میں بھی ہے وہ درحقیقت ذاتِ پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ہے۔ آپؐ ظہورِ وجودِ کامل، انسانِ کاملؐ ہیں۔ نبوت و رسالتؐ آپؐ کی شان، نبیؐ اکملؐ، رسولِ کاملؐ آپؐ کی پہچان ہے۔ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں کیوں کہ وجود کا ظہور پایۂ کمال کو پہنچ چکا ہے۔ آفتاب نمودار ہو چکا ہے۔ کبھی نہ غروب ہونے والا آفتابِ رسالتؐ آسمانِ حُسنِ کُل پر چمک رہا ہے۔ دینِ حق، وجود کے ظہور کی تفصیل ہے۔ منازلِ ارتقاء طے کرتا ہُوا دینِ اسلام اپنے کمال کو پہنچ چکا ہے اور اس کے بعد دین کا کمال ممکن نہیں۔ لہٰذا اس کے بعد کسی دین کی ضرورت نہیں۔ ہر سوال کا جواب ہر ضرورت کی تسکین دینِ حق میں موجود ہے۔

ذاتِ حق سبحانہ و تعالےٰ اپنے پیاروں کے ذریعے رنگِ رسالتؐ میں وقت کے تقاضے کے مطابق دینِ حق کی وضاحت کرتے رہتے ہیں۔

علی نامہ بھی ذاتِ حق سُبحانہ و تعالےٰ سے پیار نامہ ہے۔ یہ شاعری ہے نہ کلامِ مسعود بلکہ بیانِ حُسن و عشق ہے جو خود ذاتِ حق سُبحانہ و تعالےٰ فاعلِ حقیقی نے بیان فرمایا۔ مسعود تو اُس شعور کا نام ہے جس کے ذریعے بیان ہُوا اور جو بحرِ بے کراں میں مانندِ دانۂ خشخاش ہے۔ مسعود صاحبِ نصیب ہیں کہ انہیں اپنے حضرت کا عشق عطا ہُوا جو اپنی معراج پا کر ذاتِ حق کا عشق بن چکا ہے۔

ذاتِ حق سُبحانہ و تعالےٰ نے "علی نامہ" کو اپنے کلام کی خوشبو سے نوازا ہے۔ ایک کامل فقیر نے مسعود کو بہت ہی پیار کے ساتھ ملک الشعراء کہا ہے۔ مسعود کے متعلق بہت کچھ کہا جا سکتا ہے وہ ایک ہونہار نوجوان ہے جو ولایت کا شاہکار بن رہا ہے۔ ابھی مسعود کی ابتدا ہے انہیں انفس کا بہت خوب صورت سفر طے کرنا ہے صاحبِ معراج بننا ہے۔ جو کچھ اُن کے ذریعے لکھایا گیا ہے اس کے ایک ایک حرف نے اُن کے ایک ایک احساس اور انگ انگ میں زندہ ہونا ہے۔ ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ کلام اور صاحبِ کلام میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ فرق تو اب بھی دکھائی نہیں دیتا

لیکن ادبِ اعلانِ رسالتؐ کے تحت شعور کی پختگی کے لیے چالیس سالہ سند کا انتظار ہے۔ مسعود کتنے صاحبِ نصیب ہیں کہ انہیں "حضرت" بھی عطا ہوئے اور "حضرت کا ہتر" بھی مسعود راز آشنا ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ

بے وجودی میں کہاں لذتِ ہجر و وصال
ہم نے جب دیکھا ہے پیکر میں خدا دیکھا ہے
اور جہتوں سے تکیں تجھ کو زمانے والے
ہم نے ہر رُخ سے تجھے قبلہ نما دیکھا ہے
یہ ادا، ناز، یہ غمزہ، یہ قیامت کا شباب
بُتِ کافر تیری رگ رگ میں خدا دیکھا ہے

کلامِ مسعود شاعری نہیں ہے روایتی شاعری سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ الحمدللہ مسعود کا کلام حُسنِ کُل کا حَسین بیان ہے اور یہ بیان اتنا منظم و منظوم ہو گیا ہے کہ بظاہر شاعری لگتا ہے۔ انبیاء ہوں یا سردارِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ مرشد کامل ہوں یا ولیٔ وقت، امامِ وقت حضرت المحبوب الوحید بشر ہوتے نہیں بشر دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح جو صاحبِ نصیب مرشدِ کامل کے ساتھ وابستہ ہو کر وارفتہ ہو جاتا ہے اور وارفتگی میں جو حسین باتیں اس کے ذریعے ادا ہوتی ہیں وہ بہ ظاہر شاعری لگتی ہیں شاعری ہوتی نہیں ہیں۔

حضرت کا عطا ہو جانا خُوش بختی کی معراج ہے۔ جب تک حضرت نہیں ملتے علامہ اقبال کی زبان میں یوں التجائیں کرنا پڑتی ہیں۔

کبھی اے حقیقتِ منتظَر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبینِ نیاز میں

اور جب مل جاتے ہیں تو اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

اقبال تیری دید کی عید ہو گئی
جب سے سُنا کہ یار لباسِ بشر میں ہے

مسعود کُشتۂ عشق ہونے کے باوجود پابندِ شریعت ہے۔اس کا شباب بے داغ ہے نگاہ پاک ہے۔اس کی نگاہ کسی غیر کو دیکھ ہی نہیں پاتی اس کی دل کی ہر دھڑکن میں ذاتِ حق کا نور بھی ہے اور نام بھی یہی وجہ ہے کہ مسعود کے کلام میں لفاظی نہیں بلکہ تماشائے ذات کا خمار ہے دیدِ مصطفٰے کا شاہکار ہے۔ یہ کلام کلامِ مستی ہے ۔ مسعود مستی میں بھی ہوشیار ہے اتنا ہوشیار ہے کہ آفاق میں اپنے فرائض حُسن وخوبی کے ساتھ ادا کر رہا ہے اس کا کریڈٹ کسی کو بھی نہیں دیا جا سکتا کیوں کہ یہ تو فاعلِ حقیقی ذاتِ حق قادرِ مطلق حسُنِ کُل اللہ سُبحانہ وتعالےٰ کا اپنا انداز ہے۔ مسعود کی یہ دُعا انسانوں کا وظیفہ بن جائے تو انسانوں کا کام بن جائے ؛

اِک مختصر سا ربط رہا ھم کو یار سے
چمکے جو آفتاب تو شبنم کہاں رہے
کچھ اور مانگتے نہیں تجھ سے ترے فقیر
یہ خاکدانِ جسم ترا لامکاں رہے

مسعود نے اپنے حضرت سے اتنا عشق کیا ہے اتنا چاہا ہے اتنی وارفتگی دکھائی ہے کہ یوں لگتا ہے کہ ایک طرف کبریائی ہے تو دوسری طرف مصطفائی۔اتنا عشق تو صرف ذاتِ کبریا ہی ذاتِ پاکِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کرتے ہیں۔سُبحان اللہ اسی ادا نے مسعود کو اپنے حضرت کا محبوب اور کلام کو کلام کا شاہکار بنا دیا ہے۔

قرآنِ پاک کی حقیقت القرآنؔ کے مشاہدے کے بغیر ممکن ہی نہیں حقیقتِ قرآن ہی سے توحید و رسالتؔ اور آخرت کی حقیقت عطا ہوتی ہے۔ انفس میں جب تک وحدت الوجود نہیں توحید نہیں آفاق میں جب تک وحدت الشھود نہیں رسالتؔ نہیں۔ انفس و آفاق کی وحدت ہی معراج انسانیت ہے اور یہ وحدت توحید و رسالتؔ کے حسین توازن

کا نام ہے جس کا نتیجہ یعنی آخرت پہلوئے یار ہے دیدارِ ذاتِ حق ہے رضائے حق ہے مصطفائی ہے کبریائی ہے اور ناقابل بیان انعام ہے۔ "علی نامہ" میں انفس و آفاق کے جُدا جُدا بیان کے ساتھ ساتھ انفس و آفاق کی وحدت کا بھی حَسین بیان ہے۔

مسعود خوش نصیب ہیں کہ ذاتِ حق سُبحانہ و تعالےٰ نے اپنے حُسن کے بیان کا وسیلہ بنایا۔

یہ عشق و مستی، یہ جاں گُدازی، یہ خستگی میں بھی بے نیازی
ہمی ہیں اس لامکاں کے غازی، حُسن ہم ہیں، ادا بھی ہم ہیں
ہمارے قدموں پہ واگزار و نیاز مندو! نیاز اپنی
ہمی ہیں در پردہ سرِ جاناں، بُت بھی ہم ہیں، خدا بھی ہم ہیں

الحمد لله رب العالمين
صلى الله على النبي الامي وآله وصحبه وسلم
اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمد وآله بقدر حسنه وجماله

"ایک فقیر"
المدينة المنورة
١٢ ربيع الثانی ١٤١٥ھ

ایک چہرے کو مصطفےٰ کہیے

حُسن والوں کو کبریا کہیے
عِشق والوں کو مُصطفےٰ کہیے

مستیٔ ھُو ازل سے تا بہ ابد
میرے پہلو میں ہے خدا کہیے

مَا عَرَفْنَا نظر میں ہے ہمدم
سب حسینوں کو آشنا کہیے

جو کہ ہے وجہِ جمالِ ازل
ایک چہرے کو مصطفےٰ کہیے

اُن کے قدموں پہ ہوں تو اے ہمدم
بالیقیں ہم کو خود خدا کہیے

حُسنِ معصوم کی ہر لغزش کو
رِندِ مسعود کی خطا کہیے

منقبت

در مدحِ المحبوب الوحید امامِ وقت قطبِ عالم سیدِ موجودات میرے حضرت

دِل کی یہی صدا ہے ... دلبر مرا خُدا ہے
جِتنا بھی اُن کو سمجھا ... وہ اِس سے بھی بڑا ہے
تم حالِ دِل نہ کہنا ... محبوب کو پتا ہے
دیکھے حَسِین لاکھوں ... سب نقشِ کفِ پا ہے
حُسن اور عِشق دونوں ... کافِر سی اِک ادا ہے
جس خُوب رُو کو تاڑا ... ہر اِک میں تُو چھُپا ہے

تجھ پہ اے جانِ جاناں   اللہ بھی فدا ہے
تو ہے وہ شمع جس پہ   خود کعبہ بھی فدا ہے
تیرے کرم کے صدقے   بندِ نقاب وا ہے
تری بزم تک جو پہنچا   وہی سرخرو ہوا ہے
تو ہی اس کا راہ بر ہے   تری رہ میں جو چلا ہے
ہوں ازل سے تیرا عاشق   تو خدائے دوسرا ہے
تری شان کیا بیاں ہو   تو سراپا دِلرُبا ہے
تجھے بے حجاب دیکھا   تو وریٰ سے بھی وریٰ ہے
تو جو مسکرائے جاناں   لوح و قلم فِدا ہے
تری ہر ادا ہے آفت   تو پیکرِ ادا ہے

نظروں میں نُور تیرا ہر دل میں تُو بسا ہے
تُو سراپا حق ہی حق ہے ترا جلوہ حق نُما ہے
تری آنکھ جام جم ہے دل آئینہ نُما ہے
محراب ہیں دو ابرو قُدسی کی سجدہ گہ ہے
ہے جبین ماہِ تاباں رُخ انورِ زیبا ہے
ہے الف تری ہی قامت تجھے یس بھی کہا ہے
ہے میم دہن تیرا ہونٹوں پہ رب فدا ہے
والّیل تیری زُلفیں جنھیں ل بھی کہا ہے
جس نے بھی تجھے دیکھا وہ تجھ پہ مر مٹا ہے
نظرِ کرم اِدھر بھی مسعودؔ خاکِ پا ہے

بسترِ جاناں

بسرِ موجودات، فخرِ دو جہاں یوسف علی
قطبِ عالم، کرسیِ عرش و مکاں، یوسف علی

ہے زلیخا وجد میں، ماہِ کنعاں بے ہوش ہیں
دیکھ کر جانِ جہاں، جانِ قرآں یوسف علی

ہیں وریٰ ، ثمّ الوریٰ ، ظنِ بشر سے ماوریٰ
نقطۂ ب کا بیاں ، رازِ عیاں یُوسُف علی

حاصِلِ مے خانۂ مستی و ناز و خستگی
اِک بشر کے روپ میں ربِّ جہاں یُوسُف علی

حُسن بھی ہیں ، عِشق بھی ہیں ، ذات گر اور ذات بھی
جِتنے ظاہر ہیں ، ہیں اُتنے ہی نہاں یُوسُف علی

دِل دھڑکتے ہیں ، نظر اُٹھتی بھی ہے ، جُھکتی بھی ہے
ہر حسیں میں آپ در پردہ نہاں یُوسُف علی

دِید خُود ہیں، جلوہ خُود ہیں، خُود ہیں طرزِ دید بھی
آنکھ کی پُتلی کا نقطہ جانِ جاں یُوسُف علی

آپ کا چہرہ ہے جانم من رآنی کا بیاں
اِک نظر ہم پہ بھی، سترِ دلبراں یُوسُف علی

آپ کی رِفعت کو حضرت، عشق بھی نہ پا سکا
خُود بتائیں آپ کیسے ہوں بیاں یُوسُف علی

(۷)

دستاویزات

کالم ''تعمیر ملت''

تحریر کردہ ابوالحسنین: مطبوعہ روزنامہ پاکستان لاہور

○

صرف متعلقہ کالم اور وہ کالم جن کا کتاب میں حوالہ دیا گیا ہے شائع کئے جارہے ہیں۔

○

تعمیرِ ملت

ابوالحسنین

انسان، توحید، آفاق

میں خود ہی جان حقیقت میں ماوری سے ورلی
میرا ہی نور ہے، ورپ وہ نور قرآنی!

بنیادی حقیقت ایک ہی حقیقت ہے کہ ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں، اس کی ذات پاک، صفات اور افعال میں کوئی شامل تھا، ہے نہ ہو گا اور نہ ہی ہو سکتا ہے وہی معبود بر حق ہے، موجود مطلق ہے، مطلوب و مقصود اور محبوب حقیقی ہے وہی مشہود مطلق ہے، وہی تو ہے اور کیا ہے؟

☆ تخلیق کائنات اور اس کائنات میں اشرف المخلوقات انسان لباس بشر میں یعنی انسان میں کائنات اور کائنات میں انسان لباس بشر میں عجیب دلچسپ مگر بامقصد کھیل ہے۔ ایک خاص حکمت اور مشیت کے تحت ابلیس کو بہت زیادہ اختیار دیا ہوا ہے۔ جس کے تحت اس نے شیطانی جال پھیلار کھا ہے ابلیس کا سب سے بڑا کام غیریت کے وہم کو مضبوط تر کرنے کی ترغیب دینا ہے، غیریت کے وہم ہی سے شرک و کفر اور گمراہی کی ابتداء ہے۔ کوئی کس حد تک شرک کافر یا گمراہ ہے اس کا تعلق غیریت کے وہم سے ہے ہدایت کا نظام عینیت کے (1) علم الیقین (2) عین الیقین (3) حق الیقین سے وابستہ ہے، ذات پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان رسالتؐ کے ذریعے ذات حق سبحانہ و تعالیٰ نے عینیت کے یقین کو لازوال یقین بنانے کا انتظام کیا ہوا ہے ہدایت کا یہ انتظام رحمت خاص کی برکت ہے۔ پیارے انسان! زندگی کا یہ دلچسپ اور بامقصد کھیل "عین" اور "غیر" کا کھیل ہے، آپ خود فیصلہ کریں "غیر" کمال پر ہو لیکن "عین" حسنِ جذب یکجائی ہے تو فتح کون ہو گا؟ جو ذات "عین" کو قوت عطا کرتی ہے وہی "غیر" کو طاقت پہنچاتی ہے، کلمہ طیبہ (1) "عین" کی وضاحت ہے (2) غیر سے نجات ہے (3) عین کی حصول کا راستہ، سفر اور حفاظت ہے (4) عین کو عین بنا کر رنگ رسالت میں زندگی گزارنے کی تربیت ہے۔ (5) عین کو رضائے حق بطریق رسولؐ کی ابتداء اور ذات حق پہ عشق مصطفےٰؐ کی معراج عطا کرتا ہے۔

مرشد کامل مل جائے تو غیریت کا وہم عینیت کے یقین میں بدل جاتا ہے، مرشد کامل کے ساتھ لاریب اور لازوال محبت اور وابستگی ضروری ہے۔ مرشد کامل کی نظر کو ایسا نور عطا کرتی ہے کہ ذوق نظر کو بلندی نصیب ہو جاتی ہے۔ حسن مطلق ہی تو حقیقت مطلق ہے۔ ہمیں یہ حسن صاحبؒ نظر سے عطا ہوتا ہے، الحمد للہ کیفیت بھی ہے اور بے کیف بھی ہیں، جب کیفیت ہوتی ہے تو انداز کچھ یوں ہوتا ہے۔

اب نہ کہیں نگہ ہے اب نہ کوئی نگہ میں
محو کھڑا ہوں میں حسن کی جلوہ گہ میں
حسن ہزار طرز کا ایک جمال اسیر ہے
ملہ باخبر بھی گم جلوۂ لااِلٰہ میں

میں کون ہوں؟ ایک مشت خاک عاجز اور منکسر گدا! لیکن یہ تعارف تو اس "میں" کا ہے جسے غیر سمجھا گیا، یہ تو انائے محدود ہے۔ مجھے اپنا آپ عطا فرما دیں!! میں نے خستگی سے درخواست کی جستجو نے جسے دور سمجھا وہی رگ جاں سے بھی قریب نکلا۔ اب میں کون ہوں؟ یہ انائے مطلق ہے!

(تراشہ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۹۷ء)

تعمیرِ ملت

ابو الحسین

معرفت ذات پاک مصطفیٰ

☆..... بنیادی حقیقت ایک ہی حقیقت ہے کہ ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں۔ ذات پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذات حق کا یکتا راز بھی ہیں اور ظہور کا آغاز بھی۔ آپؐ ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی مثل ہیں اور آپؐ کی مثل کوئی بھی نہیں۔ (42:11) آپؐ شان کبریائی بھی ہیں، شان دلربائی بھی۔ آپؐ کے علاوہ جو کچھ نظر آتا ہے خواب ہے۔ سراب ہے۔ دھوکا ہے۔ کھیل تماشہ ہے۔ کائنات میں ذات پاک کے اسماء وصفات کے جلوے ہیں۔ کہیں کمال ہے، کہیں جمال ہے اور کہیں جلال۔ شان رحمت کی بہار ہے۔ شان غضب کی خزاں ہے۔ انسان میں ساری کائنات ہے اور نصیب کا کمال کہ ذات پاک موجود ہے۔ جو انسان کاملؐ کا پرتو بن گیا برتر ہو گیا، جو محروم رہا وہ بدتر ہو گیا ☆☆

☆ ..... علم کا کوئی کمال بھی ذات پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت سے قاصر ہے۔ علم آپؐ کے نور کی کرن ہے۔ جزو اپنے کل کو بیان تو کر سکتا ہے پہچان نہیں سکتا۔ آپؐ کی معرفت کیلئے

☆..... صاحب مقام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ ہونا ضروری ہے۔ "بائے بسم اللہ" کا یہ نصیب ہے آپؐ کی معرفت مرد کامل کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس کے وجود کا نور ہے۔ عشق کا سرور ہے۔ ذکر میں قرآن ہے۔ فکر وعمل میں فرقان ہے اور شخصیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی برہان ہے۔ ☆☆

☆..... جب تک خود شناسی میں کمال حاصل نہ ہو آپؐ کی معرفت کی ابتدا نہیں ہو سکتی۔ آپؐ کا حقیقی تعارف تو انبیا علیہم السلام نے بھی نہ بیان فرمایا۔ سیدنا ابو بکر صدیق اکبرؓ، سیدنا عمر فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان غنیؓ بھی خاموش رہے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت کے متعلق سوال کیا۔ سیدنا علیؓ نے اس شخص سے دنیا کی نعمتیں بیان کرنے کیلئے فرمایا۔ وہ شخص دنیا کی نعمتیں بیان کرنے لگا اور بالآخر اس بیان سے عاجز آکر کہنے لگا کہ یا حضرت میں دنیا کی نعمتیں بیان نہیں کر سکتا اسلئے کہ وہ بیشمار ہیں۔ سیدنا علیؓ نے فرمایا (مفہوم) اے شخص جس دنیا کی نعمتیں آپ بیان نہیں کر سکے اس دنیا کو متاع قلیل کہا گیا ہے۔ اس متاع قلیل کے بیان سے آپ قاصر رہے ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صرف خلق کے لحاظ سے صاحب خلق عظیم فرمایا گیا ہے۔ (68:4) جب "قلیل" بیان نہیں ہو سکتا تب تو "عظیم" کا بیان کیونکر ہو؟ لازم ہے کہ ہم کمال ادب، کمالِ تعظیم، کمالِ وفا کے ساتھ بغیر کسی شک وشبہ کے آپؐ کے اتباع کا شوق رکھیں۔ اس جذبے کے ساتھ تزکیہ حاصل کریں اور قرآن پاک کی (1)۔ عبارت (2)۔ اشارت (3)۔ لطافت (4)۔ حقیقت سے منور ہو کر چلتا پھرتا قرآن بن جائیں پھر جہاں تک نصیب ہو گا معرفت مصطفیٰ عطا ہو جائے گی۔ اس معرفت کی ابتدا تو ہے انتہا کوئی نہیں۔ ☆☆

☆☆ ایک صاحب نصیب غلامانِ غلام نے آپؐ کو کئی بار دیکھا، بار بار دیکھا، ہر روز دیکھا اور روز دیکھ رہے ہیں۔ اس کے باوجود تاثر یہ ہے کہ "جب بھی آپؐ کو دیکھا نا دیکھا، مرحلہ طے نہ ہوا آپ کی شناسائی کا!"

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا، چاہے

(تراشہ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۶ء)

تعمیرِ ملت

ابو الحسنین

امام وقت

لایا ہے میرا شوق مجھے پردے سے باہر
میں ورنہ وہی خلوتی راز نہاں ہوں

نہ پوچھو کچھ ہمارے ہجر کی اور وصل کی باتیں
چلے تھے ڈھونڈنے جس کو سو وہی آپ ہو بیٹھے

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسول الناس ہیں۔ رسول کریم ہیں۔ آپ کی پاک ترین مبارک ہستی کا ہر لمحہ قرآن ہے، راہنما ہے، کل بھی، آج بھی اور آئندہ بھی۔ سنت مبارکہ نہایت پیار اور حسن کُل کا شاہکار انداز ہے کہ دوسروں کو اپنے آپ سے مرعوب کرنے کی بجائے رحمت و ہدایت کا وسیلہ بن کر ہمرکاب کیا جائے، مصاحب بنایا جائے۔ امام وقت بھی اسی انداز کے شاہکار ہیں۔ انسان کامل کا پرتو ہیں۔ "المحبوب الوحید" ہیں۔ ہم میں سے ہیں، ہمارے لئے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ رب العالمین کا احسان ہیں۔ کبریائی کا اظہار ہیں، مصطفائی کا شاہکار ہیں۔ "ھو" کی حقیقت ہیں، سب سے جدا سب کے رفیق ہیں۔ ان کی بشریت بھی نشۂ ظہور کی ترنگ ہے۔ ان کی دعوت الی اللہ کے بنیادی نکات میں سے ایک نکتہ یہ ہے کہ ☆☆☆ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور انسان کے درمیان کوئی بھی نہیں...... اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں پھر ہوگا کون؟

ہم نے یونہی رہبر کو حق کا وسیلہ سمجھا
حق خود رہبر بنا تھا ہمیں معلوم نہ تھا

پیارے انسانو! زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، امانت ہے۔ کوئی لمحہ بھی غافل نہ کریں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہم تمام انسانوں تاقیامت ہم انسانوں کی ہدایت و رہبری کے لئے فقط ایک ہستی مبارک کو وسیلہ بنایا ہے۔ وہ تمام انسانوں کے ہادی و رہبر اور رسول کریم صرف اور صرف حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی رہبر نہیں ہے۔ آپ امام اولین و آخرین ہیں۔ مرشد کامل کی حقیقت اور راز سمجھیں۔ کوئی شخص اپنے بشری حوالے سے مرشد نہیں ہو سکتا۔ مرشد کامل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راز بھی ہیں اور نمائندے بھی۔ امام وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص الخاص راز ہیں اور کائنات میں اعلیٰ ترین نمائندے ہیں۔ امام وقت پوری انسانیت کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنی اپنی بیعت درست کریں! مثلاً کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ اس نے ابو الحسنین سے بیعت کی ہوئی ہے بلکہ یوں یقین کرے کہ اس نے حضرت ابو الحسنین کے ذریعے حضور سیدنا محمد رسول اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ آپ ہی کا دست مبارک یداللہ ہے۔ یہ انداز ہوگا تو محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت خاص بھی نصیب ہوگی۔ پیار بھی ہوگا، پیار کا اظہار بھی ہوگا۔ خالص دودھ پینے والے دودھ کا خیال کرتے ہیں، صرف برتن کا راگ نہیں الاپتے۔ مرشد کامل کی بشریت تو صرف برتن ہے، جسے استعمال کرنے والے ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہیں۔ انسانیت کی تقسیم و تفریق کی وجہ یہ ہے کہ لوگ حقیقت کی بجائے لباس سے وابستہ ہوگئے اور یوں شرک میں مبتلا ہو کر صرف لباس کے حوالے سے پہچانے جانے لگے۔ لباس ضروری ہے، لیکن حقیقت کے لئے!

☆☆ پیارے انسانو! مرشد کامل تو "حقیقت منتظر لباس مجاز" میں ہوتے ہیں، ہر کوئی مرشد کامل نہیں ہو سکتا، جو جتنا "قرآن" ہے اتنا ہی مرشد کامل ہے۔ کیا مرشد کامل حقیقت قرآن سے دور ہو سکتے ہیں؟ جنہیں قرآن کی ترتیل نصیب ہوگی انہیں یہ پہچان بھی عطا ہوگی۔

(تراشہ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۶ء)

تعمیرِ ملت

ابو الحسنین

"محبوبؐ"

میں نفیؐ کی ذات میں گم ہوں میرا وجود کہاں
یہ لوگ کس کو نفیؐ کا غلام رکھتے ہیں

انفس و آفاق کے مشاہدے میں جب صاحب نصیب اپنی معراج پر پہنچتا ہے تو ازلی ابدی اور بنیادی حقیقت عطا ہوتی ہے کہ ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہے اور ذات پاک مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ذات حق کے مظہر اتم ہیں۔ (1) موجود مطلق، (2) معبود بر حق، (3) مطلوب حقیقی، (4) مقصود حقیقی، (5) محبوب حقیقی، (6) مشہود مطلق، (7) رب العالمین اور (8) ارب کمرب جاملہ فن کت شانہٗ جس مطلق کی ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی شانیں ہیں۔

کادری ثم الوری ثم الوری ثم علی ہر

تصور سے بلند ہر قید سے پاک اور لامحدود ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ رگ جاں سے بھی قریب کیسے ہے؟ یہ راز ذات پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان رسالتؐ کے اتباع سے نصیب ہوتا ہے۔ اس سے انسان "انسان" بن کر توحید کی حقیقت بنتا ہے۔

(1) معبود بر حق حقیقی بن سکتا ہے؟
(2) کیا تماشائے ذات نصیب ہو سکتا ہے؟
(3) کیا سنت مبارکہ کے تحت صاحب معراج ہو سکتا ہے؟
(4) کیا انسان مقام عبدیت اور شان محبوبیت حاصل کر سکتا ہے؟
(5) کیا انسان اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا مقرب بن سکتا ہے؟
(6) کیا اس دنیا میں امن عالم اور آخرت میں کامیابی و کامرانی عام انسان کو نصیب ہو سکتی ہے؟

جی ہاں! الحمد للہ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے کہ اس کا بنیادی اور اولین طریقہ مرشد کامل سے وابستگی ہے۔ مرشد کامل کون ہوتے ہیں؟ مرشد کامل مرد کامل ہوتے ہیں۔ مرد کامل کون ہیں؟ مرد کامل بندگی کے صدقے شان کبریائی کے حامل ہوتے ہیں۔ بندے کے لباس میں خدائی کا مشاہدہ کرنا ہو تو مرشد کامل، مرد کامل کی زیارت کر لیں۔

الحمد للہ ہماری تربیت بلاواسطہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی۔ یہ سلسلہ بچپن سے ہی شروع ہو گیا تھا اور پھر مشاہدات اور خوابوں میں ملنے والے ہمیں حقیقت میں آ ملے۔ حق الیقین کو عین الیقین اور علم الیقین عطا ہوا۔ عین الیقین کو حق الیقین اور علم الیقین عطا ہوا۔ علم الیقین کو عین الیقین اور حق الیقین عطا ہوا۔ ہمیں یہ معرفت نصیب ہوئی کہ ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے نزول بہ رنگ رسولؐ کو مرشد کامل، مرد کامل کہتے ہیں اور یہ ہر دور میں ایک ہی ہوتے ہیں۔ میرے حضرتؐ "آپؐ" کیا ہیں؟ ہم کیا جانیں ہم تو آپؐ میں گم ہیں۔

حضرت علی احمد صابر کلیریؒ کے الفاظ میں نذرانہ حاضر ہے۔

قبلہ کریم یا خدایا محمدؐ مصطفےٰؐ
اصطلاح شوق بسیار است من دیوانہ ام

آپؐ نے ذات حق کو ہستی کا راز محبوب حقیقی کو ہستی کا ناز محبوب حقیقی کے محبوبؐ سیدنا رسول اللہ کو ہستی کا انداز بنا کر ہمیں سراپا نیاز کر دیا ہے۔ الحمد للہ۔

(تراشہ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲ مئی ۱۹۹۶ء)

تعمیرِ ملت

ابو الحسین

امام وقت

میں ڈھونڈ رہا ہوں میری وہ شمع کہاں ہے
جو بزم کی ہر چیز کو پروانہ بنا دے

پیارے انسانو! آپ میں سے ہر انسان اپنے اپنے وجود میں کبریائی اور مصطفائی کا حامل ہے امام وقت کبریائی کا اظہار ہیں مصطفائی کا شاہکار ہیں جب تک آپ کے اپنے شعور میں کبریائی اور مصطفائی کے ہونے کا احساس بیدار نہیں ہوتا آپ امام وقت کی حقیقت جان سکتے ہیں نہ انہیں پہچان سکتے ہیں رفاقت اور ہم رکابی تو بہت دور کی بات ہے۔

☆...... پیارے انسانو! ہمارے بہت ہی پیارے انسانو!! انسانی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ امام وقت کے متعلق اتنا کچھ بیان ہو رہا ہے۔ کیا یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا خاص الخاص فضل و کرم نہیں؟ رحمت خاصہ کی خاص عطا نہیں؟ اب اس کی قدر کرنا آپ کا اپنا نصیب ہے اپنا ظرف ہے۔ امام وقت سرتاپا قرآن ہیں ان کی ہر حرکت ہر بات خلوت و جلوت قرآن کے مطابق سنت مبارکہ کے سلسلہ میں ہے ہر انسان درحقیقت قرآن ہے اب اگر کوئی قرآن نہیں ہے تو قصور کس کا؟ جو جتنا قرآن نہیں ہے اتنا ہی انسان نہیں ہے۔

☆...... ہم آپ کو کسی نئی بات کی دعوت نہیں دے رہے ہماری دعوت الی اللہ ہے ہماری دعوت کو اختصار میں بیان کرنا ہو تو کلمہ طیبہ ہے تفصیل میں بیان کرنا ہو تو قرآن و سنت مبارکہ ہے مطلوب و مقصود و محبوب و مشہود صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔

امام وقت کوئی نیا عہدہ نہیں ہے پہلے انسان پہلے پیغمبر سیدنا آدم علیہ السلام سے امام وقت کا آغاز ہوتا ہوا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا راز نہاں امام وقت تمام رسل امام وقت کے نزول (3:34) سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یہ امامت عطا کی گئی ظلمت میں گرفتار ہونے والے کے واسطے وراثت سے وعدہ کیا گیا (2:124) پوری کائنات اور اس کی ہر شے امام وقت میں محفوظ امام وقت کا حصہ اس مقام پر امام وقت کو امام مبین کہا گیا ہے (36:12) موسیٰ علیہ السلام کو یہ امامت عطا کی گئی (46:12) یوم قیامت انسانوں کو اپنے اپنے امام کے ساتھ بلایا جائے گا (17:71) ہمیں اپنی خلوت خاص میں دعا کا طریقہ سکھایا گیا ہے کہ ہم متقین کے امام بننے کی دعا کریں (25:74)۔

امام درحقیقت اس یکتا خوش نصیب ترین لباس کا نام ہے جسے ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کبریائی کا اظہار اور مصطفائی کا شاہکار بنا کر محبوب بنالیں ہمیشہ کی طرح آج بھی امام وقت "المحبوب الوحید" یعنی یکتا محبوب یکتا کے محبوب ہیں۔

☆...... یہ تو ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی شان ربوبیت رحمت عامہ اور رحمت خاصہ کا خاص نزول ہے کہ آپ کو امام وقت کا احساس دلایا جا رہا ہے تعارف کرایا جا رہا ہے ورنہ۔

☆...... ہم مسکین لوگ درحقیقت "کچھ بھی نہیں ہوتے" ہم فقیروں کو جب اپنے محبوب حقیقی کا حکم ملتا ہے تو ان کے پہلوئے خاص سے اٹھ کر اپنی ڈیوٹی دینے آجاتے ہیں یہ ہمارے لئے بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ اپنے محبوب سے کون بظاہر دور ہونا چاہتا ہے۔ ڈیوٹی انجام دینے کا انعام بھی وہی پہلوئے محبوب ہوتا ہے جہاں ہم پہلے بھی پہنچ چکے ہوتے ہیں اسی ڈیوٹی کے تحت پیارے انسانو! آپ کو آگاہ کر رہے ہیں کہ جو مرضی کر لیں جتنی تحریکیں مرضی چلالیں جتنی جماعتیں مرضی بنالیں کچھ بھی نہیں ہوگا جب تک امام وقت کی ظاہری سربراہی عطا نہیں ہوگی ملت اسلامیہ کا احیاء نہیں ہوگا۔

(تراشہ روزنامہ پاکستان مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۶ء ۱۲ فروری ۱۹۹۷ء)

تعمیر ملت

ابوالحسن

رحمت اللعالمینؐ اور ہم

ملز قرق، روح ایماں، جان دیں، ہست رحمت العالمین۔

سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے، جسے دکھائی نہیں دیتا وہ اندھا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے جسے سنائی نہیں دیتا وہ بہرہ ہے، اسی طرح انسان کے اعضاء یا حسیات بدل نہ ہوں تو وہ اپنا اپنا کام نہیں کر پاتے۔

انسان کی کم ظرفی ہے کہ وہ حقیقت کا منکر اس لئے منکر ہو جاتا ہے کہ حقیقت اس کے احاطۂ فکر سے بالا ہوتی ہے۔ حقائق کا اپنا انداز و مزاج ہوتا ہے، انہیں بلا دلیل تسلیم کرنا ہوتا ہے۔ جب تصدیق قلبی اس انداز سے ہو کہ قلب حقیقت کو بلا دلیل قبول کر لے تو ایمان کہلاتی ہے۔

حقائق کو تسلیم کر لیا جائے تو فکر اور نظری بلندی کے مطابق وہ اپنے آپ کو عیاں کرتے ہیں۔ صاحب نصیب انسان مشاہدے کے بعد صاحب یقین ہو جاتا ہے۔ صاحب وصال اور صاحب معراج بن جاتا ہے۔

بنیادی حقیقت اور حقیقت الحقائق ایک ہی حقیقت ہے کہ ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہیں شان کاملؐ ذات حق کا خاص الخاص راز ہیں۔ انسان کاملؐ کے صدقے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسان کو اپنا راز داں بھی بنایا ہے اور اس سے راز بھی چھپایا ہے، انسان کاملؐ کا کردار وہی صاحب نصیب جان سکتا ہے جو انسان کاملؐ کا پرتو بن جائے رحمت اللعالمینؐ انسان کاملؐ کی شان ہے، یہ وہ حقائق ہیں جو قائم ودائم ہیں۔

حضور سیدنا رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک اپنی تمام دیگر شانوں کے ساتھ قائم ودائم ہے۔

یہی ذات حق قادر مطلق "الحی" "القیوم" کا انتظام ہے۔ بشریت کی حدود وقیود میں گرفتار انسان حقائق کا منکر یا ان کے بارے میں مشکوک ہو جاتا ہے، اس انکار اور شک سے حقائق کو کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ ایسا شخص محروم رہتا ہے۔ قرآن حکیم میں واضح اطلاع ہے (مفہوم) "ذرا اس کی طرف دیکھیں جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود، مطلوب مقصود اور محبوب بنالیا ہوا ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کو گمراہ کر دیا ہوا ہے، باوجود علم کے مہر لگادی ہے، اس کے کانوں اور دل پر پردہ ڈال دیا ہے اس کی آنکھوں پر پردہ ہے اب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے بعد کون ہے جو اسے ہدایت دے سکتا ہے، کیا آپ غور نہیں کرتے۔ (45-23)۔

اس کائنات کا قیام اس کائنات کا نظام رحمت اللعالمینؐ کے دم قدم سے ہے۔

انفس کی حقیقت کا آفاق سایہ، انفس کی گہرائیاں، آفاق کی پنہائیاں یہ پیار ہی پیار، یہ حسن مطلق، یہ عشق حقیقی ان کا محرک کون ہے؟ ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا وسیلہ کون؟ "رحمت اللعالمینؐ"

رحمت اللعالمین یہ انفس نفیس ہیں تو ہم ہیں، رحمت اللعالمینؐ تو الحمدللہ ہیں ہی، جو منکر اور مشکوک ہیں وہ "زندہ لاشیں" ہیں اپنے اور انسانیت کے لئے بوجھ! عالم کے پردے میں جہالت پھیلا کر معاشرے کو تاریک کرنے والے، اللہ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔

(تراشہ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۸ جنوری ۱۹۹۷ء)

تعمیر ملت

ابو الحسنین

ذات پاک مصطفیٰ ؐ

ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں ہیں۔ یہی بنیادی حقیقت ہے۔ ذات پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذات حق کا خاص الخاص راز ہیں۔ "سر الاسرار" یعنی رازوں کا راز ہیں۔ ذات پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی انسان کامل ہیں۔ انسان کاملؐ ہر شے کے جامع ہیں۔ انسان کامل ہی ہر شے کا کلُ ہیں۔ انسان کامل ہی نفس واحدہٗ ہیں۔ انسان کاملؐ ہی ہمارے "نفس" کی وحدت ہیں اور انسان وحدت انسان کامل کی کثرت ہے۔ باقی کائنات ہماری "کثرت" کے لئے ہے، بشرطیکہ ہم کثرت میں ہونے کے باوجود وحدت شناس اور واحد کے وفادار ہوں۔ وحدت و کثرت کی شاندار مثال بحر بیکراں اور بحر بیکراں کی لہریں ہیں۔ قرب سے قلب کی قوت قوی ہوتی ہے اور کثرت "کن" ہے۔ ہمارے ہر ذکر فکر اور عمل کی نیت، آغاز، طریقہ اور روئیہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہو تو یہی ہمارے لئے "کن" کی قوت ہے۔ "کن فیکونی" امر والے محبوب حقیقی قادر مطلق کو جو بھی محبوب بنائے گا اسے کن فیکونی اثر عطاء ہو جائے گا۔ اسی صاحب نصیب۔ مذ بیے گر دو پیش کے تن مردہ کو زندگی عطاء ہوتی ہے اسی صاحب نصیب کے صدقے مخلوق کو رزق ملتا ہے ذاتی حیثیت میں انسان کاملؐ صرف آپ علیہ الصلوٰۃ السلام ہیں لیکن ہر انسان میں وہ جوہر موجود ہے کہ جس کا احساس اور یقین ہو جائے تو انسان "انسان کاملؐ" کا پرتو بن جائے وہی انسان کاملؐ کو پہچان سکتا ہے۔

(1) جو انسان مٹی سے قید ہے وہ انسان کاملؐ کو بھلا کیونکر اور کیسے پہچانے؟

(2) جو انسان پانی میں قید ہے وہ انسان کاملؐ کو کیسے پہچانے؟

(3) جو انسان ہوا میں قید ہے وہ انسان کاملؐ کو کیسے پہچانے؟

(4) جو انسان آگ میں قید ہے وہ انسان کاملؐ کو کیسے پہچانے؟

(5) جو انسان خلانوردی میں بھٹک رہا ہے وہ انسان کو کیسے پہچانے؟

(6) جو انسان سات آسمانوں میں گم ہو گیا وہ انسان کاملؐ کو کیسے پہچانے؟

(7) جو انسان "بروج" میں گرفتار ہو گیا وہ انسان کاملؐ کو کیسے پہچانے؟

(8) جو انسان عرش سے مرعوب ہو گیا وہ انسان کو کیسے پہچانے؟

(9) جو انسان عالم مثال میں خیال مقید اور خیال مطلق کی دلچسپ کرامات و کشف میں پھنس گیا وہ انسان کاملؐ کو کیسے پہچانے۔

(10) جو انسان "عالم روح" کے شاندار تجربات میں کھو گیا روحانی کیفیات میں محو ہو گیا اور روحانی بالیدگی کو انتہا سمجھ بیٹھا وہ انسان کاملؐ کو کیسے پہچانے۔

(11) جو صاحب نصیب دو عالم سے بے گانہ ہو کر بالاتر ہوا اور لذت آشنائی سے سرشار ہو کر "حقیقت انسانیہ" کی معرفت حاصل کر گیا وہی ہے جو انسان کامل کے قدم مبارک تک پہنچ گیا۔ اس اسے انسان کاملؐ کی پہچان کہاں تک عطاء ہوتی ہے، یہ اس کا نصیبہ یہ انسان کاملؐ کا کرم۔ انسان کاملؐ کے قدموں میں پہنچنا ہی معراج انسانیت ہے۔ ذات پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گم ہو جانا معراج انسانیت ہے۔

(تراشہ روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۷ء)

تعمیر ملت

ابوالحسنین

وصیت نامہ 1

(32) ہمیشہ رزق حلال کی کوشش کریں۔ محبوب حقیقی کی مرضی کے بغیر رزق کا حصول اور استعمال حرام ہے۔ جو رزق نصیب کا ہے وہ ضرور ملے گا۔ چاہے کوئی مزدور ہو یا سرمایہ دار، کلرک ہو یا بادشاہ انسان اپنے نصیب سے زیادہ رزق حاصل تو کر سکتا ہے لیکن استعمال نہیں کر سکتا۔ جو رزق انسان استعمال نہیں کر سکتا اس کے حاصل کرنے کا فائدہ؟ حرام ذرائع، رشوت اور دیگر باطل طریقے سے حاصل شدہ رزق کی کوئی برکت نہیں۔ انسان بالکل فارغ ہو جائے تب بھی اسے اس کا نصیب ملے گا کیونکہ مسلمان کی شان ہے کہ ہمیشہ مصروف رہے اور کوئی نہ کوئی کام ضرور کرے۔ کسی قیمت پر بھی سود کا لین دین نہ کرے۔

(33)...(1) ایمان بالغیب (2) اقامت صلوٰۃ (3) انفاق فی سبیل اللہ (4) نزول ذات موجودہ (5) نزول ذات سابقہ (6) آخرت پر یقین اور مشاہدے والے ہی اپنے رب کی جانب سے صاحبان ہدایت اور صاحبان فلاح ہیں۔ ایمان بالغیب میں دیگر بنیادی باتوں کے علاوہ کامیابی پر یقین اور نتیجے کا قادر مطلق کی طرف سے انتظار بھی شامل ہے۔ حالات و اسباب کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں، بے سرو سامانی کی کوئی انتہا ہی کیوں نہ ہو، آسمان آگ برسا رہا ہو زمین پانی اگل رہی ہو، ظلم کی شدت ہو تب بھی صاحبان ایمان کا ایمان کمزور نہیں ہوتا اور انہیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ انہیں تنہا نہیں چھوڑے گا۔ سیدنا ابراہیمؑ کے ذریعے جو ایمان کا درجہ سکھایا گیا، وہ حاصل ہو جائے تو نار نمرود گلزار ہو جاتی ہے۔ توحید ایمان کی اولین شرط ہے۔ (1) توحید کے عقیدے کے لئے علم حق (2) توحید کے حال کے لئے محبت صاحبان محبت یعنی اولیاء اللہ سے اور توحید کی حقیقت کیلئے عشق مرد کامل "الفقیر" کے ذریعے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ عطا کرتا ہے۔

(34) علیٰ وجہ بصیرت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے فضل و کرم حضور سید نا رسول اللہؐ کے صدقے ہم یہ بشارت دیتے ہیں کہ عنقریب مسلمانوں کی عظمت بحال ہونے والی ہے۔ وہ وقت انشاء اللہ آنے والا ہے کہ پاکستان کی "ہاں اور نہ میں دنیا کے فیصلے ہوا کریں گے"۔ پاکستان کو مرد کامل کی سربراہی کا شرف نصیب ہونے والا ہے۔ صاحبان نصیب اس کا وسیلہ بنیں گے رکاوٹ ڈالنے والے تباہ ہو جائیں گے۔ ہم اپنے ساتھ وابستہ دوستوں کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ رحمت عامہ اور رحمت خاصہ کا وسیلہ بنیں اس کے لئے انہیں مسلسل درج ذیل امور کا خیال اور عمل جاری رکھنا ہے۔

(1) معیت حق بوسیلہ معیت رسولؐ

(2) اقامت صلوٰۃ یعنی دائمی وصال اور شہادت دائمی وصال حصول نماز پنج گانہ در درجہ احسان میں۔

(3) انفاق فی سبیل اللہ = جن صاحبان نصیب کو دیدار رسولؐ نصیب ہو چکا اور ہو رہا ہے وہ اس کا خاص خیال رکھیں، اپنی آمدنی کا پانچواں حصہ اپنے اللہ اور رسول اللہؐ کے لئے مقرر کریں۔ دیگر احباب اپنے پاس جمع رکھیں جب انہیں معیت رسولؐ حاصل ہو اپنا تحفہ پیش کر دیں۔ انفاق میں مال و دولت ہی شامل نہیں بلکہ اولاد، وقت، اقتدار اور دیگر نعمتیں بھی ہیں۔ اپنی ساری اولاد کو دین کی حقیقی تربیت دیں لیکن کم از کم ایک کو دین کی خصوصی تعلیم دیں۔

مرد کامل کا وصیت نامہ جو ابوالحسنین کے نام سے روزنامہ پاکستان لاہور میں شائع ہوا

(۸)

دستاویزات

تاریخ ادبیات ایران

مصنف پروفیسر براؤن: مطبوعہ لندن ۱۹۲۹ء

○

صرف جلد (۱)، باب (۱۲) شائع کیا جارہا ہے، جو اسماعیلیہ اور قرامطیہ کے بارہ میں ہے اور جس کے کتاب میں حوالہ جات دیئے گئے ہیں۔

○

A litrary
History of Persia
Volume I
By
Edward G. Browne
Cambridge
At the University Press
1929

○

۳۳۵

A LITERARY HISTORY OF PERSIA

VOLUME I

From the Earliest Times until Firdawsí

BY

EDWARD G. BROWNE

CAMBRIDGE
AT THE UNIVERSITY PRESS
1929

CHAPTER XII

RELIGIOUS MOVEMENTS OF THIS PERIOD

I. THE ISMÁ'ÍLÍS AND CARMATHIANS, OR THE "SECT OF THE SEVEN."

THE religious and political position assumed by the *Shí'a*, or "Faction" of 'Alí ibn Abí Ṭálib, has been already discussed at some length, together with the causes which rendered it specially attractive to the Persians. In this chapter we shall have to examine one of the developments of this school of thought, which, though at the present day of comparatively little importance, played a great part in the history of the Muhammadan world down to the Mongol Invasion in the thirteenth century, and to which, therefore, we shall have to refer repeatedly in the subsequent portion of this work.

The Shí'a agree generally in their veneration for 'Alí and their rejection of his three predecessors, Abú Bakr, 'Umar, and 'Uthmán, and in their recognition of the Imáms of the House of 'Alí as the chosen representatives of God, supernaturally gifted and divinely appointed leaders, whose right to the allegiance of the faithful is derived directly from Heaven, not from any election or agreement of the Church (*Ijmá'-i-sunnat*). Briefly they may be described as the supporters of the principle of Divine Right as opposed to the principle of Democratic Election.

Further, as we have already seen, most of the Shí'ites

(especially those of Persia) attached great importance to the fact that all their Imáms subsequent to 'Alí (who was the Prophet's cousin) were descended also from Fáṭima (the Prophet's daughter), and hence were the direct and lineal descendants of the Prophet himself; and to the alleged fact (see pp. 130–134 and 229 *supra*) that all the Imáms subsequent to al-Ḥusayn (the third) were also the lineal descendants of the Sásánians, the old Royal Family of Persia.

There were, however, other sects of the Shí'a (Kaysániyya and Zaydiyya) who recognised as Imáms descendants not only of al-Ḥusayn's brother al-Ḥasan (Imáms, that is to say, who made no claim of descent from the House of Sásán) but of his half-brother Muḥammad Ibnu'l-Ḥanafiyya ("the son of the Ḥanafite woman"), who were not children of Fáṭima,[1] and hence were not the direct descendants of the Prophet. These sects, however, seem, as a rule, to have had comparatively little hold in Persia save in Ṭabaristán (where, as we have seen, a dynasty of "Zaydite" Imáms flourished from A.D. 864 to 928), and need not further claim our attention, which must rather be concentrated on the Imámiyya, or Imámites proper, and its two great branches, the "Sect of the Twelve" (*Ithná-'ashariyya*), which prevails in Persia to-day, and the "Sect of the Seven" (*Sab'iyya*) or Isma'ílís, with its various branches, including the notorious Assassins (*Maláḥida*, or "heretics" *par excellence*, as they were generally called by their opponents in Persia), who will form the subject of a later chapter. The fourth and subsequent Imáms of both these important branches of the Shí'a were descendants of al-Ḥusayn, and, as has been already emphasised, enjoyed in the eyes of their followers the double prestige of representing at the same time the Prophetic House of Arabia and the Royal House of Persia.

[1] Rashídu'd-Dín Faḍlu'lláh says in the section of his great history (the *Jámi'u't-Tawáríkh*), which deals with the Isma'ílís, that in Abú Muslim's time the descendants of 'Alí based their claim to the Caliphate "on the nobility of their descent from Fáṭima."

As far as the sixth Imám, Ja'far aṣ-Ṣádiq ("the Veridical"), the great-grandson of al-Ḥusayn, who died in A.H. 148 (A.D. 765), the Sects of the Seven and of the Twelve agree concerning the succession of their pontiffs, but here the agreement ceases. Ja'far originally nominated as his successor his eldest son Ismá'íl, but afterwards, being displeased with him (because, as some assert, he was detected indulging himself in wine [1]), he revoked this nomination and designated another of his sons, Músa al-Kádhim (the seventh Imám of the Sect of the Twelve) as the next Imám. Ismá'íl, as is generally asserted, died during his father's lifetime; and, that no doubt might exist on this point, his body was publicly shown. But some of the Shí'a refused to withdraw their allegiance from him, alleging that the nomination could not be revoked, and that even if he did drink wine this was done deliberately and with a high purpose, to show that the "wine" forbidden by the Prophet's teaching was to be understood in an allegorical sense as spiritual pride, or the like—a view containing the germ of that extensive system of *ta'wíl*, or Allegorical Interpretation, which was afterwards so greatly developed by the Sect of the Seven. Nor did Ismá'íl's death put an end to the sect which took its name from him, though differences arose amongst them; some asserting that he was not really dead, or that he would return; others, that since he died during his father's lifetime he never actually became Imám, but that the nomination was made in order that the Imámate might be transmitted through him to his son Muḥammad, whom, consequently, they regarded as the Seventh, Last, and Perfect Imám; while others apparently regarded Ismá'íl and his son Muḥammad as identical, the latter being a return or re-incarnation of the former. Be this as it may, de Sacy is probably right in conjecturing [2] that until the appearance of 'Abdu'lláh b.

[1] This is stated, for example, in the *Jámi'u't-Tawárikh* mentioned in the last note.

[2] *Exposé de la Religion des Druzes*, vol. i, p. lxxii.

Maymún al-Qaddáḥ (of whom we shall speak presently) about A.H. 260[1] (A.D. 873–4), "the sect of the Ismá'ílís had been merely an ordinary sect of the Shí'ites, distinguished from others by its recognition of Muḥammad b. Ismá'íl as the last Imám, and by its profession of that allegorical doctrine of which this Muḥammad, or perhaps his grandfather Ja'far aṣ-Ṣádiq, had been the author.

The genius which gave to this comparatively insignificant sect the first impulse towards that might and influence which it enjoyed for nearly four centuries came, as usual, from Persia, and in describing it I cannot do better than cite the words of those great Dutch scholars de Goeje and Dozy.

"It was," says the former,[2] "an inveterate hatred against the Arabs and Islám which, towards the middle of the third century of the *hijra*, suggested to a certain 'Abdu'lláh b. Maymún, an oculist (*Qaddáḥ*) by profession and a Persian by race, a project as amazing for the boldness and genius with which it was conceived as for the assurance and vigour with which it was carried out."

"To bind together[3] in one association the conquered and the conquerors; to combine in one secret society, wherein there should be several grades of initiation, the free-thinkers, who saw in religion only a curb for the common people, and the bigots of all sects; to make use of the believers to bring about a reign of the unbelievers, and of the conquerors to overthrow the empire which themselves had founded; to form for himself, in short, a party, numerous, compact, and schooled to obedience, which, when the moment was come, would give the throne, if not to himself, at least to his descendants; such was the dominant idea of 'Abdu'lláh b. Maymún; an idea which, grotesque and audacious though it was, he realised with astonishing tact, incomparable skill, and a profound knowledge of the human heart."[4]

"To attain this end a conjunction of means was devised which may fairly be described as Satanic; human weakness was attacked

---

[1] *Fihrist*, p. 187. [2] *Mémoire sur les Carmathes*, Leyden, 1886.

[3] Here speaks Dozy (*Histoire des Musulmans de l'Espagne*, vol. iii, pp. 8 *et seqq.*), whom de Goeje cites in this place.

[4] Here the citation from Dozy ends, and what follows is in the words of de Goeje.

on every side; devoutness was offered to the believing; liberty, not to say licence, to the reckless; philosophy to the strong-minded; mystical hopes to the fanatical, and marvels to the common folk. So also a Messiah was presented to the Jews, a Paraclete to the Christians, a Mahdí to the Mussulmáns, and, lastly, a philosophical system of theology to the votaries of Persian and Syrian paganism. And this system was put in movement with a calm resolve which excites our astonishment, and which, if we could forget the object, would merit our liveliest admiration."

The only criticism I would make on this luminous description of the Ismá'ílí propaganda is that it hardly does justice to those, at any rate, by whose efforts the doctrines were taught, amidst a thousand dangers and difficulties; to that host of missionaries (*dá'í*, plural *du'át*) whose sincerity and self-abnegation at least are wholly admirable. And here I cannot refrain from quoting a passage from the recently published *Histoire et Religion des Nosairis* (Paris, 1900) of René Dussaud, one of the very few Europeans who have, as I think, appreciated the good points of this remarkable sect.

"Certain excessess," he says (p. 49), "rendered these doctrines hateful to orthodox Musulmáns, and led them definitely to condemn them. It must be recognised that many Ismá'ílí precepts were borrowed from the Mu'tazilites, who, amongst other things, repudiated the Attributes of God and proclaimed the doctrine of Free Will. Notwithstanding this lack of originality, it appears that the judgments pronounced by Western scholars are marked by an excessive severity. It is certainly wrong to confound, as do the Musulmán doctors, all these sects in one common reprobation. Thus, the disappearance of the Fáṭimids, who brought about the triumph of the Ismá'ílí religion in Egypt, concludes an era of prosperity, splendour, and toleration such as the East will never again enjoy."

And in a note at the foot of the page the same scholar remarks with justice that even that branch of the Ismá'ílís from whom was derived the word "Assassin," and to whom it was originally applied, were by no means the first community to make use of this weapon of a persecuted minority against

their oppressors, and that "the Old Man of the Mountain" himself was not so black as it is the custom to paint him.[1]

Let us return, however, to 'Abdu'llah b. Maymún al-Qaddáh, to whom is generally ascribed the origin of the Isma'ílí power and organisation and the real parentage of the Fáṭimid Caliphs of Egypt and the West; and let us take the account of him given in the *Fihrist* in preference to the assertions of more modern and less accurate writers. He was, according to this work, a native of Ahwáz; and his father Maymún the Oculist was the founder of the Maymúniyya sect, a branch of the Khaṭṭábiyya, which belonged to the *Ghulát* or Extreme Shí'ites, teaching that the Imáms, and in particular the sixth Imám Ja'far aṣ-Ṣádiq, the father of Ismá'íl, were Divine incarnations.[2] 'Abdu'lláh claimed to be a Prophet, and performed prodigies which his followers regarded as miracles, pretending to traverse the earth in the twinkling of an eye and thus to obtain knowledge of things happening at a distance; an achievement really effected, as the author of the *Fihrist* asserts, by means of carrier-pigeons despatched by his confederates.[3] From his native village he transferred his residence after a time to 'Askar Mukram, whence he was compelled to flee in succession to Sábáṭ Abí Núḥ, Baṣra, and finally Salamiyya near Ḥims (Emessa) in Syria. There he bought land, and thence he sent his *dá'ís* into the country about Kúfa, where his doctrines were espoused by a certain Ḥamdán b. al-Ash'ath, of Quss Bahrám, nicknamed *Qarmaṭ* on account of his short body and legs, who became one of the

[1] See my remarks on the "Ethics of Assassination," on pp. 371–3 of the second volume of *The Episode of the Báb* (Cambridge, 1891).

[2] See Shahristání's *Kitábu'l-Milal*, pp. 136–138.

[3] *Cf.* de Goeje's *Carmathes*, p. 23. A similar use was made of carrier-pigeons by Ráshidu'd-Dín Sinán, one of the Grand Masters of the Syrian Assassins in the twelfth century of our era. See Stanilas Guyard's charming monograph in the *Journal Asiatique* for 1877, pp. 39 and 41 of the *tirage-à-part*. The employment of carrier-pigeons was apparently common in Persia in Sámánid times (tenth century). See my translation of the *Chahár Maqála*, pp. 29–30 of the *tirage-à-part*.

chief propagandists of the sect, besides giving its members one of the names (Carmathians; Ar. *Qirmaṭí* or *Qirmiṭí*, pl. *Qarámiṭa*) by which they were subsequently known.[1] One of Ḥamdán's chief lieutenants was his brother-in-law 'Abdán, the author of a number of (presumably controversial) books, who organised the propaganda in Chaldæa, while Ḥamdán resided at Kalwádha, maintaining a correspondence with one of the sons of 'Abdu'lláh b. Maymún al-Qaddáḥ who abode at Ṭáliqán in Khurásán.

About this time 'Abdu'lláh b. Maymún died (A.H. 261 = A.D. 874–5) and was succeeded first by his son Muḥammad, secondly by a certain Aḥmed (variously described as the son or the brother of him last named) called Abú Shala'la', and thirdly by Sa'íd b. al-Ḥusayn b. Abdu'lláh b. Maymún al-Qaddáḥ, who was born in A.H. 260 at Salamiyya in Syria, a year before the death of his grandfather. To him at length was it granted to reap the fruits of the ambitious schemes devised and matured by his predecessors. In A.H. 297 (A.D. 909), learning from his *dá'í* Abú 'Abdi'lláh that the Berbers in North Africa were impregnated with the Ismá'ílí doctrines and were eagerly expecting the coming of the Imám, he crossed over thither, declared himself to be the great-grandson of Muḥammad b. Isma'íl and the promised Mahdí, took the name of Abú Muḥammad 'Ubaydu'llah, placed himself at the head of his enthusiastic partisans, overthrew the Aghlabid dynasty, conquered the greater portion of North Africa, and, with the newly-founded city of Mahdiyya for his capital, established the dynasty which, because of the claim which it maintained of descent from Fáṭima, the Prophet's daughter, is known as the Fáṭimid. Sixty years later (A.H. 356 = A.D. 969) Egypt was wrested by them from the House of Ikhshíd, and at the end of the tenth century of our era most

[1] See de Goeje's learned note on this much-debated etymology at pp. 199–203 of his *Mémoire sur les Carmathes.* For a full account of the conversion of Ḥamdán, see de Sacy's *Exposé*, vol. i, pp. clxvi–clxxi.

of Syria was in their hands. This great Shí'ite power was represented by fourteen Anti-Caliphs, and was finally extinguished by Saladin (Ṣaláḥu'd Dín) in A.H. 567 (A.D. 1171).

The genuineness of the pedigree claimed by the Fáṭimids has been much discussed, and the balance of evidence appears to weigh strongly against it: there is little doubt that not 'Alí and Fáṭima, but 'Abdu'lláh b. Maymún al-Qaddáḥ was their real ancestor. The matter is discussed at length by de Goeje[1] with his usual learning and acumen. Amongst the many arguments that he adduces against their legitimacy it is sufficient to cite here one or two of the strongest. Their descent from Fáṭima was denied alike by the 'Abbásid Caliphs (who made no attempt to contest the pedigrees of the numerous 'Alid pretenders, some of them dangerous and formidable enough, who were continually raising the standard of rebellion against them); by the Umayyads of Cordova; and, on two separate occasions (A.H. 402 and 444 = A.D. 1011–1012 and 1052–3), by the recognised representatives of the House of 'Alí at Baghdad. Moreover, the Buwayhid 'Aḍudu'd-Dawla, in spite of his strong Shí'ite proclivities, was so far from satisfied with the results of an inquiry into their pedigree which he instituted in A.H. 370 (A.D. 980–1) that he threatened to invade their territories, and ordered all their writings to be burned. And on the other hand it is frankly admitted in the sacred books of the Druzes, a sect (still active and numerous in Syria) which regards al-Ḥákim, the sixth Fáṭimid Caliph, as the last and most perfect Manifestation or Incarnation of the Deity, that 'Abdu'lláh b. Maymún al-Qaddáḥ was the ancestor of their hero.[2] When we reflect on the inward essence of the Ismá'ílí doctrine, and its philosophical and cosmopolitan character, we might well imagine that to the fully-initiated members of the sect at any rate it would be a matter of comparative indifference whether their spiritual and

[1] *Carmathes de Bahrain*, pp. 4–11.

[2] De Goeje, *loc. cit.*, p. 10; de Sacy's *Exposé*, pp. lxvii, 35 and 84–87.

temporal rulers were or were not descended from the Prophet through his daughter Fáṭima. But, as we shall see in a later chapter, one of their most talented missionaries in Persia, the poet and traveller Náṣir-i-Khusraw, who held the high title of *Ḥujjat*, or "Proof," of Khurásán—a man of fiery zeal and transparent sincerity—certainly believed in the genuineness of the Fáṭimid pedigree.

As regards the rule of the Fáṭimids, it was on the whole, despite occasional acts of cruelty and violence inevitable in that time and place, liberal, beneficent, and favourable to learning.

"The (Isma'ílí) doctrines," says Guyard,[1] "were publicly taught at Cairo in universities richly endowed and provided with libraries, where crowds assembled to listen to the most distinguished professors. The principle of the sect being that men must be converted by persuasion, the greatest tolerance was shown towards other creeds. Mu'izz (the fourth Fáṭimid Caliph, reigned A.D. 952–975) permitted Christians to dispute openly with his doctors, a thing hitherto unheard of; and Severus, the celebrated bishop of Ushmúnayn, availed himself of this authorisation. Out of the funds of the Treasury Mu'izz rebuilt the ruined church of St. Mercurius at Fusṭáṭ, which the Christians had never hitherto been permitted to restore. Certain Musulmán fanatics endeavoured to prevent this, and on the day when the first stone was laid a Shaykh, leaping down amongst the foundations, swore that he would die rather than suffer the church to be rebuilt. Mu'izz, being informed of what was taking place, caused this man to be buried under the stones, and only spared his life at the instance of the Patriarch Ephrem.[2] Had the Isma'ílí doctrine been able to maintain itself in Egypt in its integrity, it would have involved the civilisation of the Muslim world. Unfortunately, as an actual consequence of this doctrine, a serious change was about to take place in the sect;[3]

---

[1] *Un grand maître des Assassins*, pp. 14–15 of the *tirage-à-part*.

[2] Guyard refers here to Quatremère's *Vie du khalife fâtimite Moezz li-dín-Alláh* (extract from the *Journal Asiatique*), pp. 118 *et. seqq.*, and to an article by Defrémery (*Nouvelles Recherches sur les Ismaïliens*) in the same Journal, Ser. V, vol. iii, p. 404.

[3] Allusion is here made to the monstrous pretensions advanced by al-Ḥákim, the grandson of al- Mu'izz, who claimed to be an Incarnation

while, on the other hand, the excesses of the Isma'ílís of Persia and Syria armed against Egypt, the focus of the sect, the pious and orthodox Núru'd-Dín (the Atábek of Syria, A.D. 1146–1173), who succeeded in overthrowing the Fáṭimid dynasty."

Náṣir-i-Khusraw, who was at Cairo in the middle of the eleventh century of our era, during the reign of al-Mustanṣir, the eighth Fáṭimid Caliph, gives an equally favourable picture.

"Every one," says he,[1] "has perfect confidence in the Sultan, and no one stands in fear of myrmidons or spies, relying on the Sultan to oppress no one and to covet no one's possessions. There I saw wealth belonging to private individuals such that if I should speak of it or describe it the people of Persia would refuse to credit my statements. I could neither limit nor define their wealth, and nowhere have I seen such prosperity as I saw there. There I saw a Christian who was one of the richest men in Egypt, so that it was said that his ships, his wealth, and his estates surpassed computation. My object in mentioning him is that one year the water of the Nile fell short and corn became dear. The Sultan's *wazír* summoned this Christian and said, 'The year is not good, and the Sultan's heart is weighed down with anxiety for his people. How much corn could you supply, either for a price or as a loan?' The Christian answered, 'Thanks to the fortunate auspices of the Sultan and the *wazír*, I have in store so much corn that I could supply all Egypt with bread for six years.'[2] Now the population of Egypt at this time was certainly, at the lowest computation, five times that of Níshápúr; and any one versed in statistics will readily understand what vast wealth one must possess to hold corn to such an amount, and what security of property and good government a people must enjoy amongst whom such things are possible, and what great riches; and withal neither did the Sultan oppress or wrong any one, nor did his subjects keep anything hidden or concealed."

---

of God, and was accepted as such by the sect of Ismá'ílís still known as the Druzes, after al-Ḥákim's minister and abettor the Persian Ḥamza ad-Durúzí.

[1] *Safar-náma*, edited in the original Persian, with a French translation, by the late M. Ch. Schefer (Paris, 1881), pp. 155–6 of the translation, pp. 56–7 of the text.

[2] Or perhaps "Cairo," which, as well as the country of which it is the capital, is commonly called *Miṣr* by the Muslims.

It does not appear that Náṣir-i- Khusraw had embraced the Isma'ílí doctrine before he made his journey to Egypt and the West, and we may fairly assume that the admirable example presented to other governments of that period by the Fáṭimids had no inconsiderable effect in his conversion to those views of which, till the end of his long life, he was so faithful an adherent and so earnest an exponent. That he was familiar with the Gospels is proved by several passages in his poems; and no doubt he held that men cannot gather grapes from thorns or figs from thistles, and that a doctrine capable of producing results which contrasted so favourably with the conditions prevalent under any other contemporary government had at any rate a strong *primâ facie* claim to serious and attentive consideration.

Before we proceed to speak of this doctrine, however, it is necessary to say something of a less orderly and well-conducted branch of the Ismá'ílís, whose relation to the Fáṭimid Caliphs still remains, in spite of the investigations of many eminent scholars, notably de Goeje, somewhat of a mystery. Mention has already been made of Ḥamdán Qarmaṭ, from whom the Carmathians (*Qarámiṭa*) derive their name. These Carmathians, the followers of the above-named Qarmaṭ and his disciple 'Abdán (the most prolific writer of the early Ismá'ílís),[1] are much less intimately connected with Persian history than the Fáṭimid Ismá'ílís, and their power was of much shorter duration; but for about a hundred years (A.D. 890–990) they spread terror through the realms of the 'Abbásid Caliphs. Already, while the Zanj insurrection was in progress, we find Qarmaṭ interviewing the insurgent leader and endeavouring to arrive at an understanding with him, which, however, proved to be impossible.[2] Very shortly

[1] *Fihrist*, p. 189, where eight of his works are mentioned as having been seen and read by the author. Another work mentioned in this place (*al-Balághátu 's-sab'a*, in the sense, apparently of "the Seven Initiations") was known, by name at least, to the Nidhámu'l-Mulk. See his *Siyásat-náma*, ed. Schefer, p. 196.

[2] De Goeje's *Carmathes*, p. 26; and p. 350 *supra*.

after this (A.D. 892) the increasing power of the Carmathians began to cause a lively anxiety at Baghdad.[1] About five years later they first rose in arms, but this insurrection, as well as those of A.D. 900, 901, and 902, was suppressed. Yet already we find them active, not only in Mesopotamia and Khuzistán, but in Baḥrayn, Yaman, and Syria; on the one hand we hear of them in the prison and on the scaffold; and on the other, led by their *dá'ís* Zikrawayh and Abú Sa'íd Ḥasan b. Bahrám al-Jannábí (both Persians, to judge by their names), we find them widely extending their power and obtaining absolute control of vast tracts of country. In A.D. 900 the Caliph's troops were utterly routed outside Baṣra, and only the general, al-'Abbás b. 'Amr al-Ghanawí, returned to tell the tale at Baghdad;[2] while a year or two later "the Master of the Camel" (*Ṣáḥibu'n-náqa*), and after his death his brother, "the Man with the Mole" (*Ṣáḥibu'sh-Shàma*, or *Ṣáḥibu'l-Khál*), were ravaging Syria up to the very gates of Damascus. The success of this last was, however, short-lived, for he was taken captive and put to death in December, A.D. 903, and the death of Zikrawayh in the defeat inflicted on him three or four years later saved Syria for the time being from further ravages. His last and most signal achievement was his attack on the pilgrim-caravan returning from Mecca, in which fearful catastrophe no less than twenty thousand victims are said to have perished.

The Fáṭimid dynasty had been firmly established in North Africa for some years before we hear much more of the Carmathians;[3] but in A.D. 924 Abú Ṭáhir al-Jannábí (the son and successor of the Abú Sa'íd al-Jannábí mentioned above) raided Baṣra and carried off a rich booty; a few months

[1] De Goeje's *Carmathes*, pp. 31–2.

[2] His own narrative is given in translation by de Goeje, *op. cit.*, pp. 40–43. See also p. 354 *supra*.

[3] De Goeje (*op. cit.*, p. 75) speaks of "the almost complete inactivity of the Carmathians during the six years which immediately followed the death of Abú Sa'íd" (who was assassinated in A.D. 913–914).

later another pilgrim-caravan was attacked (2,200 men and 300 women were slain, and a somewhat greater number taken captive, together with a vast booty);[1] and soon afterwards Kúfa was looted for six days, during which the Carmathian leader quartered his guard in the great mosque. In the early spring of A.D. 926 the pilgrim-caravan was allowed to proceed on its way after payment of a heavy ransom, but during the three following years passage was absolutely barred to the pilgrims. But it was in January, 930, that the Carmathians performed their greatest exploit, for in the early days of that month Abú Ṭáhir, with an army of some six hundred horsemen and nine hundred unmounted soldiers, entered the sacred city of Mecca itself, slew, plundered, and took captive in the usual fashion, and—the greatest horror of all in the eyes of pious Muslims—carried off the Black Stone and other sacred relics. In this culminating catastrophe 30,000 Muslims are said to have been slain, of whom 1,900 met their death in the very precincts of the Ka'ba; the booty carried off was immense; and the scenes which accompanied these sacrilegious acts baffle description.[2]

It is unnecessary to follow in detail the further achievements of the Carmathians, who continued to raid, plunder, massacre, and levy taxes on the pilgrims until the death of Abú Ṭáhir in A.D. 944. Six years later the Black Stone, having been kept by the Carmathians of al-Aḥsá for nearly twenty-two years, was voluntarily restored by them to its place in the Ka'ba of Mecca. "We took it by formal command (of our Imám), and we will only restore it by a command (from him)" had been their unvarying reply to all the attempts of the Muslims to persuade them to yield it up in return for enormous ransoms; but at length the order was issued by the Fáṭimid Caliph al-Qá'im or al-Manṣúr,[3] and the stone was once more

[1] De Goeje, *op. cit.*, p. 85.
[2] See de Goeje's graphic account, *op. cit.*, pp. 104–113.
[3] Ibid., *op. cit.*, p. 144.

set in its place, to the infinite joy and relief of all pious Muhammadans. Very soon after the Fáṭimids had obtained possession of Egypt (A.D. 969) a quarrel arose between them and their Carmathian co-religionists,[1] and a year or two later we actually find some of the latter fighting on the side of the ʻAbbásids against their ancient masters.

The exact relations which existed between the apparently antinomian, democratic, and predatory Carmathians and the theocratic Fáṭimids, whose just and beneficent rule has been already described,[2] are, as has been said, somewhat obscure. But de Goeje has conclusively proved, in the able and learned treatise so frequently quoted in this chapter, that these relations were of the closest; that the Carmathians recognised to the full (save in some exceptional cases) the authority, temporal and spiritual, of the Fáṭimid Caliphs, even though it often seemed expedient to the latter to deny or veil the connection[3]; and that the doctrines of both were the same, due allowance being made for the ruder and grosser understandings of the Bedouin Arabs from whom were chiefly recruited[4] the ranks of the Carmathians, who were, as de Goeje observes, "as was only natural, absolute strangers to the highest grade of initiation in which the return of Muḥammad b. Ismaʻíl was spiritually explained."

Of what is known concerning the internal organisation of the Carmathians; of their Supreme Council, the white-robed *ʻIqdániyya*, to whom was given power to loose and to bind; of their disregard of the ritual and formal prescriptions of Islám, their contempt for the "asses" who offered adoration to shrines and stones, and their indulgence in meats held unlawful by the orthodox; and of their revenues, commerce, and treatment of strangers, full details will be found in de Goeje's

[1] Concerning the very obscure causes of this incomprehensible event, *cf.* de Goeje, *op. cit.*, pp. 183 *et seqq.*

[2] See pp. 399–401 *supra;* and also de Goeje, *op. cit.*, pp. 177–8.

[3] *Op. cit.*, pp. 81–83.

[4] *Op. cit.*, pp. 161–165 and 173.

monograph. Of the many interesting passages cited in that little volume (a model of scholarly research and clear exposition) the reader's attention is specially directed to the narrative of a woman who visited the Carmathian camp in search of her son (pp. 51–56); the poems composed by Abú Ṭáhir al-Jannábí after the sack of Mecca (p. 110) and Kúfa (pp. 113–115); the scathing satire composed in Yaman against the Carmathian chief (pp. 160–161); the narrative of a traditionist who was for a time a captive and a slave in the hands of the Carmathians (pp. 175–6); and the replies made by a Carmathian prisoner to the Caliph al-Muʿtaḍid (pp. 25–6). That morally they were by no means so black as their Muslim foes have painted them is certainly true, but of the terrible bloodshed heralded by their ominous and oft-repeated formula "Purify them" (by the sword) there is unfortunately no doubt whatever.

We must now pass to an examination of the Ismaʿílí doctrine —a doctrine typically Persian, typically Shí'ité, and possessed of an extraordinary charm for minds of a certain type, and that by no means an ignoble or ignorant one.[1] And here I will cite first of all the concluding paragraphs of an article which I contributed in January, 1898, to the *Journal of the Royal Asiatic Society* on the *Literature and Doctrines of the Ḥurúfí Sect* (pp. 88–9):—

"The truth is, that there is a profound difference between the Persian idea of Religion and that which obtains in the West. Here it is the ideas of Faith and Righteousness (in different proportions, it is true) which are regarded as the essentials of Religion; there it is Knowledge and Mystery. Here Religion is regarded as a rule by which to live and a hope wherein to die; there as a Key to unlock the Secrets of the Spiritual and Material Universe. Here it is associated with Work and Charity; there with Rest and Wisdom. Here a creed is admired for its simplicity; there for its complexity.

---

[1] *Cf.* de Goeje, *op. cit.*, p. 172.

To Europeans these speculations about 'Names' and 'Numbers' and 'Letters'; this talk of Essences, Quiddities, and Theophanies; these far-fetched analogies and wondrous hair-splittings, appear, as a rule, not merely barren and unattractive, but absurd and incomprehensible; and consequently, when great self-devotion and fearlessness of death and torture are witnessed amongst the adherents of such a creed, attempts are instinctively made by Europeans to attribute to that creed some ethical or political aim. Such aim may or may not exist, but, even if it does, it is, I believe, as a rule, of quite secondary and subordinate importance in the eyes of those who have evolved and those who have accepted the doctrine. . . .

"The same difference of ideal exists as to the quality and nature of Scripture, the Revealed Word of God. Provided the ethical teaching be sublime, and there be peace for the troubled and comfort for the sorrowful, we care little, comparatively, for the outward form. But in the eyes of the Musulmáns (including, of course, the followers of all those sects, even the most heretical, which have arisen in the bosom of Islám) this outward form is a matter of the very first importance. Every letter and line of the Qur'án (which always remains the model and prototype of a Revealed Book, even amongst those sects who claim that it has been abrogated by a newer Revelation) is supposed to be fraught with unutterable mystery and filled with unfathomable truth. Generations of acute minds expend their energies in attempts to fathom these depths and penetrate these mysteries. What wonder if the same discoveries are made quite independently by different minds in different ages, working with the same bent on the same material? In studying the religious history of the East, and especially of Persia, let us therefore be on our guard against attaching too much importance to resemblances which may be the natural outcome of similar minds working on similar lines, rather than the result of any historical filiation or connection."

The Isma'ílí doctrine was, as we have seen, mainly devised and elaborated (though largely from ideas and conceptions already ancient, and, as has been remarked, almost endemic in Persia) by 'Abdu'lláh b. Maymún al-Qaddáḥ. Great stress is generally laid, both by Oriental and European writers, on the primarily political motive which is supposed to have inspired him, the desire, namely, to destroy the power of the Arabs, and the religion of Islám whence that power was derived, and

to restore to Persia the dominant position which she had previously held, and to which, in his opinion, she was entitled.[1] I myself am inclined to think that, to judge by the Persian character, in which the sentiment of what we understand by patriotism is not a conspicuous feature, and by what I have myself observed in the analogous case of the Bábís, this quasi-political motive has been unduly exaggerated; and that 'Abdu'lláh b. Maymún and his ally, the wealthy astrologer Dandán (or Zaydán)[2] exerted themselves as they did to propagate the system of doctrine about to be described not because it was Persian, but because, being Persian, it strongly appealed to their Persian minds.[3]

The doctrine which we are about to describe is, it must be repeated, the doctrine evolved by 'Abdu'lláh b. Maymún al-Qaddáḥ. "The sect of the Isma'ílís," says Guyard in his *Fragments relatifs à la Doctrine des Ismaïlis* (Paris, 1874, p. 8), "was primarily a mere subdivision of the Shí'ites, or partisans of 'Alí; but, from the time of 'Abdu'lláh, surnamed Qaddáḥ, the son of Maymún Qaddáḥ, and chief of the sect, towards the year A.H. 250 (A.D. 864), it so greatly diverged from its point of departure that it met with the reprehension of the Shí'ites themselves, who denounced as impious such as would embrace it." The chief thing which it derived from Ismá'íl the seventh Imám was its name *Ismá'ílí*; but it bore several other names, such as *Sab'í* ("the Sect of the Seven"); *Báṭiní* ("the Esoteric Sect"); *Ta'límí* ("doctrinaire"), because, according to its tenets, the true "teaching" or "doctrine" (*ta'lím*) could only be obtained from the Imám of the time; *Fáṭimí*

[1] See, for instance, the *Fihrist*, p. 188, where the same design is ascribed to Abú Muslim; Guyard, *Un Grand Maître des Assassins*, pp. 4–5 and 10–13; de Goeje's *Carmathes*, pp. 1–2; von Hammer's *Histoire de l'Ordre des Assassins* (Paris, 1833), p. 44, &c.

[2] See de Goeje, *op. cit.*, p. 15 and note 2 *ad calc.*

[3] No doubt Persian national feeling was appealed to, when it could serve the purpose of the *dá'í*, but he was just as ready to appeal to similar sentiments in the Arabs and other peoples. See de Sacy's *Exposé*, p. cxii.

("owing allegiance to the descendants of Fáṭima," the Prophet's daughter and 'Alí's wife); *Qirmaṭí* or Carmathian, after the *dá'í* Ḥamdan Qarmaṭ already mentioned. By their foes, especially in Persia, they were very commonly called simply *Maláḥida* ("impious heretics"), and later, after the New Propaganda of Ḥasan-i-Sabbáḥ (of whom we shall speak in a later chapter), *Ḥashíshí* ("hashish-eaters").

Their doctrine, as already indicated, and as will shortly appear more plainly, hinges to a large extent on the number *seven*, and, to a less degree, on the number *twelve*; numbers which are written plain in the universe and in the body of man. Thus there are seven Planets and twelve Zodiacal Signs; seven days in the week and twelve months in the year; seven cervical vertebræ and twelve dorsal, and so on: while the number seven appears in the Heavens, the Earths, the Climes, and the apertures of the face and head (two ears, two eyes, two nostrils, and the mouth).

Intermediate between God and Man are the Five Principles or Emanations (the Universal Reason, the Universal Soul, Primal Matter, Pleroma or Space, and Kenoma or Time[1]), making in all Seven Grades of Existence.

Man cannot attain to the Truth by his unaided endeavours, but stands in need of the teaching (*ta'lím*) of the Universal Reason, which from time to time becomes incarnate in the form of a Prophet or "Speaker" (*Náṭiq*), and teaches, more fully and completely in each successive Manifestation, according to the evolution of the Human Understanding, the spiritual truths necessary for his guidance. Six great Prophetic cycles have passed (those of Adam, Noah, Abraham, Moses, Jesus, and Muḥammad), and the last and seventh cycle, in which for the first time the Esoteric Doctrine, the true inwardness of the Law and the Prophets, is made clear, was inaugurated by Muḥammad b. Isma'íl, the *Qá'im* ("He who ariseth") or *Ṣáḥibu'z-Zamán* ("Lord of the Time"). Each Prophet or

[1] See the footnote on p. 11 of Guyard's *Grand Maître des Assassins.*

"Speaker" (*Náṭiq*) is succeeded by seven Imáms (called *Ṣámit*, "Silent"), of whom the first (called *Asás*, "Foundation," or *Sús*, "Root," "Origin") is always the intimate companion of the *Náṭiq*, and the repository of his esoteric teaching. The series in detail is as follows :—

Náṭiq.	*Asás*, who is the first of the Seven *Ṣámits* or *Imáms*.
1. Adam.	Seth. (Each *Ṣámit*, or Imám, has twelve *Ḥujjats*, "Proofs," or Chief *Dá'is*.)
2. Noah.	Shem.
3. Abraham.	Ishmael.
4. Moses.	Aaron. John the Baptist was the last *Ṣámit* of this series, and the immediate precursor of Jesus, the next *Náṭiq*.
5. Jesus.	Simon Peter.
6. Muḥammad.	'Alí, followed by al-Hasan, al-Ḥusayn, 'Alí Zaynu'l-'Ábidín, Muḥammad al-Báqir, Ja'far aṣ-Ṣádiq, and Isma'íl.
7. Muḥammad b. Isma'íl.	'Abdu'lláh b. Maymún al-Qaddáḥ, followed by two of his sons, Aḥmad and Muḥammad, and his grandson Sa'íd, later known as 'Ubaydu'lláh-al-Mahdí (who pretended to be the grandson of Muḥammad b. Isma'íl), the founder of the Fáṭimid Dynasty.

In the correspondence established between the Grades of Being and the Isma'ílí hierarchy there seems to be a lacuna, since God, the Primal Unknowable Essence, is represented by no class in the latter. As to the last term also I am in doubt. The other correspondences are as follows :—

1. God.
2. The Universal Reason (*'Aql-i-Kullí*), manifested in the *Náṭiq* or Prophet.
3. The Universal Soul (*Nafs-i-Kullí*), manifested in the *Asás* or first Imám.
4. Primal Matter (*Hayyúla*, ἡ ὕλη), manifested in the *Ṣámits* or Imáms.

5. Space, or Pleroma (*al-Malá*), manifested in the *Ḥujjat* or "Proof."
6. Time, or Kenoma (*al-Khalá*), manifested in the *Dá'í* or Missionary.
7. ? The Material Universe, manifested in ? The Believer.

Corresponding still with the dominant number are the degrees of initiation through which, according to his capacity and aptitude, the proselyte is successively lead by the *dá'í*; though these were afterwards raised to nine (perhaps to agree with the nine celestial spheres, *i.e.*, the seven planetary spheres, the Sphere of the Fixed Stars, and the Empyrean). These degrees are very fully described by de Sacy (*Exposé*, vol. i, pp. lxii–cxxxviii), who follows in the main the account of the historian an-Nuwayrí († A.D. 1332). Before speaking of them, however, a few words must be said about the *dá'í* or propagandist.

The type of this characteristically Persian figure seems scarcely to have varied from the time of Abú Muslim to the present day, when the *dá'í* of the Bábís still goes forth on his perilous missions between Persia, his native land, and Syria, where his spiritual leaders dwell in exile. These men I have described from personal knowledge in another book,[1] and I have often pleased myself with the thought that, thanks to these experiences, it is almost as though I had seen with my own eyes Abú Muslim, 'Abdu'lláh b. Maymún al-Qaddáḥ, Ḥamdán Qarmaṭ, and other heroes of the 'Abbásid and Ismá'ílí propaganda. But if the type of *dá'í* is, so far as we can judge, almost unvarying in Western Asia, it differs very greatly from that of the European missionary, whose learning, knowledge of character and adaptability to circumstances fall short by as much as his material needs and national idiosyncrasies exceed those of the *dá'í*.

The *dá'í* commonly adopted some ostensible profession,

[1] *A Year amongst the Persians*, pp. 210–212, 271, 301 *et seqq.*, 331 *et seqq.*, 481–3, &c.

such as that of a merchant, physician, oculist, or the like, and, in this guise, arrived at the place where he proposed to begin operations.[1] In the first instance his aim was to impress his neighbours with a high idea of his piety and benevolence. To this end he was constant in alms-giving and prayer, until he had established a high reputation for devout living, and had gathered round him a circle of admirers. To these, especially to such as appeared most apt to receive them, he began gradually and cautiously to propound his doctrines, striving especially to arouse the curiosity of his hearers, to awaken in them a spirit of inquiry, and to impress them with a high opinion of his wisdom, but prepared at any moment to draw back if they showed signs of restiveness or suspicion. Thus he speaks of Religion as a Hidden Science, insists on the symbolic character of its prescriptions, and hints that the outward observance of Prayer, the Fast, the Pilgrimage, and Alms-giving is of little value if their spiritual significance be not understood. If curiosity and an eagerness to learn more are manifested by his hearer, the *dá'í* begins an explanation, but breaks it off in the middle, hinting that such divine mysteries may only be disclosed to one who has taken the oath of allegiance to the Imám of the age, the chosen representative of God on earth, and the sole repository of this Hidden Science, which he confides only to such as prove themselves worthy to receive it. The primary aim of the *dá'í* is, indeed, mainly to secure from the proselyte this allegiance, ratified by a binding oath and expressed by the periodical payment of a tribute of money. Of the questions whereby he seeks to excite the neophyte's curiosity the following are specimens:—

"Why did God take seven days to create the universe, when He could just as easily have created it in a single moment?"

"What in reality are the torments of Hell? How can it be true

[1] The particulars which follow are almost entirely drawn from de Sacy (*Exposé*, pp. lxxiv–cxxxviii), who cites the account of Akhú Muḥsin given by Nuwayrí.

that the skins of the damned will be changed into other skins, in order that these, which have not participated in their sins, may be submitted to the Torment of the Fire?"

"What are the Seven Gates of Hell-Fire and the Eight Gates of Paradise?"

"Why were the heavens created according to the number Seven, and the Earths likewise? And why, also, is the first chapter of the Qur'án composed of seven verses?"

"What means this axiom of the philosophers, that man is a little world (Microcosm) and the World a magnified man? Why does man, contrary to all other animals, carry himself erect? Why has he ten digits on the hands, and as many on the feet; and why are four digits of the hand divided each into three phalanges, while the thumb has only two? Why has the face alone seven apertures,[1] while in all the rest of the body there are but two? Why has he twelve dorsal and seven cervical vertebræ? Why has his head the form of the letter *mím*, his two hands that of a *ḥá*, his belly that of a *mím*, and his two legs that of a *dál*, in such wise that he forms, as it were, a written book, of which the interpretation is the name of *Muḥammad* (M.Ḥ.M.D.)? Why does his stature, when erect, resemble the letter *alif*, while when he kneels it resembles the letter *lám*, and when he is prostrate[2] the letter *há*, in such wise that he forms, as it were, an inscription of which the reading is *Iláh* (I. L. H.), God?"

"Then," says de Sacy,[3] "addressing themselves to those who listen to them, they say: 'Will you not reflect on your own state? Will you not meditate attentively on it, and recognise that He who has created you is wise, that He does not act by chance, that He has acted in all this with wisdom, and that it is for secret and mysterious reasons that He has united what He has united, and divided what He has divided? How can you imagine that it is permissible for you to turn aside your attention from all these things, when you hear these words of God (*Qur'án*, li, 20–21): "*There are signs on the earth to those who believe with a firm faith; and in your own selves: will ye not then consider?*" And again (*Qur'án*, xiv, 30), "*And God propounds unto mankind parables, that perchance they may reflect thereon.*" And again (*Qur'án*, xli, 53), "*We will show them our signs in the horizons and in themselves, that it may become clear unto them*

---

[1] See p. 408 *supra*.

[2] These are the three positions in prayer named *qiyám*, *rukú'*, and *sujúd*.

[3] *Op. cit.*, pp. lxxxvii–lxxxix.

that this is the Truth." . . . And again (*Qur'án*, xvii, 74), "'*Whosoever is blind in respect to [the things of] this life is also blind in respect to [the things of] the other life, and follows a misleading path.*'"

Finally, by some or all of these means, the *dá'í* prevails upon the neophyte to take the oath of allegiance, saying [1]—

"Bind yourself, then, by placing thy right hand in mine, and promise me, with the most inviolable oaths and assurances, that you will never divulge our secret, that you will not lend assistance to any one, be it who it may, against us, that you will set no snare for us, that you will not speak to us aught but the truth, and that you will not league yourself with any of our enemies against us."

The full form of the oath will be found, by such as are curious as to its details, at pp. cxxxviii–cxlvii of de Sacy's *Exposé*.

The further degrees of initiation are briefly as follows :—

Second Degree. The neophyte is taught to believe that God's approval cannot be won by observing the prescriptions of Islám, unless the Inner Doctrine, of which they are mere symbols, be received from the Imám to whom its guardianship has been entrusted.

Third Degree. The neophyte is instructed as to the nature and number of the Imáms, and is taught to recognise the significance in the spiritual and material worlds of the number Seven which they also represent. He is thus definitely detached from the *Imámiyya* of the Sect of the Twelve, and is taught to regard the last six of their Imáms as persons devoid of spiritual knowledge and unworthy of reverence.

Fourth Degree. The neophyte is now taught the doctrine of the Seven Prophetic Periods, of the nature of the *Náṭiq*, the *Sús* or *Asás* and the remaining six *Ṣámits* ("Silent" Imáms)[2] who succeed the latter, and of the abrogation by each *Náṭiq* of the religion of his predecessor. This teaching involves the admission (which definitely places the proselyte outside the pale of Islám) that Muḥammad was

[1] De Sacy (*op. cit.*, p. xciii).

[2] They are called "silent" because, unlike the Prophet who introduces each Period, they utter no new doctrine, but merely teach and develop that which they have received from the *Náṭiq*.

not the last of the Prophets, and that the Qur'án is not God's final revelation to man. With Muḥammad b. Ismá'íl, the Seventh and Last *Náṭiq*, the *Qá'im* ("He who ariseth"), the *Ṣáḥibu'l-Amr* ("Master of the Matter"), an end is put to the "Sciences of the Ancients" (*'Ulúmu'l-awwalín*), and the Esoteric (*Báṭiní*) Doctrine, the Science of Allegorical Interpretation (*ta'wíl*), is inaugurated.

Fifth Degree. Here the proselyte is further instructed in the Science of the Numbers and in the applications of the *ta'wíl*, so that he discards many of the traditions, learns to speak contemptuously of the state of Religion, pays less and less heed to the letter of Scripture, and looks forward to the abolition of all the outward observances of Islám. He is also taught the significance of the number Twelve, and the recognition of the twelve *Ḥujjas* or "Proofs," who primarily conduct the propaganda of each Imám. These are typified in man's body by the twelve dorsal vertebræ, while the seven cervical vertebræ represent the Seven Prophets and the Seven Imáms of each.

Sixth Degree.—Here the proselyte is taught the allegorical meaning of the rites and obligations of Islám, such as prayer, alms, pilgrimage, fasting, and the like, and is then persuaded that their outward observance is a matter of no importance, and may be abandoned, since they were only instituted by wise and philosophical lawgivers as a check to restrain the vulgar and unenlightened herd.

Seventh Degree. To this and the following degrees only the leading *dá'ís*, who fully comprehend the real nature and aim of their doctrine, can initiate. At this point is introduced the dualistic doctrine of the Pre-existent (*al-Mufíd, as-Sábiq*) and the Subsequent (*al-Mustafíd, at-Tálí, al-Láḥiq*), which is destined ultimately to undermine the proselyte's belief in the Doctrine of the Divine Unity.

Eighth Degree. Here the doctrine last mentioned is developed and applied, and the proselyte is taught that above the Pre-existent and the Subsequent is a Being who has neither name, nor attribute, of whom nothing can be predicated, and to whom no worship can be rendered. This Nameless Being seems to represent the *Zerwán Akarana* ("Boundless Time") of the Zoroastrian system, but, as may be seen by referring to de Sacy's *Exposé* (pp. cxxi–cxxx) some confusion exists here, and different teachings were current amongst the Ismá'ílís, which, however, agreed in this, that, to quote Nuwayrí's expression, "those who adopted them could no longer be reckoned otherwise than amongst the Dualists and Materialists." The proselyte is also taught that a Prophet is known as such not by miracles,

but by his ability to construct and impose on mankind a system at once political, social, religious, and philosophical—a doctrine which I myself have heard enunciated amongst the Bábís in Persia, one of whom said to me that just as the architect proved himself to be such by building a house, or the physician by healing sickness, so the prophet proved his mission by founding a durable religion.[1] He is further taught to understand allegorically the end of the world, the Resurrection, Future Rewards and Punishments, and other eschatological doctrines.

Ninth Degree. In this, the last degree of initiation, every vestige of dogmatic religion has been practically cast aside, and the initiate is become a philosopher pure and simple, free to adopt such system or admixture of systems as may be most to his taste. "Often," says Nuwayrí, "he embraces the views of Manes or Bardesanes; sometimes he adopts the Magian system, sometimes that of Plato or Aristotle: most frequently he borrows from each of these systems certain notions which he combines together, as commonly happens to these men, who, abandoning the Truth, fall into a sort of bewilderment."

Space does not permit us to cite the pledge or covenant whereby the proselyte bound himself to obey the *dá'í*, nor to enlarge on the methods whereby the latter sought to approach the adherents of different sects and creeds in order to gain their allegiance. For these and other most interesting matters we must refer the reader to de Sacy's *Exposé*, vol. i, pp. cxxxviii–clxiii *et passim*, Guyard's *Fragments relatifs à la Doctrine des Ismaélîs* and *Un Grand maître des Assassins*, and other monographs alluded to in the notes to this chapter. The further developments of this sect will be discussed in another portion of this work.

[1] *Cf.* my *Year amongst the Persians*, pp. 303–306, 367–8, &c.

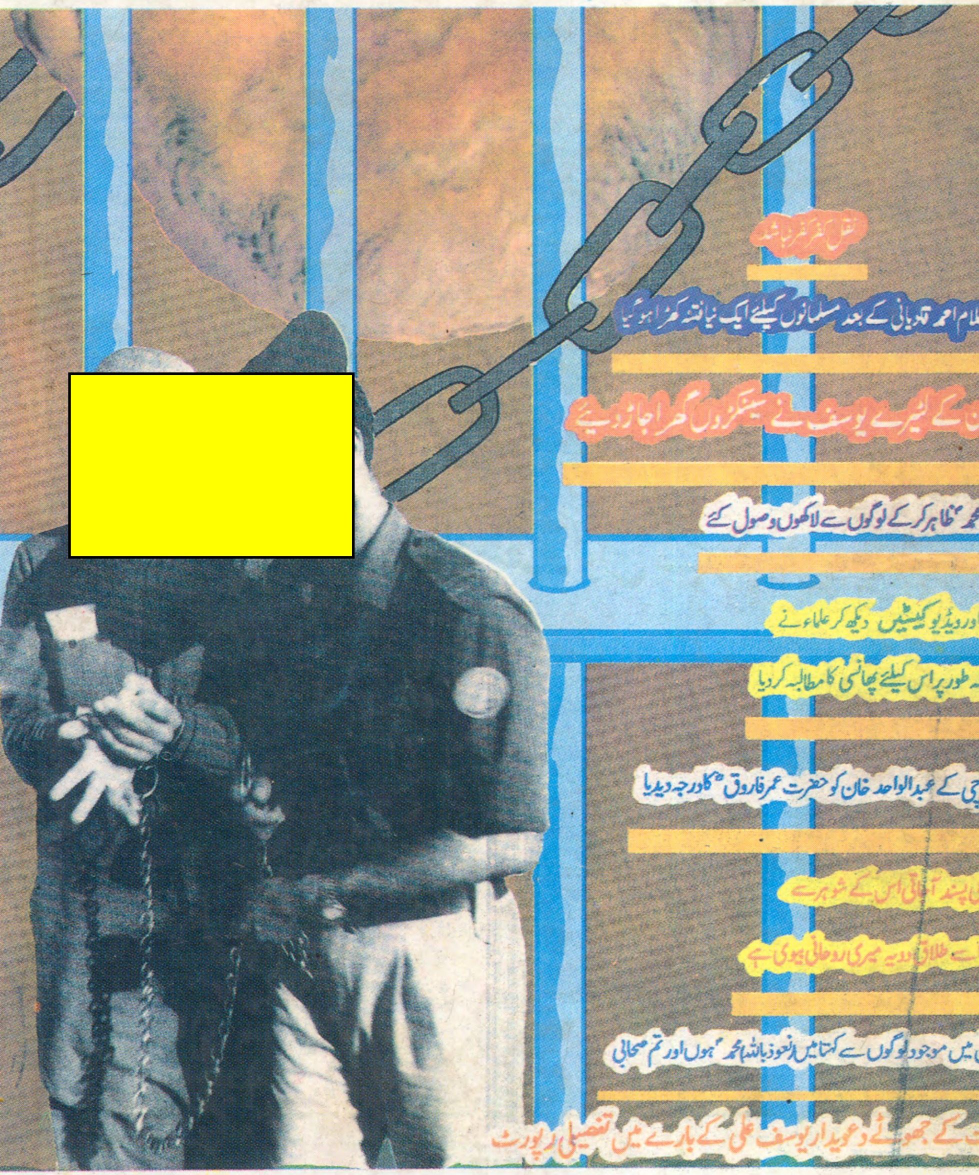

نقل کفر کفر نباشد
احمد قادیانی کے بعد مسلمانوں کیلئے ایک نیا فتنہ کھڑا ہو گیا
کے لٹیرے یوسف نے سینکڑوں گھر اجاڑ دیئے
ظاہر کر کے لوگوں سے لاکھوں وصول کئے
ویڈیو کیسٹیں دیکھ کر علماء نے
طور پر اس کیلئے پھانسی کا مطالبہ کر دیا
کے عبدالواحد خان کو حضرت عمر فاروق کا درجہ دیدیا
پسند آفاقی اس کے شوہر سے
طلاق دو یہ میری روحانی بیوی ہے
میں موجود لوگوں سے کہتا میں (نعوذ باللہ) محمد ہوں اور تم صحابی
کے جھوٹے دعویدار یوسف علی کے بارے میں تفصیلی رپورٹ